کشکول دستغیب

آیت اللہ السید عبدالحسین دستغیب

مترجم: علامہ محمد حسن جعفری

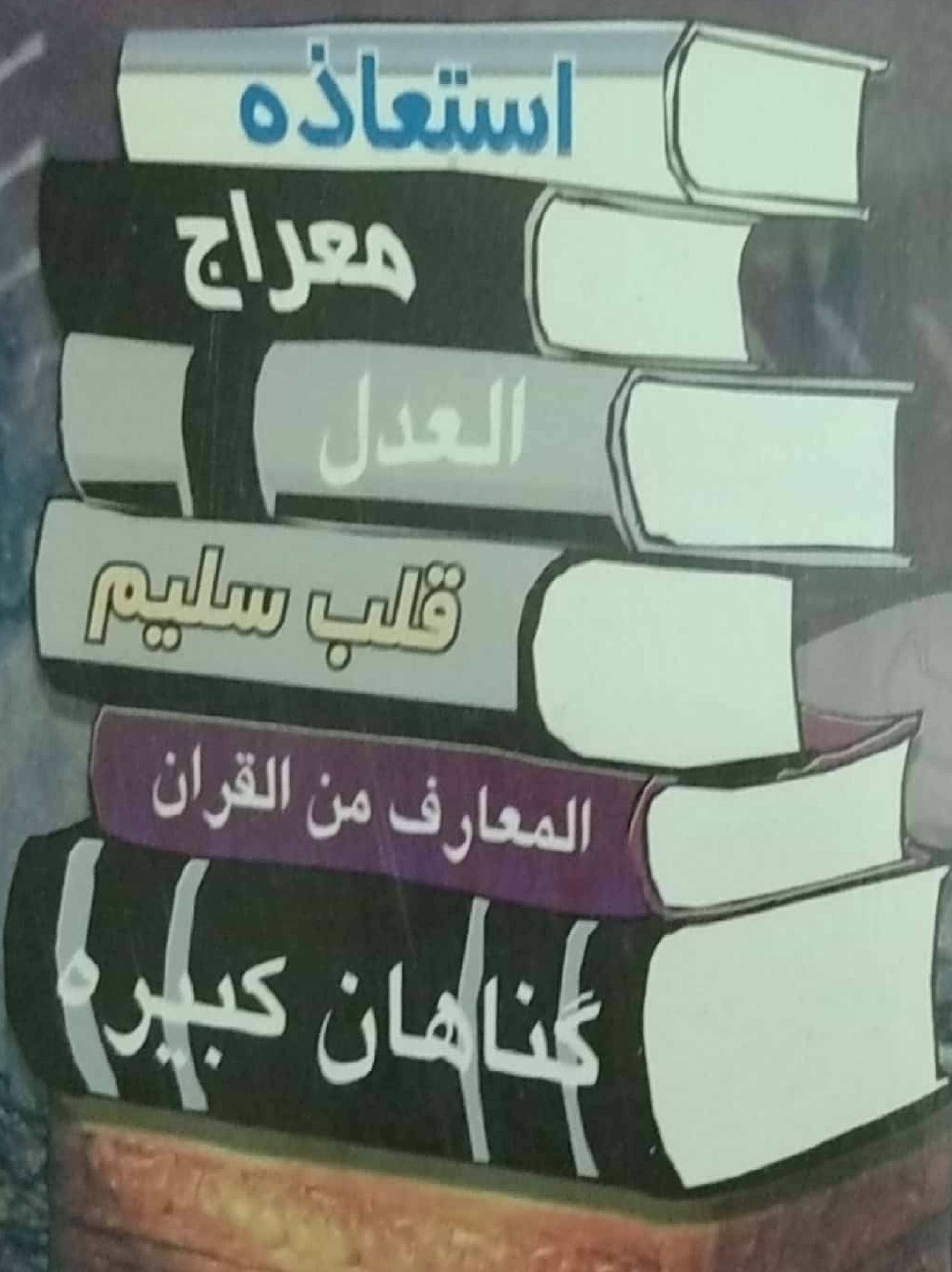

حسن علی بک ڈپو

کشکول دستغیب

آیت اللہ سید عبدالحسین دستغیب

حسن علی بک ڈپو

بالمقابل بڑا امام باڑہ کھارادر کراچی فون : 2433055

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب	:	کشکول دستغیب (جلد اول)
مؤلف	:	آیت اللہ سید عبدالحسین دستغیب
ترجمہ	:	علامہ محمد حسن جعفری
تصحیح	:	سید فیضیاب علی
طبع اول	:	۲۰۰۶ء
کمپوزنگ	:	جیوانی پریس 0300-2343346

Presented by Ziaraat.Com

فہرست عناوین

پیش لفظ ۹

فصل اول

۱۔ بہلول اور ابو حنیفہ ۱۱

۲۔ عقل مند طالب علم ۱۳

۳۔ مومن چرواہا ۱۴

۴۔ خدا کی شان رزاقی ۱۵

۵۔ تاجر کی دعا ۱۷

۶۔ نعمت کی قدر دانی کا صلہ ۱۹

۷۔ خدا گنجے کو ناخن نہ دے ۲۱

۸۔ اپنی حقیقت کو نہ بھولیں ۲۲

۹۔ رحمت کا امیدوار اور مایوس انسان ۲۴

۱۰۔ خدا ہی زمین و آسمان کا محافظ ہے ۲۶

۱۱۔ وہ معلم جس کا حافظہ ختم ہو گیا ۲۷

۱۲۔ سلطان اور ذہین وزیر ۲۹

۱۳۔ اونٹ چور کا انجام ۳۱

۱۴۔ ضمیر کی کسک ۳۲

۱۵۔ خدا ظاہر کو نہیں باطن کو دیکھتا ہے ۳۴

Presented by Ziaraat.Com

۱۶۔	بریشم	۳۶
۱۷۔	تقدیرِ الٰہی	۳۸
۱۸۔	اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے	۳۹
۱۹۔	بھوکی ملکہ	۴۰
۲۰۔	اصفہان کے بگڑے ہوئے شاہزادے	۴۱
۲۱۔	ابوذر رضی اللہ عنہ کا توکل	۴۳
۲۲۔	دانیال اور شیرنی	۴۴
۲۳۔	اللہ کی آزمائش نہیں کرنی چاہیے	۴۶
۲۴۔	سلطان ابونصر کا نیشاپور میں داخلہ	۴۷
۲۵۔	کبھی پانی بھی موت کا سبب بن جاتا ہے	۴۸
۲۶۔	بہترین غذا	۴۹
۲۷۔	ایک انڈے سے توحید کا استدلال	۵۰
۲۸۔	بابصیرت غلام	۵۱
۲۹۔	جانوروں کی چھٹی حس	۵۲
۳۰۔	اللہ کی رحمت	۵۵
۳۱۔	پانی کی لہروں کا تھم جانا	۵۷
۳۲۔	مختلف خواہشات	۵۸
۳۳۔	بچھو کی تخلیق میں حکمت الٰہیہ	۵۹
۳۴۔	اصحاب فیل کا انجام	۶۱
۳۵۔	شفا خدا کے ہاتھ میں ہے	۶۲

Presented by Ziaraat.Com

۳۶۔	دو بھائی	۶۳
۳۷۔	بسم اللہ کی برکت	۶۵
۳۸۔	کنوئیں کی پاتال میں	۶۷
۳۹۔	ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت	۶۸
۴۰۔	اللہ ہر چیز کا گواہ ہے	۶۹
۴۱۔	خدائی نعمات بے شمار ہیں	۷۱
۴۲۔	آخری امید	۷۲
۴۳۔	بھوک اور موت	۷۴
۴۴۔	مصیبت پر خدا یاد آیا	۷۶
۴۵۔	کافر تاجر	۷۷
۴۶۔	ایک بت پرست ہندو	۷۸
۴۷۔	خواجہ نصیرالدین طوسی اور چکی کا چوکیدار	۷۹
۴۸۔	اللہ کے احسان اور بندوں کی روش	۸۲
۴۹۔	رب موسیٰ بیدار ہے	۸۳
۵۰۔	چور اور مالی	۸۴
۵۱۔	خدا کی حکمت	۸۵
۵۲۔	فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی	۸۶
۵۳۔	خالی دوکان	۸۸
۵۴۔	ماں کی ممتا	۸۹
۵۵۔	زندیق کا شبہ اور امام کا جواب	۹۰
۵۶۔	حکیم جالینوس	۹۲

Presented by Ziaraat.Com

۳۶۔	دو بھائی	۶۳
۳۷۔	بسم اللہ کی برکت	۶۵
۳۸۔	کنوئیں کی پاتال میں	۶۷
۳۹۔	ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت	۶۸
۴۰۔	اللہ ہر چیز کا گواہ ہے	۶۹
۴۱۔	خدائی نعمات بے شمار ہیں	۷۱
۴۲۔	آخری امید	۷۲
۴۳۔	بھوک اور موت	۷۴
۴۴۔	مصیبت پر خدا یاد آیا	۷۶
۴۵۔	کافر تاجر	۷۷
۴۶۔	ایک بت پرست ہندو	۷۸
۴۷۔	خواجہ نصیر الدین طوسی اور چکی کا چوکیدار	۷۹
۴۸۔	اللہ کے احسان اور بندوں کی روش	۸۲
۴۹۔	رب موسیٰ بیدار ہے	۸۳
۵۰۔	چور اور مالی	۸۴
۵۱۔	خدا کی حکمت	۸۵
۵۲۔	فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنابندی	۸۶
۵۳۔	خالی دوکان	۸۸
۵۴۔	ماں کی ممتا	۸۹
۵۵۔	زندیق کا شبہ اور امام کا جواب	۹۰
۵۶۔	حکیم جالینوس	۹۲

[illegible]	خارجین کا انجام	[illegible]
۹۳۔	مسجد ضرار	۱۶۸
۹۴۔	شق القمر کا معجزہ	۱۷۰
۹۵۔	ابلیسی خیالات	۱۷۳
۹۶۔	وفائے ابراہیم	۱۷۵
		۱۷۸

Presented by Ziaraat.Com

۷۶۔	قرض خواہ یہودی	۱۳۱
۷۷۔	رحمت عالم کی مظلومیت	۱۳۲
۷۸۔	منقش پردہ	۱۳۵
۷۹۔	دولت اور آزمائش	۱۳۶
۸۰۔	دعائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۳۹
۸۱۔	وعدہ وفائی	۱۴۰
۸۲۔	پیغمبر اکرمؐ کے قتل کے منصوبہ	۱۴۱
۸۳۔	سب سے بڑا محافظ	۱۵۱
۸۴۔	ابوجہل کی کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی	۱۵۳
۸۵۔	سلام کے بدلے بددعا	۱۵۴
۸۶۔	انبیا کرامؑ کے قرب کی لذت جنت سے بھی زیادہ ہے۔	۱۵۶
۸۷۔	''حنانہ'' کی گریہ وبکا	۱۵۸
۸۸۔	ردشمس	۱۵۹
۸۹۔	غزدہ تبوک	۱۶۱
۹۰۔	قلب ماہیت	۱۶۵
۹۱۔	پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقلال	۱۶۶
۹۲۔	محاربین کا انجام	۱۶۸
۹۳۔	مسجد ضرار	۱۷۰
۹۴۔	شق القمر کا معجزہ	۱۷۳
۹۵۔	ابلیسی خیالات	۱۷۵
۹۶۔	وفائے ابراہیمؑ	۱۷۸

Presented by Ziaraat.Com

۹۷۔	موجودہ اناجیل	۱۸۱
۹۸۔	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات	۱۸۳
۹۹۔	کسی کو اپنے سے کمتر نہ سمجھیں	۱۹۱
۱۰۰۔	کشتی نوح علیہ السلام	۱۹۲
۱۰۱۔	حضرت نوحؑ کے گھڑے	۲۰۱
۱۰۲۔	حضرت عیسیٰؑ و یحییٰؑ کا اختلاف	۲۰۳
۱۰۳۔	شیطان کے جال اور پھندے	۲۰۴
۱۰۴۔	حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی	۲۰۵
۱۰۵۔	حضرت سلیمان علیہ السلام اور سبا کی ملکہ	۲۰۷
۱۰۶۔	ہدہد و سلیمان علیہ السلام	۲۱۱
۱۰۷۔	غلامی سے سلطنت کا سفر	۲۱۲
۱۰۸۔	حبیب نجار	۲۱۴
۱۰۹۔	دعوت تبلیغ کے تینتیس (۳۳) برس	۲۱۷
۱۱۰۔	حضرت داؤدؑ کے لئے لوہے کا موم ہونا	۲۲۲
۱۱۱۔	ذی الکفل کے حلم نے ابلیس کو عاجز کر دیا	۲۲۴
۱۱۲۔	قوم ثمود	۲۲۶
۱۱۳۔	قوم عاد	۲۳۵
۱۱۴۔	پانچ ہزار سال بعد	۲۳۹
۱۱۵۔	قران کا معجزہ	۲۴۱
۱۱۶۔	ابن مقفع، ایک شعبدہ بازنی	۲۴۳
۱۱۷۔	نبوت کا ایک جھوٹا دعویدار	۲۴۵

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین وصل اللہ علی محمدٍ واھل بیتہ الطاہرین

پیش لفظ

شہید محراب آیت اللہ العظمیٰ سید عبدالحسین دستغیب شیرازی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔آپ نے اپنی تمام زندگی دین اسلام کی ترویج میں بسر کی اور آپ کے تقریری اور کتابی مجموعے آج ہر صاحب شعور کی نگاہِ بصیرت کا سُرمہ ہیں بنیادی طور پر آپ بلبل شیراز سعدی کی طرح سے معلم اخلاق تھے آپ نے سعدی کی طرح سے علم الأخلاق کو انتہائی آسان اور زود ہضم داستانوں کے ذریعہ سے سہل بنا کر پیش کیا تا کہ قارئین گرانی محسوس نہ کریں۔

بندہ حقیر کو اس سے قبل ان کی چند کتابوں مثلاً قلبِ سلیم،تفسیر سورہ الحجرات، ۸۲ مسائل، کے ترجمہ کا شرف ہو چکا ہے۔

زیر نظر کتاب توحید ونبوت کے بنیادی موضوعات پر مشتمل ہے اور ان مسائل کو آسان اور عام فہم داستان کے ذریعہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔''کشکول'' نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں گوناگوں اور انواع واقسام کی دلچسپ باتیں ہیں اور داستان گوئی سے شہید محراب نے توحید ونبوت کے مضامین عالیہ کو بیان کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

اصل کتاب تو فارسی زبان میں ہے۔لیکن ہمارے ہاتھ میں اس کا عربی ترجمہ ہے جسے محترم رعد ہادی جبارہ نے بڑی جانفشانی سے عربی زبان میں منتقل کیا ہے۔اور اس

Presented by Ziaraat.Com

کے حوالہ جات بھی بڑی محنت سے لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں دین حق کے ناصرین میں سے قرار دے۔ اور اس کے ساتھ ہم دعا گو ہیں کہ رب العالمین اس کتاب کو ترویج دین میں مددگار قرار دے اور ہماری اس ناچیز محنت کو قبول فرمائے اور ہمیں دین اسلام کے خدمت گاروں میں شمار فرمائے۔

آمین بحق محمد وال محمد۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد حسن جعفری

۱۳ اگست ۲۰۰۵ء

Presented by Ziaraat.Com

فصل اول

۱

بہلول اور ابو حنیفہ

ایک دن بہلول مسجد کے قریب سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ ابوحنیفہ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے گرد شاگرد جمع ہیں اور وہ انہیں درس دے رہے ہیں۔ بہلول درس سننے کے لئے رک گئے۔ اس وقت ابوحنیفہ نے کہا:

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے تین باتیں سنی ہیں جنہوں نے مجھے سخت مضطرب کر دیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے پہلی بات یہ کہی کہ خدا کا دنیا و آخرت میں دیدار محال ہے۔ مجھے ان کی اس بات سے سخت اختلاف ہے بھلا یہ ممکن ہے کہ ایک چیز موجود تو ہو لیکن وہ دکھائی نہ دے؟!

انہوں نے دوسری بات یہ کہی کہ شیطان کو دوزخ میں آگ کا عذاب دیا جائے گا مجھے ان کے اس نظریہ سے اختلاف ہے کیونکہ شیطان تو خود آگ سے بنا ہے اس پر آگ بھلا کیا اثر کرے گی (اس کے بجائے اسے برف کا عذاب دیا جائے گا)۔

امام جعفر صادقؑ نے تیسری بات کہی کہ انسان اپنے اعمال کے خود جوابدہ ہیں جب کہ مجھے اس سے اختلاف ہے اور میرا نظریہ ہے کہ ہر فعل خدا کی قضا و قدر سے ظہور پذیر ہوتا ہے اور انسان اپنے اعمال کے لیے جوابدہ نہیں ہے۔

بہلول نے جب ابوحنیفہ کی یہ باتیں سنیں تو انہوں نے اس کے جواب کے لئے مٹی کا ایک ڈھیلہ اٹھایا اور ابوحنیفہ کو مارا۔ وہ ڈھیلا ان کے سر پر لگا اور ابوحنیفہ چیخنے لگے۔

Presented by Ziaraat.Com

بہلول دوڑ پڑے۔ابوحنیفہ نے قاضی کے پاس شکایت کی۔قاضی نے بہلول کو اپنی عدالت میں طلب کیا اوران سے کہا کہ تم نے ابوحنیفہ کوڈھیلہ کیوں مارا جس کی وجہ سے انہیں سخت درد کا سامنا کرنا پڑا۔

بہلول نے قاضی سے کہا: قاضی میں جب مسجد کے پاس سے گزرا تو اس وقت یہ صاحب یہ کہہ رہے تھے۔کہ جو بھی چیز موجود ہے وہ قابل رویت ہے۔اب میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگراس کے سر میں درد ہے تو وہ مجھے اپنا درد دکھائے ورنہ اس کی شکایت جھوٹ پرمبنی ہے۔

قاضی صاحب! آپ اس سے پوچھیں کہ میں نے اسے کیا مارا ہے؟

قاضی کے پوچھنے پرابوحنیفہ نے کہا کہ اس نے مجھے مٹی کا ڈھیلہ مارا ہے۔بہلول نے کہا: ابھی یہ صاحب اپنے شاگردوں کے حلقہ میں کہہ رہے تھے کہ شیطان کو آگ نہیں جلائے گی کیونکہ وہ خود آگ سے بنا ہوا ہے۔جب کہ یہ حضرت بھی تو مٹی سے بنے ہوئے ہیں انہیں مٹی کا ڈھیلا کیا نقصان پہنچا سکتا ہے؟

ابوحنیفہ نے اصرار کیا کہ اسے اس کے جرم کی سزا ملنی چاہیے۔بہلول نے کہا: قاضی صاحب !ابھی چندلمحات پہلے یہ صاحب کہہ رہے تھے کہ ہر کام خدا کی قضاوقدر اور مشیت سے سرانجام پاتا ہے،انسان تو بے چارے مجبور محض ہیں اسکے مطابق انہیں یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ انہیں میں نے ڈھیلہ نہیں مارا بلکہ خدا کی قضاوقدر کے تحت انہیں ڈھیلہ لگا ہے لہذا اس کا جوابدہ میں نہیں ہوں ۔ہاں اگر انہیں کوئی شکایت ہے تو انہیں قضا وقدر کی شکایت کرنی چاہیے میں تو بالکل بے گناہ ہوں۔انہیں میرے خلاف شکایت کا کوئی حق نہیں ہے۔

ابوحنیفہ بہلول کے جوابات سے سخت شرمندہ ہوئے اور سر جھکا کر عدالت سے باہرآئے۔قاضی نے بہلول کو باہر جانے کی اجازت دے دی۔یوں بہلول نے اپنے ایک

Presented by Ziaraat.Com

ڈھیلہ سے ابوحنیفہ کے تینوں نظریات کو عملی طور پر غلط ثابت کیا۔(۱)

۲

عقل مند طالب علم

ایک عالم دین کے پاس بہت سے طالب علم پڑھا کرتے تھے اور بعض طلباء مدت سے ان سے استفادہ کرنے میں مصروف تھے۔ کچھ دنوں بعد ایک کمسن طالب علم ان کے مدرسہ میں داخل ہوا اور چند ہی دنوں میں استاد کی شفقت کا محور بن گیا۔

پرانے طلباء کو اس کے خلاف حسد ہوا اور انہوں نے ایک دن اپنے استاد سے یہ شکوہ کیا کہ ہمیں آپ کی خدمت میں عرصہ گزر چکا ہے اور ہمارے اس ساتھی کو ابھی تھوڑے ہی دن گزرے ہیں لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ آپ کی نگاہ شفقت کا مرکز بن چکا ہے آخر اس میں آپ کو کیا خوبی دکھائی دی ہے؟

استاد نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے کہ اسے داخل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے لیکن میری نگاہیں اس میں جو مخفی جوہر دیکھ رہی ہیں وہ مجھے تم میں دکھائی نہیں دیتے اور عنقریب اس بات کو تجربہ سے ثابت کروں گا۔

اس بات کو کچھ دن گزرے کہ استاد نے اپنے تمام طلباء سے کہا کہ کل جب وہ آئیں تو ایک مرغی ذبح کر کے یہاں لائیں اور ذبح کے وقت اس بات کا خصوصی خیال رکھیں کہ انہیں ذبح کرتے ہوئے کوئی نہ دیکھے۔

دوسرے دن طلباء آئے تو ان کے ہاتھ میں ذبح شدہ مرغیاں موجود تھیں لیکن وہ جوان کافی دیر سے آیا اور اس کے ہاتھ میں زندہ مرغی تھی جسے اس نے ذبح نہیں کیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

جب طلباء نے اس کے ہاتھ میں زندہ مرغی دیکھی تو اس کا مذاق اڑانے لگے۔ استاد صاحب نے اس جوان سے کہا کہ تم نے مرغی زندہ پکڑ رکھی ہے آخر تم نے اسے ذبح کیوں نہیں کیا؟

طالب علم نے جواب دیا: استاد محترم! کل آپ نے حکم دیا تھا کہ ایسی جگہ مرغی ذبح کریں جہاں دیکھنے والا کوئی نہ ہو۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ اسے کسی ایسی جگہ لے جا کر ذبح کروں جہاں مجھے کوئی دیکھنے والا نہ ہو لیکن میں جہاں بھی گیا وہاں مجھے میرا خدا دیکھ رہا تھا اسی لئے میں معذرت کرتا ہوں کہ میں دیر سے آیا اور مرغی ذبح نہ کر سکا۔

جب استاد نے ذہین طالب علم کا جواب سنا تو وہ عش عش کر اٹھا اور اس نے طلبا کو مخاطب کر کے کہا: اب تم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جتنی اسے خدا کی معرفت حاصل ہے وہ تمہیں حاصل نہیں ہے اور اسی وجہ سے میں اس پر زیادہ شفقت کیا کرتا تھا۔ (۲)

۳

مومن چرواہا

صدر اسلام کے زمانہ کی بات ہے کہ حجاج بیت اللہ کا ایک قافلہ حج کی غرض سے مکہ کی طرف جا رہا تھا افراد قافلہ میں عبداللہ ابن عمر بھی شامل تھے۔ راستے میں ان کی غذا ختم ہو گئی اور اہل قافلہ کو بھوک ستانے لگی۔ انہوں نے ادھر ادھر دیکھا تو انہیں ایک ریوڑ دکھائی دیا۔

عبداللہ بن عمر چند افراد کو ساتھ لے کر وہاں گئے۔ انہوں نے چرواہے سے کہا: "ہماری خوراک ختم ہو گئی ہے تم چند بکریاں ہمارے ہاتھوں فروخت کر دو"۔

Presented by Ziaraat.Com

چرواہے نے جواب دیا: ''حجاج کرام! یہ بکریاں میری ملکیت نہیں ہیں اور میں مالک کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا''۔

عبداللہ بن عمر نے کہا: ''تم اپنی منہ مانگی قیمت پر کچھ بکریاں ہمارے حوالے کر دو۔ اس کے مالک کو اس کا پتہ نہیں چلے گا اور اگر بالفرض اسے معلوم ہو جائے تو اس سے کہنا کہ بھیڑیے نے ریوڑ پر حملہ کیا تھا اور اس نے چند بکریاں مار ڈالی تھیں''۔

چرواہے نے کہا: اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ ریوڑ کے مالک کو اس کا علم نہ ہو گا تو کیا اللہ کو بھی میری اس خیانت کا علم نہیں ہو گا؟ میرا یہ فعل مالک کی نگاہوں سے مخفی رہ جائے گا لیکن کیا میرا یہ فعل خدا کی نگاہوں سے بھی چھپا رہے گا؟ یہ سچ ہے کہ ان بکریوں کا مالک موجود نہیں ہے تو کیا ہمارا پروردگار بھی موجود نہیں ہے اور کیا وہ ہمارے اعمال کو نہیں دیکھ رہا؟!

افراد قافلہ نے جب چرواہے کا یہ جواب سنا تو انہیں بے حد تعجب ہوا۔ چرواہا جس شخص کا زرخرید غلام تھا، افراد قافلہ اس سے ملے اور انہوں نے اس سے بکریوں کا وہ ریوڑ غلام سمیت خرید لیا۔ پھر انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا اور اس سے کہا کہ آج سے تم آزاد ہو اور یہ بکریوں کا ریوڑ آج سے تمہاری ملکیت ہے (۳)

۴

خدا کی شانِ رزاقی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی بادشاہ نے شکار پر جانے کا ارادہ کیا اس نے اپنے وزیروں، مشیروں اور نوکروں کو شکار پر چلنے کے لئے کہا۔ سب تیار ہو کر بادشاہ کے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

جنگل کی طرف روانہ ہوئے۔

شکار گاہ پہنچ کر بادشاہ اور اس کے ساتھیوں نے خوب شکار کیا۔ ظہر کے وقت ایک پہاڑ کے کنارے انہوں نے دسترخوان لگایا اور بادشاہ کے لئے ایک بُھنا ہوا پرندہ دسترخوان پر چن دیا گیا۔ ابھی بادشاہ نے پرندے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا تھا کہ اچانک ایک باز آیا اور اس نے جھپٹا مارا اور بادشاہ کا بھنا ہوا پرندہ لے کر اڑ گیا۔ بادشاہ نے ساتھیوں سے کہا کہ وہ تیز رفتار گھوڑوں پر بیٹھیں اور دیکھیں کہ یہ پرندہ کہاں اترتا ہے؟

چنانچہ بادشاہ اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہوئے ان کی نگاہیں باز پر جمی ہوئی تھیں چند ہی لمحات کے بعد وہ باز پہاڑ کے دامن میں زمین پر اترا۔ بادشاہ اور اس کے ساتھی گھوڑے دوڑا کر پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ اس جگہ ایک شخص پڑا ہوا تھا جسکے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور باز اس پرندہ کا گوشت اپنی چونچ سے نوچ کر اس شخص کے منہ میں دے رہا تھا۔ جیسے ہی پرندہ کا گوشت ختم ہوا تو باز اڑ کر کسی قریبی جھیل یا تالاب سے چونچ میں پانی بھر کر لایا اور اس شخص کے منہ میں وہ پانی انڈیلا۔

بادشاہ اور اس کے ساتھی اس شخص کے پاس گئے اور اس سے اس کا ماجرا دریافت کیا۔

اس نے کہا: میں ایک تاجر ہوں اور میں سامان تجارت لے کر شہر جا رہا تھا کہ اچانک مجھ پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔ انہوں نے میرا سامان لوٹ لیا اور میرے غلاموں کو قید کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ انہوں نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے انہیں بڑی منت کی کہ خدارا مجھے قتل نہ کرو۔ انہوں نے مجھے قتل تو نہ کیا البتہ انہوں نے مجھے قتل سے بھی سخت سزا دی کہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر یہاں پھینک دیا اور کہا کہ ہم یہ اس لئے کر رہے ہیں تاکہ تم لوگوں کے پاس جا کر ہماری اس واردات کی خبر نہ پہنچا سکو۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرے دن میرے پاس یہ باز آیا اور وہ کہیں سے میرے لئے روٹی لے کر آیا اور آج وہ میرے لئے بھنا ہوا پرندہ لے کر آیا ہے۔ آج دوسرا دن ہے کہ یہ باز مجھے کھانا کھلا رہا ہے اور پانی پلا رہا ہے۔

جب بادشاہ نے یہ داستان سنی تو وہ سخت متاثر ہوا اور اس نے کہا: ''اللہ اتنا بڑا مہربان ہے کہ اس نے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے شخص کو بھی رزق وروزی سے محروم کرنا پسند نہیں کیا لیکن ہم کتنے نالائق ہیں کہ اپنے اتنے بڑے مہربان خدا کو بھولے ہوئے ہیں''۔

اس واقعہ کے چند روز بعد بادشاہ نے تخت حکومت کو چھوڑ دیا اور زاہد افراد کے گروہ میں شامل ہو گیا (۴)

۵

تاجر کی دعا

بیان کیا جاتا ہے کہ شہر کوفہ کا ایک تاجر قلاش ہو کر مقروض ہو گیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے بازار جانا چھوڑ دیا اور قرض خواہوں کے مطالبہ سے بچنے کے لئے گھر میں رہنے لگا۔

ایک رات اس نے اپنے سابقہ اور موجودہ حالات کا ذہن میں موازنہ کیا تو اسے اپنی اس حالت پر سخت افسوس ہوا جس سے اسے اپنے سینہ میں گھٹن محسوس ہوئی اور وہ زیادہ دیر تک گھر میں نہ بیٹھ سکا۔

تاریکی شب میں اس نے اپنے بستر چھوڑا اور قریبی مسجد میں چلا گیا۔ وہاں اس نے نوافل پڑھے اور گڑگڑا کر خدا سے دعائیں کرنے لگا۔

اس وقت ایک دولت مند تاجر اپنے گھر میں گہری نیند کے مزے لے رہا تھا اچانک

Presented by Ziaraat.Com

اسے خواب میں کسی کی یہ صدا سنائی دی: اس وقت ایک شخص اللہ کو پکار رہا ہے اور اس سے اپنے قرض کی ادائیگی کی درخواست کر رہا ہے۔ لہذا تم اٹھو اور اس شخص کا قرض ادا کرو۔

یہ آواز سن کر وہ تاجر اٹھا۔ اس نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ خدایا میں دکھی انسان کی مدد کروں تو کیسے کروں مجھے تو اس کا ٹھکانہ تک معلوم نہیں ہے میں بھلا کہاں جاؤں؟ یہ سوچ کر وہ دوبارہ سو گیا۔ کچھ دیر بعد اسے خواب میں یہی آواز دوبارہ سنائی دی۔ وہ اٹھا اور پھر پریشان ہو گیا۔ تیسری بار اسے وہی آواز سنائی دی۔

تیسری آواز سن کر وہ اٹھا اور اس نے ہزار دینار ساتھ لئے اور اونٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے اونٹ کی مہار چھوڑ دی اور کہا جس خدا نے مجھے نیند میں ایک آدمی کی مدد کا حکم دیا ہے وہی اونٹ کو اس کے ٹھکانے پر بھی لے جائے گا۔

اونٹ نے اپنی مرضی سے چلنا شروع کیا اس نے کئی گلیوں کے موڑ کاٹے اور چلتے چلتے ایک مسجد کے سامنے آکر رک گیا۔

اس شخص نے کان لگائے تو اندر سے مفلس انسان کی تضرع وزاری کی آوازیں سنائی دیں۔ تاجر آواز کی سمت بڑھا اور اس مفلس انسان کے پاس پہنچ گیا اور اس سے کہا: اللہ نے تمہاری دعا سن لی ہے اور اس نے مجھے تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے اب رونے کی ضرورت نہیں ہے تم فی الوقت یہ ایک ہزار دینار مجھ سے لے لو اور اس سے اپنا قرض ادا کرو اور اپنے اہل خانہ کو کھانا کھلاؤ۔ اور تم میرا پتہ لکھ لو آئندہ جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہو تو آکر مجھ سے مل لینا میں تمہاری مدد کروں گا۔

مفلس تاجر بھی بڑا خوددار تھا اس نے اس سے کہا: میں یہ دولت تو تجھ سے لے لیتا ہوں کیونکہ اس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ یہ خدا کا بھیجا ہوا رزق ہے۔ لیکن میں تیرے دروازہ پر کبھی نہیں آؤں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

تاجر نے کہا: تو پھر احتیاج کی صورت میں کہاں جاؤ گے؟

مفلس تاجر نے کہا: جس کریم نے آج رات تجھے یہاں بھیج کر میری حاجت پوری کی ہے آئندہ بھی اسی کریم کے دروازے پر جاؤں گا اور اسی سے درخواست کروں گا کیونکہ وہ بندوں پر مہربان ہے وہ اپنے بندوں کو کبھی فراموش نہیں کرتا اور وہی اپنے بندوں کو دعاؤں کو قبول کر کے تجھ جیسے افراد کو خبر گیری کے لئے بھیجتا ہے۔(۵)

۶

نعمت کی قدردانی کا صلہ

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے خدا سے مناجات کرتے ہوئے عرض کیا: ''پروردگار''! تو نے جسے جنت میں میرا رفیق بنایا ہے، مجھے اس کا دیدار کرا۔'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں وحی ہوئی کہ اگر تم اپنے رفیق جنت کو دیکھنا چاہیے تو کل شہر سے باہر جانا اور شہر کے دروازہ سے گذرنے کے بعد سب سے پہلے تمہیں جو شخص دکھائی دے وہی تمہارے جنت میں رفیق ہوگا۔

دوسرے دن حضرت داؤدؑ نے اپنے فرزند حضرت سلیمانؑ کو ساتھ لیا اور شہر کے دروازہ کو عبور کیا۔ ان کی نظر سب سے پہلے ایک بوڑھے پر پڑی جس نے لکڑیوں کا ایک گٹھا سر پر اٹھایا ہوا تھا وہ اسے بیچنے کے لئے شہر کی طرف آرہا تھا۔

حضرت داؤد نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام ''متی'' ہے۔

شہر کے دروازہ پر پہنچ کر اس نے آواز دے کر کہا۔ کوئی ہے جو مجھ سے لکڑیاں خرید کرے؟ آخرکار ایک شخص آیا اور اس نے اس سے لکڑیاں خرید لیں۔ بوڑھے نے لکڑیوں کی

Presented by Ziaraat.Com

قیمت وصول کی اور رقم سے اس نے کچھ گندم خریدی پھر گھر چلنے لگا۔

حضرت داوٗدؑ نے اس سے کہا: ''بزرگوار! کیا آپ ہمیں اپنا مہمان بنانا پسند کریں گے؟''

بوڑھے نے کہا: سر آنکھوں پر، مہمان اللہ کا پیارا ہوتا ہے۔

بوڑھا باپ بیٹے کو ساتھ لے کر اپنی کٹیا پر آیا اور اس نے گندم کو چکی میں پیس کر آٹا بنایا۔ پھر آٹا گوندھ کو اس نے تین روٹیاں پکائیں اور اپنے مہمانوں کے سامنے پیش کیں۔

حضرت داوٗدؑ نے اصرار کیا کہ تم بھی ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ چنانچہ وہ بوڑھا بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانا کھانے لگا۔ وہ ہر لقمہ توڑتے وقت بسم اللہ کہتا اور لقمہ نگلتے وقت ''الحمد للہ'' کہتا رہا۔ جب سب نے کھانا کھالیا تو اس بوڑھے نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا: خدایا! جو لکڑیاں میں نے شہر جا کر فروخت کی ہیں وہ دراصل درخت تھیں جسے تو نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ زمین سے اگایا تھا۔ پھر تو نے اس درخت کو خشک کیا اور تو نے مجھے اتنی قوت عطا کی کہ میں لکڑیاں کاٹ سکوں اور تو نے ہی شہر میں ان کا گاہک میرے پاس بھیجا۔ اور تو نے شہر میں گندم رکھوائی ہوئی تھی جسے میں نے خریدا۔ اس گندم کو تو نے اگایا تھا۔ پھر تو نے مجھے ایسے وسائل عطا کیے جن سے میں نے گندم کو آٹے میں تبدیل کیا اور روٹی پکائی۔ اس سارے چکر میں بھلا میں نے کیا کیا ہے؟

جب وہ شخص یہ کلمات کہہ رہا تھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ جب حضرت داوٗدؑ نے اس کی اس قدر دانی کو دیکھا تو آپ نے اپنے فرزند سلیمانؑ کو دیکھا اور آنکھوں آنکھوں میں ان سے کہا: نور چشم! نعمت کی قدر دانی کی وجہ سے خدا نے اس شخص کو انبیاء کا رفیق بنایا ہے'' (۶)

Presented by Ziaraat.Com

۷

خدا گنجے کو ناخن نہ دے

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی نہر کے پاس سے ایک نبیؑ کا گزر ہوا انہوں نے دیکھا کہ وہاں بہت سے بچے پانی میں نہا رہے تھے اور ان کے درمیان ایک اندھا لڑکا بھی موجود تھا۔ لڑکے بالے اس سے شرارتیں کر رہے تھے، اس کا سر پکڑ کر پانی ڈبو رہے تھے اور کچھ لڑکے جو زیادہ شریر تھے وہ اسے وقفہ وقفہ سے پیٹ بھی رہے تھے۔ جب نبی نے بچے کی اس مظلومیت کو دیکھا تو انہیں اس پر بڑا رحم آیا اور انہوں نے خدا سے درخواست کی:

''پروردگار! اسے بینائی عطا کرتا کہ بچے اسے اس حد تک نہ ستائیں''۔

اللہ نے بنی کی دعا قبول فرمائی اور چشم زدن میں وہ لڑکا بینا ہو گیا۔ اب جیسے ہی اسے بینائی ملی اس نے لڑکوں کو پکڑ کر پانی میں غوطے دینے شروع کیے اور تھوڑے سے وقت میں اس نے کئی بچوں کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیا جب نبیؑ نے اس کی اس خباثت کو دیکھا تو خدا سے التجا کی: پروردگار! تو خود یہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو کیا دیا جائے تیرے تمام کام حکمت و عدل پر مبنی ہیں۔ میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اسے دوبارہ نابینا بنا دے۔

اللہ تعالی نے لڑکے کی بینائی چھین لی اور وہ دوبارہ نابینا ہو گیا۔ (۷)

Presented by Ziaraat.Com

۸

اپنی حقیقت کو نہ بھولیں

''ایاز''ایک غلام تھا جسے سلطان محمود غزنوی نے اپنی خدمت کے لئے خریدا تھامگر وہ اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے سلطان کا مقرب خاص بن گیا تھا اور سلطان اس پر بے حد اعتماد کرتا تھا۔ایاز کے اس مرتبہ کی وجہ سے سلطان کے حاشیہ نشین اس سے حسد کرنے لگے اور سوچنے لگے کہ سلطان کو کسی طرح سے اس سے بدظن کرنا چاہیے۔

ایاز کا مخصوص حجرہ تھا جس پر ہمیشہ تالا لگا رہتا تھا اور وہ کسی کو بھی اس کے اندر نہیں جانے دیتا تھا۔اس کی عادت تھی کہ روزانہ صبح سویرے سلطان کے دربار میں حاضر ہونے سے پہلے اس حجرہ کے تالے کو کھول کر اس میں چلا جاتا تھا۔کچھ دیر تک وہاں تنہا رہتا تھا پھر وہاں سے نکل کر شاہی خلعت پہن کر سلطان کے دربار میں جاتا تھا۔

سلطان کے حاسد حاشیہ نشینوں نے سلطان سے اس کی شکایت کی اور اس سے کہا کہ ایاز نے شاہی خزانے سے قیمتی جواہر چوری کر کے اپنے حجرے میں مقفل کر دیے ہیں اور وہ روزانہ صبح کے وقت اس حجرے میں جاتا ہے اور ان جواہر کو کافی دیر تک دیکھتا رہتا ہے۔پھر وہ مطمئن ہو کر آپ کے دربار میں آتا ہے۔

بادشاہ کو یہ شکایت سن کر انتہائی دُکھ ہوا اس نے اپنے فوجیوں سے کہا کہ جب ایاز یہاں دربار میں موجود ہو تو تم اس حجرے کے تالے کو توڑ کر حجرے کی اچھی طرح سے تلاشی لو اور وہاں سے جو ہیرے جواہرات برآمد ہوں وہ لے کر دربار میں آجاؤ۔

دوسرے دن ایاز سلطان کے دربار میں بیٹھا تھا کہ فوجیوں نے اس کے حجرے کا تالا توڑا اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے حجرے میں داخل ہوگئے۔انہوں نے پورے

Presented by Ziaraat.Com

کمرے کی تلاشی لی وہاں ایک پھٹے ہوئے لباس اور پھٹے ہوئے جوتے کے سوا انہیں اور کچھ نہ ملا۔ اندر ایک قدآدم آئینہ بھی لگا ہوا تھا۔

انہوں نے زمین کھود کر پوری تسلی کی لیکن مذکورہ اشیاء کے علاوہ انہیں وہاں کچھ بھی نہ ملا۔ وہ اس قدآدم آئینہ اور پھٹے ہوئے لباس اور پرانے جوتے کو اٹھا کر سلطان کے دربار میں پیش ہوئے اور کہا کہ ہم نے آپ کے فرمان کے تحت اس کمرہ کی تلاشی لی ہے وہاں سے یہی چیزیں برآمد ہوئی ہیں۔ چنانچہ وہ مذکورہ اشیاء بادشاہ کے سامنے رکھ کر چلے گئے۔

سلطان نے محسوس کیا کہ حاشیہ نشینوں نے اس سے حسد کیا ہے اور انہوں نے ازروئے حسد اس کے مکان کی تلاشی کروائی ہے۔ چنانچہ اس نے حاسد افراد کو بلا کر ان سے کہا:

''تم ایاز سے معافی مانگو اگر اس نے تمہیں معاف نہ کیا تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا''۔

حاسد حاشیہ نشین ایاز کے قدموں پر گر پڑے اور گڑگڑا کر اس سے معافی طلب کرنے لگے۔

ایاز نے کہا: اگر سلطان تمہیں معاف کر دیں تو میں بھی تمہیں معاف کر دوں گا۔

الغرض ان کے مسلسل اصرار پر سلطان اور ایاز نے ان کی تقصیر معاف کر دی۔

اس کے بعد سلطان نے ایاز سے کہا: ''تم نے ایک حجرہ کیوں مخصوص کر رکھا ہے وہاں روزانہ جا کر کیا کرتے ہو؟''

ایاز نے کہا: ''سلطان معظم! میں ایک حقیر غلام تھا اور بازار میں بک رہا تھا۔ سلطان نے مجھے خریدا۔ جب سلطان نے مجھے خریدا تھا تو اس وقت میں نے پھٹا پرانا لباس اور پھٹے ہوئے جوتے پہن رکھے تھے اور اس کے علاوہ میرے پاس کوئی دولت نہیں تھی۔ سلطان نے میری عزت افزائی کی اور مجھے اپنے مقرب خاص کا درجہ عطا کیا۔ اس عزت کو دیکھ کر بعض اوقات نفس امارہ مجھے دھوکا دینے لگ جاتا ہے چنانچہ میں نے اس کا یہ حل تجویز کیا ہے کہ اپنے پھٹے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے لباس اور پھٹے ہوئے جوتے کو ایک حجرہ میں رکھ کر اس پر قفل لگا دیا ہے اور ایک قد آدم آئینہ نصب کیا ہے۔ سلطان کے دربار میں حاضر ہونے سے قبل میں روزانہ اس حجرہ میں جاتا ہوں اور اپنے آپ کو دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں: ''ایاز! قدر خود را بشناس (ایاز اپنی حقیقت کو پہچان)۔ اس طرح سے میرے ذہن میں اٹھنے والا غرور ہوا ہو جاتا ہے اور میں اپنے آپ کو اللہ تعالی اور سلطان کے احسانات کا ممنون سمجھنے لگتا ہوں''۔

اس واقعہ کو بیان کرنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ انسان کو ایاز کی طرح سے اپنی حقیقت یاد رکھنی چاہیے اور اسے وقتی عزت پا کر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ اسے ہمیشہ اپنا ماضی یاد رکھنا چاہیے اور اسے یہ جاننا چاہیے، کہ وہ پہلے ایک مشت خاک تھا جس نے بعد میں کسی غلہ یا سبزی کی شکل اختیار کی۔ پھر وہ غذا بنا۔ بعد ازاں غذا سے اس کا مادہ تخلیق تیار ہوا۔ پھر جو کچھ اسے حاصل ہوا ہے وہ سب خدا کے فضل و کرم کے نتیجہ میں ہی حاصل ہوا ہے اس میں اس کی کسی ذاتی کوشش کا دخل شامل نہیں ہے (۸)

۹

رحمت کا امید وار اور مایوس انسان

محمد بن عجلان ایک بزرگ تھے۔ اتفاق سے قلاش ہو گئے اور ایک پھوٹی کوڑی تک ان کے پاس نہ رہی مزید یہ کہ ان پر لوگوں کا قرض چڑھ گیا۔

انہوں نے اپنے حالات کی بہتری کے لئے کافی ہاتھ پاؤں مارے لیکن کہیں سے بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ آخر میں انہوں نے حاکم مدینہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا جو کہ اتفاق سے ان کا قریبی عزیز بھی تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ حاکم مدینہ کے دربار کی طرف جارہے تھے کہ راستے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے چچازاد بھائی سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟

ابن عجلان نے کہا: مجھ پر قرضوں کا بوجھ پڑ چکا ہے اسی لئے میں حاکم مدینہ کے پاس جارہا ہوں اور اس سے مالی معاونت کی درخواست کروں گا۔ تاکہ میرے حالات بہتر ہو جائیں۔

امام جعفر صادقؑ کے ابن عم نے ان سے کہا: میں نے اپنے ابن عم امام صادقؑ سے کچھ احادیث قدسیہ سنی ہیں اور میں وہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ پہلی حدیث قدسی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جو بھی شخص میرے علاوہ کسی اور سے امید وابستہ کرے گا تو میں اس کی امید کو قطع کردوں گا''۔

دوسری حدیث یہ ہے:

''میرے بندے پر افسوس ہے میں تو مانگے بغیر اسے نعمتیں عطا کرتا ہوں تو کیا اگر وہ مجھ سے مانگے اور میرے فضل وعطا کی امید رکھے میں اسے محروم رکھوں گا؟''

جی ہاں اللہ کی عطا لامحدود ہے اس کی رحمت بے پایاں ہے۔ وہ بغیر مانگے عطا کرتا ہے تو کیا آپ نے خدا سے کہا تھا خدایا! مجھے آنکھ کی ضرورت ہے۔ اور تمہاری اس درخواست کے عوض اس نے تمہیں آنکھیں دی تھیں؟

اور کیا تم نے خدا سے کان، ناک ہاتھ اور پاؤں کی درخواست کی تھی اور خدا نے تمہیں یہ نعمات تمہارے مانگنے کے بعد دی تھیں؟!

یقیناً یہ تمام نعمات خدا نے کسی سوال کے بغیر عطا کی تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جب محمد عجلان نے یہ دو احادیث قدسیہ پہلی بار سنیں تو وہ جھوم اٹھا اور اس نے کہا کہ خدارا یہ احادیث قدسیہ ایک بار مجھے دوبارہ سناؤ۔ یہ احادیث میرے دل کی گہرائیوں میں اتر رہی ہیں۔

امام جعفر صادقؑ کے چچازاد بھائی نے وہ احادیث دوبارہ پڑھیں اور ابن عجلان نے انہیں بڑی توجہ سے سنا۔ احادیث نے اسے بہت متاثر کیا اور اس نے کہا: "بس بھائی! اب میں اللہ کے فضل وکرم پر ہی نظر رکھوں گا اور میں اپنے تمام معاملات اس کے سپرد کرتا ہوں"۔

یہ کہہ کر وہ حاکم مدینہ کو ملے بغیر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اللہ نے ان کے حالات تبدیل کر دیئے اور ان کی مشکلات کو آسان کر دیا اور ان کا قرض اتار دیا اور غربت کی جگہ خوشحالی عطا کی۔(۹)

۱۰

خدا ہی زمین وآسمان کا محافظ ہے۔

کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ یورپ کی ایک رصدگاہ کے مدیر نے اعلان کیا کہ ایک آسمانی کرہ اپنے محور سے جدا ہو چکا ہے اور بڑی تیزی سے زمین کی طرف آرہا ہے اور وہ فلاں مہینہ کے فلاں دن اور فلاں وقت زمین سے آکر ٹکرائے گا جس سے زمین کے ٹکڑے ہو جائیں گے اور زمین تباہ ہو جائے گی۔

جب لوگوں نے ریڈیو سے یہ خبر سنی تو سخت پریشان ہوئے، انہیں زمین کی

Presented by Ziaraat.Com

بربادی کا یقین ہو گیا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ بس اب قیامت برپا ہونے ہی والی ہے۔

لوگوں نے اپنے ذین درست کیۓ اور بعض نے اپنے وصیت نامے لکھے۔ اور جب مقرر کردہ دن آیا تو لوگ ہزاروں کی تعداد میں گھر بار چھوڑ کر صحراؤں میں چلے گئے اور کچھ بزدل افراد نے یہ سوچ کر خودکشی کر لی کہ وہ تباہی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکیں گے۔ کچھ لوگوں نے اپنے آپکو سمندر کی لہروں کے حوالے کر دیا۔

جب وہ وقت آیا تو کوئی حادثہ پیش نہ آیا اور آہستہ آہستہ لوگوں کو اطمینان ہونے لگا کہ ان کے سر سے قیامت ٹل گئی ہے۔ پھر وہ اپنے گھروں کی طرف واپس آ گئے۔ (۱۰)

سوال یہ ہے وہ حادثہ رونما کیوں نہ ہوا؟ اور کیا علمائے ہیئت نے جھوٹ بولا تھا اور سائنسی آلات نے غلط خبر دی تھی؟

اس سوال کا بس ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ اس نظام کا ایک مدبر ہے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا اور کرہ زمین کا دوسرے اجرام فلکی سے نہ ٹکرانا اس بات کی دلیل ہے کہ نظام تکوینی کا ایک مدبر موجود ہے جس کا نظام انسانی فکر سے کہیں بلند و بالا ہے اور اس کی مشیت کے بغیر عالم وجود میں کوئی تغیر و تبدل واقع نہیں ہو سکتا۔

۱۱

وہ معلم جس کا حافظہ ختم ہو گیا

بعض لمحات میں انسان بڑا خوش اور مسرور دکھائی دیتا ہے پھر اچانک وہ غمگین ہو جاتا ہے اور اسی غمگینی کی حالت میں بعض اوقات اس پر خوشی اور مسرت کے جذبات غالب آ جاتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کو اس کی یاد کردہ معلومات بھول جاتی ہیں اور کئی سالوں تک وہ باتیں اسے یاد نہیں آتیں لیکن ایسا ہوتا ہے کہ اچانک اس کے حافظہ میں بھولی بسری باتیں از سر نو آجاتی ہیں اور یوں انسان دوبارہ ان معلومات کو جان لیتا ہے۔

ان تمام تغیرات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انسان کی زندگی کی باگ ڈور پوری طرح سے اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ انسانی زندگی کی ڈور در حقیقت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس کے مستقبل کا فیصلہ کرتا ہے۔ اسی لئے انسان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو مقتدر کامل نہ سمجھے اور خواب غفلت کو چھوڑ کر خدا کو یاد کرے۔

یہ آج سے پچاس سال پہلے کی بات کہ ہمارے یہاں شہر شیراز کی مشیر الملک مسجد میں ایک عالم درس دیا کرتے تھے وہ اپنی معلومات کی وسعت اور قوت حافظہ میں بڑے مشہور تھے۔ اور وہ ''قوانین'' اور ''مطول'' نامی کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔

ایک دن جب وہ صبح سویرے بیدار ہوئے تو انہیں یوں لگا جیسے ان کی یادداشت کی تختی بالکل صاف ہو چکی ہے اور ان کا حافظہ ختم ہو چکا ہے۔ انہوں نے نماز پڑھنا چاہی تو معلوم ہوا کہ انہیں سورہ فاتحہ تک بھی یاد نہیں ہے۔

اس وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔ انہوں نے دس برس کی عمر سے نماز پڑھنا شروع کی تھی لیکن جس سورہ فاتحہ کو انہوں نے پورے ساٹھ برس تک پڑھا تھا آج وہی سورہ ان کے حافظہ سے محو ہو چکی تھی۔ انہوں نے قران کھولا تو معلوم ہوا کہ انہیں قران کا تلفظ تک یاد نہیں ہے۔

اسی حالت میں انہوں نے چند سال گزارے پھر دنیا کو خیر باد کہہ کر چلے گئے۔ ایک حدیث شریف میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ علم کے زیادہ پڑھنے پڑھانے سے انسان علم و معرفت کی سیڑھی پر نہیں چڑھتا اس کے برعکس علم کی حقیقت یہ ہے کہ علم نور ہے۔ خدا جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ (۱۱)

Presented by Ziaraat.Com

۱۲

سلطان اور ذہین وزیر

پرانے زمانہ میں کسی علاقہ پر ایک سلطان حکومت کیا کرتا تھا جو بڑا ظالم اور منکر خدا تھا جب کہ اس کا وزیر توحید پر ایمان رکھتا تھا۔ وزیر نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح سے سلطان کو الحاد سے نکال کر اہل ایمان میں شامل کرے لیکن اس کی کوئی بھی کوشش ثمر آور نہ ہو سکی۔

ایک مرتبہ وزیر نے ایک ماہر انجینیئر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ باہر جنگل میں آبادی سے بہت دور سلطان کے لیے ایک عظیم الشان محل بناؤ میں تمہیں اس کے لئے منہ مانگی دولت دینے پر آمادہ ہوں۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ وہ محل کم از کم مدت میں مکمل ہو اور بادشاہ اور اس کے حاشیہ نشینوں کو اس کا علم نہیں ہونا چاہیے۔

ماہر تعمیرات نے وزیر کے حکم کی تعمیل کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس جنگل میں ایک عظیم الشان محل تعمیر کر دیا۔

اس کے کچھ دن بعد وزیر نے سلطان کو شکار کی دعوت دی جسے سلطان نے بخوشی قبول کیا۔ الغرض سلطان اپنے ساتھ لاؤ لشکر لے کر جنگل کی طرف گیا جنگل میں عظیم الشان محل دیکھ کر وہ حیران رہ گیا اور وزیر سے پوچھا:

”یہ عظیم الشان محل یہاں کس نے تعمیر کیا ہے؟“

وزیر نے کہا: یہ ایک عجوبہ ہے۔ ہم اس کے قریب جائیں گے تو اس کی حقیقت مزید واضح ہوگی۔

چنانچہ بادشاہ اور وزیر اس محل کے قریب پہنچے۔ اس محل کے حسن و جمال کو دیکھ کر

Presented by Ziaraat.Com

بادشاہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے وزیر سے کہا میں حیران ہوں اتنا حسین وجمیل محل جنگل میں کس نے بنایا؟

وزیر نے کہا: بادشاہ سلامت! پچھلی سردیوں میں سیلاب آیا تھا اور جب سیلابی ریلا یہاں سے گذرا تو سیلاب نے یہاں بڑی مٹی پتھر لاکر ڈالے۔ پھر کچھ دنوں بعد پانی خشک ہوا تو مٹی اور پتھر ایک دوسرے کے ساتھ پیوست ہوگئے اور یوں اس محل کی دیواریں بن گئیں۔

اس کے بعد سیلاب آیا تو وہ اپنے ساتھ لکڑیاں بہا کر لایا اور جب لکڑیاں یہاں پہنچیں تو وہ یہاں رک گئیں اور پھر چند ہی دنوں میں انہوں نے دروازوں اور چھت کی شکل اختیار کرلی۔

اسکے بعد ہوا آئی تو اس میں پھولوں کے بیج اڑتے ہوئے آئے اور خوبصورت چہچہاتے ہوئے پرندے یہاں آئے اور پھول کے بیج یہاں کیاریوں میں آکر پھلنے پھولنے لگے اور یوں یہ محل وجود میں آگیا۔

جب بادشاہ نے وزیر کی تقریر سنی تو اس نے زور سے قہقہہ لگایا اور کہا: یا تم پاگل ہوگئے ہو یا تم مجھے پاگل سمجھتے ہو۔ کیا میں اتنا پاگل ہوگیا ہوں کہ تمہاری یہ احمقانہ باتیں تسلیم کرلوں گا؟ کوئی بھی محل اس طرح سے کبھی نہیں بنتا۔ اسکے لئے ماہر تعمیرات اور معماروں اور مزدوروں کے ضرورت ہوتی ہے پھر کہیں جاکر ایک محل بنتا ہے۔

وزیر نے کہا: سلطان معظم! آپ نے بالکل صحیح فیصلہ فرمایا کہ مٹی اور گارا خود بخود اینٹوں میں تبدیل نہیں ہوتا اور ایک محل اچانک ظہور پذیر نہیں ہوجاتا۔ اب آپ خود ہی انصاف کریں کہ جب ایک محل خود بخود منصہ شہود پر نہیں آتا بلکہ اس کے لئے ماہر تعمیرات، معماروں اور مزدوروں کی ضرورت ہے تو یہ کائنات، یہ سورج، چاند، ستارے، دریا، سمندر، نباتات، جمادات اور اونچے پہاڑ از خود کیسے پیدا ہوگئے؟ کیا ان کا کوئی خالق نہیں ہے؟!

وزیر کی اس گفتگو سے بادشاہ کی آنکھوں پر پڑا پردہ ہٹ گیا اور وہ خدا پرست بن گیا۔ (۱۲)

Presented by Ziaraat.Com

۱۳

اونٹ چور کا انجام

ایک اعرابی اونٹ پر سوار ہو کر مکہ آیا۔ جیسے ہی مسجد الحرام کے قریب پہنچا تو وہ اونٹ سے اترا اور اس نے آسمان کی جانب دیکھ کر کہا:

''پروردگار! یہ اونٹ اور جو کچھ اس پر سامان ہے وہ تیری امانت ہے اور تجھ سے میں درخواست کرتا ہوں کہ میری امانت کی حفاظت کرنا''۔

پھر وہ مسجد الحرام میں داخل ہوا اور بیت اللہ کا طواف کیا کچھ دیر وہاں بیٹھ کر نماز پڑھتا رہا۔ پھر وہ مسجد الحرام سے باہر نکلا۔ جب باہر آیا تو اس کا اونٹ موجود نہیں تھا۔ اس نے نگاہ اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا اور کہا: پروردگار! میں تیری امانت ادا کی ہے میری امانت کہاں ہے؟ خدایا! یہ اونٹ مجھ سے چوری نہیں ہوا یہ تیری امانت تھا۔ چور نے تیرا مال چوری کیا ہے اگر مجھے تجھ پر یقین نہ ہوتا تو میں اونٹ تیری امانت میں نہ دیتا اب میری درخواست ہے کہ میرا اونٹ اور اس پر لدا ہوا مال واپس کر دے۔

اعرابی نے چند بار یہی کلمات کہے لوگ اس کی دعا سننے کے لئے اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور تعجب سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک شخص پیدل چلا آ رہا تھا۔ ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی اور اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا جس سے خون رس رہا تھا۔ وہ شخص اس اعرابی کے پاس آیا اور اس نے اونٹ کی مہار اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا: ''میاں! اپنا اونٹ سنبھالو۔ یہ اونٹ میرے لئے منحوس ثابت ہوا ہے''۔

اعرابی نے کہا: ''بھائی کیا بات ہے اور کیا واقعہ ہے؟''

Presented by Ziaraat.Com

چور نے کہا: کچھ دیر قبل میں نے یہاں سے تیرا اونٹ چوری کیا اور اس پر سوار ہو کر کوہ ابی قبیس کی جانب گیا۔ جب میں پہاڑ کے پیچھے پہنچا تو اچانک ایک رعب دار گھڑ سوار میرے سامنے آیا۔ خدا جانے وہ کہاں سے آیا۔ نا معلوم وہ زمین سے برآمد ہوا یا آسمان سے اترا۔ اس نے مجھے اونٹ سے زبردستی اتارا اور پھر اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ دیا اور کہا: ابھی جاؤ اور اس اونٹ کو اس کے مالک تک پہنچاؤ کیونکہ یہ اونٹ خدا کی امانت میں تھا اور اللہ سے بڑھ کر امانت دار اور کون ہو سکتا ہے

''فالله خير حافظا وهو ارحم الرحمين''

اللہ بہترین محافظ ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (سورہ یوسف ۶۴)

چنانچہ میں نے اونٹ کی مہار پکڑی اور اسے یہاں لے آیا (۱۳)

۱۴

ضمیر کی کسک

ایک خلیفہ کے پاس ایک غلام تھا جس سے خلیفہ بے حد محبت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ غلام بیمار ہوا اور آہستہ آہستہ اس کی بیماری میں اضافہ ہوتا گیا۔ خلیفہ نے اس کے علاج کیلئے نامور طبیب بلائے مگر کسی کی دوا سے کوئی افاقہ نہ ہوا۔

اس شہر میں ایک نامور طبیب رہتا تھا۔ خلیفہ نے اسے بھی بلایا۔ اس نے غلام کو ملاحظہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسے جسمانی طور کوئی تکلیف نہیں ہے البتہ اس کا وجدان ناراحت ہے، اسے کوئی روحانی روگ لگا ہوا ہے۔

طبیب نے وہاں پر موجود تمام تیمارداروں کو ہٹا دیا اور جب اس کمرہ میں کوئی باقی

Presented by Ziaraat.Com

نہ رہا تو اس نے مریض سے کہا: ''میں نے پوری توجہ سے تمہارا معائنہ کیا ہے تمہیں ظاہری بیماری کی کوئی شکایت نہیں ہے البتہ تمہارا ضمیر سخت ناراحت ہے اب تم بتاؤ کہ یہ پریشانی تمہیں کیوں لاحق ہوئی ہے۔ اور یاد رکھو جب تک تم صحیح صحیح اس کا سبب بیان نہ کرو گے اس وقت تک میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گا۔''

یہ سنا تو غلام نے اپنا سر جھکایا پھر کچھ دیر بعد اس نے کہا: یہ نمک حرامی کی اذیت ہے جسے میں جھیل رہا ہوں۔ میرا ضمیر مجھے کچوکے دیتا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہاں خلیفہ کے ایسے کچھ مقرب بھی موجود ہیں جو اندرونی طور پر خلیفہ کے دشمن ہیں اور ظاہری طور پر اس کے وفادار کہلاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں نے مجھے گمراہ کیا اور مجھ سے کہا کہ میں خلیفہ کے مشروب میں زہر ملاؤں تا کہ وہ زہر سے مر جائے۔

میں بھی ان کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس گیا۔ چنانچہ میں نے خلیفہ کے پانی میں زہر ملایا اور وہ زہر ملا پانی خلیفہ کے سامنے پیش کیا۔ آپ اسے اتفاق کہہ لیں یا چھٹی حس کا کرشمہ خلیفہ کو پتہ چل گیا کہ جو پانی اسے پیش کیا جا رہا ہے وہ زہر آلود ہے۔ چنانچہ اس نے وہ پانی نہ پیا اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ خلیفہ مجھے بدترین سزا دے گا۔

لیکن خلیفہ نے مجھے کوئی سزا نہ دی بلکہ اس نے مجھ پر اپنے احسان بڑھا دیئے اور پہلے سے زیادہ مجھ پر شفقت کرنے لگا۔ اس کے اس حسن سلوک نے مجھے خجالت اور شرمندگی میں مبتلا کر دیا اور میرے ضمیر نے مجھے کچوکے دینے شروع کر دیئے جس کی وجہ سے میں بیمار ہو گیا اور یقین ہے کہ جب تک میں مر نہ جاؤں اس وقت تک ضمیر مجھے کچوکے دیتا رہے گا اور میں اندرونی عذاب میں مبتلا رہوں گا۔

اے فریب خوردہ انسان! کیا تیرا معاملہ اس غلام جیسا نہیں ہے؟ تجھے معلوم ہے کہ خدا رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے اور وہ تیرے تمام اعمال و جرائم کو بھی دیکھ رہا ہے

Presented by Ziaraat.Com

اس کے باوجود وہ تجھ پر مسلسل احسان کیے جا رہا ہے۔ کیا تیرا ضمیر اور تیرا وجدان تجھے شرمندہ نہیں کرتا؟! (۱۴)

۱۵

خدا ظاهر کو نهیں بلکه باطن کو دیکھتا هے۔

ایک صحرائی عرب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ نے لوگوں کو تو بڑی بڑی دعائیں تعلیم دی ہیں لیکن میں ایک ان پڑھ شخص ہوں۔ لمبی دعائیں میں یاد نہیں کرسکتا آپ مجھے کوئی مختصر سی دعا تعلیم فرمائیں جس سے خدا راضی ہو اور میری دنیا وآخرت بھی سنور جائے''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم صرف یہی دعا مانگا کرو: "الھی انك انت ربی وانا عبدك" (خدایا! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں) تیرے لئے یہی کافی ہے۔

اتنی مختصر دعا سن کر بدوی بہت خوش ہوا اور آنحضرت کو سلام کر کے چلا گیا۔ اعرابی کورا ان پڑھ اور کوڑھ مغز تھا اس سے یہی مختصری دعا بھی صحیح یاد نہ ہوئی۔ وہ ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا اور یوں دعا کرتا تھا۔

''الٰھی انك انت 'عبدی' وانا 'ربك'

خدایا! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔

اعرابی جب بھی یہ الٹی دعا مانگتا تو ملا اعلیٰ میں تھرتھری مچ جاتی اور فرشتے یہ طرفہ دعا

Presented by Ziaraat.Com

سن کر چیخ اٹھتے۔

ایک دن جبریل امین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور انہوں نے کہا:

''یارسول اللہ! آپ نے ایک کوڑھ مغز شخص کو دعا تعلیم دی تھی اور وہ اسے الٹا پڑھتا ہے جس کی وجہ سے وہ کفر کا ارتکاب کر رہا ہے۔''

آنحضرتؑ نے اس اعرابی کو اپنے ہاں طلب کیا اور اس سے فرمایا کہ میں نے تمہیں جو دُعا تعلیم کی تھی وہ مجھے سناؤ۔

اس نے کہا: جی ہاں آپ بھی سنیں جس دن سے آپ نے مجھے یہ دعا تعلیم فرمائی میں روزانہ اس دعا کا ورد کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھے اس کا ثواب عنایت فرمائے گا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی طرف دعا آنحضرت کو سنائی۔ نبی اکرمؐ نے اس سے فرمایا: تو نے الفاظ کی ترتیب بدل دی ہے۔ خبردار آئندہ اس طرح سے نہ پڑھنا ورنہ کافر ہو جائے گا۔

آنحضرت کا فرمان سن کر وہ اعرابی بہت پریشان ہوا اور رو رو کر کہنے لگا:

''یارسول اللہ! اب تک تو میں دعا کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرتا رہا ہوں اب آپ مجھے ایسی دعا تعلیم فرمائیں جس سے میری سابقہ غلطی معاف ہو سکے۔''

اتنے میں جبریل امین نازل ہوئے اور انہوں نے آنحضرت کو خدا کا یہ پیغام دیا یارسول اللہ! اللہ تعالی کہہ رہا ہے:

''میرے بندے سے تو غلطی صادر ہو سکتی ہے لیکن مجھ سے تو غلطی صادر نہیں ہو سکتی۔ میں بندے کی زبان کو نہیں دیکھتا کہ اس سے کیا الفاظ برآمد ہو رہے ہیں تو اپنے بندے کے دل پر نظر کرتا ہوں اگر اس کے دل میں ایمان ہوتا ہے تو اس کی زبان کے غلط الفاظ میں میرے لئے صحیح الفاظ کا درجہ رکھتے ہیں اور میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔ (۱۵)

Presented by Ziaraat.Com

۱۶

برسیم

برسیم ایک مشہور چارہ ہے جو سردیوں میں ہوتا ہے اور جانور اسے شوق سے کھاتے ہیں۔ اب اس سے متعلق واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

صدر الحکماء شیخ الرئیس بوعلی سینا رقم طراز ہیں۔

آج سے چالیس برس قبل میرے پاس ایک مریض لایا گیا جسے کئی بیماریوں نے گھیرا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کا دل، معدہ، جگر اور گردے شدید متاثر ہو چکے تھے، مجھے اس کی شفایابی کی کوئی امید نہیں تھی۔ میں نے اس کے لواحقین سے کہا کہ آپ اسے گھر لے جائیں اس کے زندہ رہنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اس کے لواحقین نے مجھ سے اصرار کیا کہ آخر ہم اسے آپ کے مطب پر لائے ہیں تو آپ اس کی کچھ نہ کچھ دوا تو کریں۔ آپ کا کام دوا دینا ہے اور شفا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا: دوستو! اب یہ اس منزل پر پہنچ چکا ہے کہ کوئی بھی دوا اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہے۔ آپ لوگ خواہ مخواہ رقم ضائع نہ کریں یہ مریض تھوڑے وقت کا مہمان ہے اسے گھر لے جائیں۔

میری گفتگو سن کر باقی تیماردار تو خاموش ہو گئے البتہ ایک تیماردار نے کہا: جب آپ کسی مریض کا درد دور نہیں کر سکتے تو پھر آپ نے یہ مطب کیوں بنایا ہوا ہے اور اپنے آپ کو طبیب کیوں کہلاتے ہیں؟

میں نے کہا: دوست! ناراض کیوں ہوتے ہو؟ شفا خدا کے ہاتھ میں ہے ہم تو

Presented by Ziaraat.Com

ایک ذریعہ ہیں۔ پھر اس کے لواحقین نے مجھ سے کہا کہ حکیم صاحب! ہم اس بیمار کو گھر لے جاتے ہیں مگر آپ اتنی مہربانی تو کریں کہ اس کے لیے کوئی نسخہ تو لکھ دیں ہم اسے استعمال کریں گے ممکن ہے خدا اسے شفایاب کردے۔

میں ان کی باتیں سن سن کر تنگ آچکا تھا میں نے تنگ آ کر کہا اگر تمہارا اتنا ہی اصرار ہے تو پھر اسے جانوروں کا چارہ ''برسیم'' استعمال کراؤ وہی اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا۔

وہ لوگ اپنے مریض کو اٹھا کر لے گئے۔ اس واقعہ کے چند دن بعد وہ لوگ میرے پاس آئے اور وہ مجھے تحفہ دینے کے لیے گھی، دودھ، پنیر اور کچھ بکریاں ساتھ لائے۔ میں نے ازراہ تعجب ان سے کہا: یہ کس کے لیے ہدیہ لائے ہو۔ آخران ہدیوں کا کیا سبب ہے؟

انہوں نے کہا: ہم یہ سب آپ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے لائے ہیں آپ نے ہمارے مریض کے لیے برسیم کا چارہ تجویز فرمایا تھا۔ ہم نے اسے وہ کھلایا تو ہمارا مریض شفایاب ہوگیا اور اس کی شفایابی کی خوشی میں ہم یہ حقیر سا نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے آئے ہیں۔

جب میں نے یہ سنا تو مجھ پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور مجھے یقین ہوگیا کہ شفا خدا کے ہاتھ میں ہے چاہے تو وہ لاعلاج مریض کو برسیم کے چارہ سے صحت یاب کردے (۱۲)

Presented by Ziaraat.Com

۱۷

تقدیر الٰہی

بیان کیا جاتا ہے کہ یونان کے مشہور حکیم افلاطون کو اسہال کی شکایت ہوئی اس نے اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی بہت سے دوائیاں استعمال کیں لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔اس کے شاگردوں نے جب اپنے استاد کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے کہا: استاد محترم! ہماری نظر میں آپ سے بڑھ کر اس وقت کوئی موجود نہیں ہے اور آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ اپنا علاج کرنے سے بھی قاصر ہیں؟!

افلاطون نے کہا: یہ جو پڑیا سامنے رکھی ہوئی ہے اسے میرے قریب لاؤ۔

شاگردوں نے پڑیا اٹھا کر استاد کے ہاتھ میں تھما دی۔

افلاطون نے مٹی کا ایک کوزہ اٹھایا اور اس میں پانی بھرا اور وہ پڑیا اس کوزہ میں ڈال دی۔تھوڑی دیر بعد پانی منجمد ہو گیا۔

اس نے شاگردوں سے کہا: تم نے دوائی کا کمال دیکھا؟ اس نے پانی کو منجمد کر دیا ہے لیکن میں کئی پڑیاں استعمال کی ہیں مجھے اسہال سے شفا نہیں مل سکی۔اس میں دوائی کا کوئی قصور نہیں ہے البتہ خدا کی قضا و قدر نے اسے میرے لئے غیر موثر بنا دیا ہے۔

جی ہاں! اللہ تعالیٰ کبھی عناصر سے ان کی تاثیر سلب کر لیتا ہے اور جب تک وہ نہ چاہے کوئی چیز موثر نہیں ہو سکتی۔تمام تاثیرات خدا کے ہاتھ میں ہیں۔(۱۷)

Presented by Ziaraat.Com

۱۸

اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے

بنی اسرائیل میں ایک شخص انتہائی درجہ کا فاسق وفاجر تھا۔اس کی پوری زندگی گناہوں اور بے حیائی سے عبارت تھی۔زندگی کے آخری حصے میں اسے اپنے افعال پر ندامت محسوس ہوئی۔اس نے سوچا کہ اسے خدا کے حضور سچے دل سے توبہ کر لینی چاہیے۔

اس زمانہ میں بنی اسرائیل میں ایک عابد وزاہد اور مستجاب الدعوات شخص موجود تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے سر پر بادل کے ٹکڑے کو مقرر کیا تھا جو اسے دن کے وقت دھوپ سے بچاتا تھا اور وہ شخص جو بھی دعا کرتا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرتا تھا۔

گناہ گار شخص نے توبہ کا ارادہ کیا تو اپنے گناہوں کی معافی کیلئے اس عابدوزاہد شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں بڑا گناہ گار ہوں۔اب مجھے اپنے گناہوں پر ندامت ہے اور میں سچے دل سے خدا کے حضور توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے میرے گناہوں کی مغفرت کیلئے دعا فرمائیں۔

عابد انسان نے اسے دھتکار دیا اور کہا کہ فوراً یہاں سے دفع ہو جاؤ میں تجھ جیسے بدکار کے لئے کوئی دعا نہیں کرنا چاہتا۔

گناہ گار شخص روتا ہوا وہاں سے ہٹا تو لوگوں نے یہ منظر دیکھا کہ بادل کا ٹکڑا عابد کے سر سے جدا ہو کر اس گناہ گار کے سر پر آ گیا اور اس کے سر پر سایہ فگن ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کی نبی کو وحی فرمائی: ''اللہ تعالیٰ بندوں کی نسبت اپنے بندوں پر زیادہ مہربان ہے۔''

Presented by Ziaraat.Com

اور یوں خدا کا لطف عابد زاہد سے ہٹ گیا اور اس کا مقام پست ہو گیا کیونکہ اس نے ایک توبہ کے خواہش مند شخص کی تذلیل کی تھی اور اسے رسوا کر کے اپنے سے دور کیا تھا:(۱۸)

۱۹

بھوکی ملکہ

آثار قدیمہ تلاش کرنے والوں کو دریائے نیل کے ساحل کے قریب ایک صندوق ملا۔ جب انہوں نے صندوق کھولا تو انہیں اس میں ایک حنوط شدہ عورت کی لاش دکھائی دی۔ اس صندوق میں قیمتی جواہرات کی بھی اچھی خاص مقدار موجود تھی۔

آثار قدیمہ کے ماہرین نے حنوط شدہ لاش اور جواہرات دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ ہو نہ ہو یہ کسی ملکہ کی ہی لاش ہو سکتی ہے۔ پھر انہیں پرانے رسم الخط میں لکھی ہوئی ایک تحریر بھی ملی۔

ماہرین نے بڑی کوشش سے اس تحریر کو پڑھا تو اس میں یہ عبارت تحریر تھی: ''یہ میری وصیت ہے: میرے مرنے کے بعد جسے بھی میرا جنازہ ملے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں ملک مصر کی ملکہ ہوں۔ اور میرے ہی زمانہ اقتدار میں ملک میں شدید قحط آیا اور وہ قحط اتنا شدید ہے کہ میں ملکہ ہو کر بھی دو روٹیوں کے لئے ترستی رہی ہوں۔ جو مجھے دو روٹیاں کھلائے گا میں اسے یہ جواہر انعام میں دوں گی۔ لیکن حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ میری یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی اور میں بھوک کی وجہ سے مر جاؤں گی۔''

تمام لوگوں کو ملکہ کی وصیت غور سے پڑھنی چاہیے اور انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اور انہیں یہ جان لینا چاہیے کہ جب تک خدا نہ چاہے کوئی کسی کی حاجت روائی

Presented by Ziaraat.Com

نہیں کرسکتا۔اگر چہ انسان کے پاس آسائش آرام کے کتنے ہی سامان موجود نہ ہوں۔(۱۹)

۲۰

اصفہان کے بگڑے ہوئے شاہزادے

مجلسی اول اصفہان شہر کے عظیم القدر عالم دین تھے۔اس وقت اصفہان میں طوائف الملو کی کا راج تھا۔وزیروں امیروں کے لڑکے لوگوں کو تنگ کرتے تھے اور انہیں اذیتیں دیتے تھے۔

ایک رات بگڑے شاہزادوں کے گروپ لیڈر نے ایک راہ چلتے مومن کو بلا کر کہا ہم آج رات تیرے ہاں مہمان ہوں گے۔اس کے لئے تمہاری کیا رائے ہے؟اس مومن نے سوچا: میں انہیں نفی میں جواب دیتا ہوں تو یہ مجھے اذیتیں دیں گے اور اگر میں اثبات میں جواب دیتا ہوں تو یہ ساری رات میرے گھر میں موسیقی کی محفل برپا کریں گے اور بدمعاشیاں کریں گے۔آخر کار ''مرتا کیا نہ کرتا'' کے تحت اسے ہاں کرنا پڑی۔

انہیں ہاں کرنے کے بعد وہ مومن سیدھا مجلسی اول کے پاس گیا اور اس نے ان کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا اور ان سے رہنمائی طلب کی۔

مجلسی اول نے کچھ دیر تک سوچ بچار کرنے کے بعد کہا: کوئی حرج نہیں انہیں آنے دو۔ہم بھی آج رات تمہارے ہاں مہمان ہوں گے۔

سورج غروب ہوتے ہی مجلسی اول اس مومن کے گھر پہنچ گئے اور بگڑے شاہزادوں کا انتظار کرنے لگے۔کچھ دیر بعد بگڑے شاہزادے وہاں آئے تو انہوں نے مجلسی کو وہاں موجود پایا۔انہیں دیکھ کر ان کے موڈ بگڑ گئے۔پھر انہوں نے سوچا کہ وہ کوئی ایسی

Presented by Ziaraat.Com

بات کریں جس سے حضرت مجلسی وہاں سے چلے جانے پر مجبور ہو جائیں۔ان کے سربراہ نے علامہ مجلسی سے کہا: ''حضرت علامہ! آپ بتائیں کہ آپ کو ہماری کس روش پر اعتراض ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی واضح کریں کہ آپ کا کردار کیسا ہونا چاہیے جس کی وجہ سے ہم پر آپ کا احترام واجب ہو سکے؟!''

علامہ مجلسی اول نے فرمایا: عزیزان من! ہمارے اندر بہت سی خامیاں اور عیوب ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے اندر ایک خوبی موجود ہے وہ یہ ہے کہ ہم نعمت کے قدر دان ہیں اور اپنے محسن کا احترام کرنے والے لوگ ہیں اگر کوئی ہمیں کھانا کھلاتا ہے تو ہم اس کے برتن میں چھید کرنے کے عادی نہیں ہیں اور ہم اس خیانت نہیں کرتے اور ہم زندگی بھر احسان یاد رکھتے ہیں لیکن تمہارے اندر یہ صفت موجود نہیں ہے۔''

بگڑے شاہزادوں کے سربراہ نے جواب دیا۔

''آپ پورے اصفہان کے لوگوں سے پوچھیں۔وہ آپ کو یہ بتائیں گے کہ ہم کسی کا کھانا کھا کر اس کے برتن میں چھید کرنے کے عادی نہیں ہیں۔''

علامہ مجلسی نے کہا: ''میں دوسروں سے بھلا کیوں پوچھوں؟ تمہارے متعلق میں خود یہ گواہی دیتا ہوں کہ تم نعمت کی بے قدری کرنے والے لوگ ہو۔کیا تم خدا کی نعمات کھا کر اس کی نافرمانی نہیں کر رہے؟ کیا خدا نے تمہیں سلامتی اور صحت جیسی عظیم نعمات عطا نہیں کی ہیں؟ کیا خدا نے تمہیں ہاتھ، پاؤں، کان اور آنکھ جیسی عظیم نعمات عطا نہیں کی ہیں؟ اور کیا خدا نے تمہیں وسیع نعمات عطا نہیں کی ہیں؟ پھر تم خدا کی نمک حرامی کیوں کرتے ہو اور رزق حلال پر رزق حرام کو ترجیح کیوں دے رہے ہو؟ اور کیا تم لوگ شراب و کباب کی محافل سجا کر اپنے خدا کی نمک حلالی کر رہے ہو یا نمک حرامی کا ارتکاب کر رہے ہو؟''

بگڑے شاہزادوں نے علامہ کی باتیں بڑی توجہ سے سنیں علامہ کی باتوں سے وہ

Presented by Ziaraat.Com

تا کہ وہ لوگوں کی صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کریں۔

جب ظالم بادشاہ کو معلوم ہوا کہ دانیالؑ لوگوں کو اس کی اطاعت سے منحرف کر کے خدا کی اطاعت کی دعوت دینے میں مصروف ہیں تو اس نے ان کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔

اس کے حکم کے تحت حضرت دانیالؑ کو پابجولان کر کے اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ بخت نصر نے حکم دیا کہ انہیں ایک تاریک اور گہرے کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ ظالم نے اسی حکم پر قناعت نہ کی بلکہ اس نے حکم دیا کہ ایک بھوکی شیرنی کو بھی اس کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ایک بھوکی شیرنی کو بھی اس کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔

اگر دانیالؑ کی جگہ کوئی کمزور عقیدہ والا شخص ہوتا تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے لیکن دانیالؑ نے شیرنی کی کوئی پرواہ نہ کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اصل قوت کا منبع ومصدر خداوند عالم کی ذات پاک ہے اگر خدا نے اسے ان کے پھاڑ کھانے کا حکم دیا تو انہیں اس کے ہاتھ کوئی نہیں بچا سکے گا اور اگر خدا نے اسے ان کے پھاڑ کھانے کا حکم نہ دیا تو وہ انہیں کچھ بھی نہیں کہے گی۔

شیرنی کے کنویں میں جانے کے بعد دنیا نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ شیرنی مٹی چاٹنے لگی اور دانیال اس کا دودھ پینے لگے۔

اللہ نے اس زمانہ کے ایک نبیؑ کو حکم دیا کہ جاؤ اور دانیال کو جا کر کھانا کھلاؤ۔ جب وہ نبیؑ کھانا لے کر کنوئیں کی منڈیر پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ کنوئیں میں قیدرہ کر بھی دانیال بے حد خوش اور مطمئن تھے۔ جب نبیؑ نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے بے ساختہ کہا: ''الحمدلله الذی لا ینسیٰ من ذکرہ''

(تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو اپنے ذکر کرنے والوں کو فراموش نہیں کرتا) (۲۲)

Presented by Ziaraat.Com

۲۳

اللہ کی آزمائش نہیں کرنی چاہیے

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کسی پہاڑ کی چوٹی سے گزر رہے تھے اس وقت ابلیس ان کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا: روح اللہ! یہ بتاؤ کیا تمہارا خدا اس بات پر قادر ہے کہ اگر تم اس چوٹی سے نیچے گرو تو وہ تمہیں بچا سکتا ہے؟

حضرت عیسیٰ نے کہا: جی ہاں میرے رب کو یہ قدرت حاصل ہے۔

ابلیس نے کہا: یہ بات حق ہے اور آپ اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں تو آپ اپنے آپ کو اس پہاڑ کی چوٹی سے گرادیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا رب آپ کو مرنے سے کیسے بچاتا ہے؟

حضرت عیسیٰ نے محسوس کیا کہ شیطان لعین انہیں ناجائز وسوسہ میں مبتلا کرنا چاہتا ہے انہوں نے اس سے کہا: لعین! کیا تو چاہتا ہے کہ میں اپنے رب کی آزمائش کروں؟ یہ علیحدہ بات ہے کہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میرا خدا میری حفاظت کرے گا۔ اللہ کا ہر فرمان برحق ہے اور ہمیں اس میں شک کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن میں خدا کی آزمائش نہیں کرتا"۔

کچھ دنوں بعد ابلیس ان کے پاس آیا اور ان سے کہا: عیسیٰ! تم تو اللہ ہو کیونکہ تم مردے زندہ کرتے ہو اور غیب جانتے ہو اور لوگوں کو غیب کی خبریں دیتے ہو۔۔۔۔

حضرت عیسیٰ نے اس کی کلام کاٹتے ہوئے کہا: لعین! تو جھوٹ بکتا ہے۔ میں خدا کا مستجاب الدعوات بندہ ہوں۔ اللہ میری دعائیں قبول کرتا ہے اور اسی کے حکم سے

Presented by Ziaraat.Com

مردے زندہ ہوتے ہیں اور جہاں تک غیب کی باتوں کا تعلق ہے تو خدا مجھے غیب کی اطلاع دیتا ہے میں لوگوں کو اس کی خبر دیتا ہوں۔"

جب ابلیس نے دیکھا کہ عیسیٰ اس کے جال میں پھنسنے پر آمادہ نہیں ہیں تو اس نے چیخ ماری اور ان کے سامنے سے بھاگ کھڑا ہوا (۲۳)

۲۴

سلطان ابو نصر کا نیشاپور میں داخلہ

ابو نصر نیشاپور کا ایک سلطان ہوگزرا ہے ایک مرتبہ وہ لاؤ لشکر سمیت اپنے دارالحکومت میں داخل ہو رہا تھا کہ ایک مکان سے قاری کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

ابو نصر قران سننے کے لئے رک گیا۔ قاری نے دلسوز آواز میں یہ آیت پڑھی:

"قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشآء وتنزع الملك ممن تشآء وتعزمن تشآء وتذل من تشآء بيدك الخير انك على كل شئ قدير" (آل۔عمران ۲۶)

(آپ کہہ دیں کہ اے اللہ! تو ہی مالک الملک ہے تو جسے چاہے سلطنت عطا کرے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تمام بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے)

اس آیت مجیدہ نے سلطان کے دل پر گہرا اثر کیا وہ یہ آیت سن کر کانپ اٹھا۔ گھوڑے سے اترا اور رکوع کیا پھر سجدہ بجالایا۔

کچھ عرصہ بعد اس قاری کی وفات ہوگئی۔ اس کے ایک دوست نے خواب میں

Presented by Ziaraat.Com

قاری کو دیکھا کہ خدا نے اسے جنت میں عظیم مقام عطا کیا ہے۔اس نے قاری سے پوچھا کہ تجھے یہ مقام کس وجہ سے نصیب ہوا ہے؟

قاری نے جواب دیا: میں تو ایک بدکار اور گناہ گار انسان تھا میرے نامہ اعمال میں کوئی خاص نیکیاں نہیں تھیں مگر اس کے باوجود خدا نے مجھ پر خصوصی کرم کیا اور مجھے یہ مقام عطا کیا اور خدا نے مجھ سے فرمایا: ''تو نے دنیا میں ایک سلطان کو ہماری عظمت یاد دلائی تھی اس کے وجہ سے ہم آج تجھ پر رحم کر رہے ہیں اور تجھے بلند مقام عطا کرتے ہیں۔(۲۴)

جی ہاں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''فاذکرونی اذکرکم'' تم مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں یاد کروں گا۔(البقرہ۔۱۵۲)

۲۵

کبھی پانی موت کا سبب بن جاتا ھے۔

عبدالملک بن مروان ایک اموی خلیفہ تھا وہ بدترین اور خونخوار شخص تھا۔زندگی کے آخری ایام میں اسے مرض ''استسقاء'' لاحق ہوا۔

واضح رہے کہ اس بیماری میں مریض کو شدید پیاس لگتی ہے اور جتنا بھی پانی پیئے اسکی پیاس بجھنے میں نہیں آتی۔

اسکے طبیب خاص نے اسے ہدایت کی آپ اگر بیماری سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ دو دن یا کم از کم ایک دن تک پانی نہ پئیں اور اگر آپ نے ایک قطرہ پانی بھی پیا تو آپ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔

عبدالملک نے چند گھنٹے تو صبر کیا لیکن آخرکار پیاس کے غلبہ سے مغلوب ہوگیا

Presented by Ziaraat.Com

اس نے کہا: خدا کیلئے مجھے پلاؤ۔ میری جان نکلتی ہے تو نکلنے دو لیکن میں پیاس کا یہ عذاب برداشت نہیں کر سکتا۔

اہل خانہ نے اس کے مسلسل اصرار پر اسے پانی دیا۔ جیسے ہی اس نے پانی پیا تو اس کی روح پرواز کر گئی (۲۵)

پانی زندگی بخش مشروب ہے اس کا ہر قطرہ زندگی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اختیار موجود ہیں وہ چاہے تو پانی کو موت کا ذریعہ بھی بنا سکتا ہے۔

۲۶

بہترین غذا

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک زمانے میں ایک غریب و مفلس شخص رہتا تھا جو سال کے اکثر دنوں میں روزہ سے رہتا تھا۔ جب سورج غروب ہوتا اور افطار کا وقت آتا تو وہ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتا تھا اور اس سے ایک ورق نکال کر اس پر لکھی ہوئی تحریر کو دیکھتا تھا تو اس کی بھوک ختم ہو جاتی تھی۔ جب وہ مومن مرا تو لوگوں نے اس کی جیب کی تلاشی لی تو اس میں سے وہی ورق برآمد ہوا جسے وہ دیکھا کرتا تھا اور جس سے اس کی بھوک مٹ جاتی تھی۔

لوگوں نے اس کو کھول کر دیکھا تو اس میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھی ہوئی تھی۔

اس سے لوگوں کو بسم اللہ شریف کی برکت کا اندازہ ہوا کہ اس سے انسان کی بھوک بھی مٹ سکتی ہے (۲۶)

ممکن ہے کہ اس دور کے مادہ پرست افراد اسے ایک افسانہ سمجھیں کیونکہ وہ مادہ پرستی کی عینک سے چیزوں کے مشاہدہ کے عادی ہو چکے ہیں لیکن ایک حقیقی واقعہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۷

ایک انڈے سے توحید کا استدلال

ابوشاکر دیصانی ایک مشہور زندیق تھااور امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہم عصر تھا(۲۷) ایک دن وہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوااور اس نے کہا: ''آپ معبود کے متعلق میری رہنمائی فرمائیں۔''

امامؑ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک بچہ وہاں آیا جس کے ہاتھ میں ایک انڈا تھا۔ امامؑ نے بچے سے وہ انڈہ لیااور دیصانی کے سامنے رکھ کر فرمایا:

دیصانی! اسے غور سے دیکھو یہ ایک قلعہ ہے اس کے اوپر کی جلد سخت اور اندر رقیق مادے ہیں جن میں ایک چاندی کی طرح سفید ایک سونے کی طرح زرد ہے۔ تو نہ رقیق چاندی رقیق سونے سے ملتی ہے اور نہ رقیق سونا رقیق چاندی سے ملتا ہے اور دونوں اپنی حالت پر برقرار رہتے ہیں۔ اس میں نہ تو باہر سے کوئی مداخلت ہوتی ہے اور نہ اندر سے کوئی دراندازی ہوتی ہے پھر اس سے خوبصورت چوزے برآمد ہوتے ہیں کیا یہ سب کچھ کسی مدبر کے بغیر ہو رہا ہے؟

دیصانی نے کچھ دیر تک سر جھکایا اور پھر کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد لاشریک ہے اور محمد مصطفیٰ اللہ کے عبد اور اسکے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی طرف سے مخلوق پر مقرر کردہ امام ہیں اور میں اپنے سابقہ نظریات سے توبہ کرتا ہوں'' (۲۸)

Presented by Ziaraat.Com

۲۸

بابصیرت غلام

نبی اکرمؐ کی حیات طیبہ میں ایک حبشی رہتا تھا۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ نشست وبرخاست رکھتا تھا اس طرح آہستہ آہستہ وہ مسلمانوں کے دینی عقائد سے واقف ہوگیا۔ جب اسے یقین ہوگیا کہ مسلمانوں کے عقائد برحق ہیں تو وہ نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام قبول کیا اس کے بعد وہ مسلمانوں سے دینی مسائل حاصل کرنے لگا۔ ایک دن رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ: کیا جہان کا خالق عالم اور خبیر ہے؟

نبی اکرمؐ نے فرمایا: جی ہاں اللہ ہرظاہر وباطن سے واقف ہے وہ ماضی، حال اور مستقبل کے واقعات سے بھی واقف ہے۔ خدا ہر قول وفعل اور دلوں میں اٹھنے والے خیالات سے بھی واقف ہے۔"

یہ باتیں سن کر غلام کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے کہا: یارسول اللہ! اس کا مقصد تو یہ ہے کہ خدا میرے تمام گناہوں سے واقف ہے اور ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے اور میری ہر حرکت وسکون اُس کے سامنے ہے؟

نبی اکرمؐ نے فرمایا: جی ہاں ایسا ہی ہے۔ اللہ کو تمہاری زندگی کے ہر لمحہ کا علم ہے۔

یہ سنا تو اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر زمین پر گرا۔ اسی بے ہوشی میں اسکی روح پرواز کرگئی (۲۹)۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۹

جانوروں کی چھٹی حس

محدث نوری اپنی کتاب ''الکلمۃ الطیبہ'' میں رقم طراز ہیں: میرے والد مرحوم کی زندگی میں ایک سید جلیل ''طالقان'' سے ''رَشت'' چلے گئے اور وہاں کچھ عرصے قیام پذیر رہے۔ جب ان کے پاس سونے کی دوسو اشرفیاں ہوگئیں تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ انہیں ''رَشت'' چھوڑ کر تریہ ''نور'' چلا جانا چاہیے اور اپنے والد کے پاس قیام کرنا چاہیے۔

یہ سوچ کر سید صاحب وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں انہیں ایک گھڑ سوار ملا جس نے تلوار اور بندوق اٹھائی ہوئی تھی اس نے ان سے گفتگو کی۔ سید صاحب انتہائی سادہ طبیعت رکھتے تھے انہوں نے اسے بتایا کہ وہ کچھ عرصہ ''رَشت'' میں قیام پذیر رہے ہیں اور اب ان کے پاس دوسو سونے کے اشرفیاں موجود ہیں اور وہ ''نور'' جا رہے ہیں۔

گھڑ سوار نے کہا کہ اچھا ہوا میں بھی ''نور'' ہی جا رہا تھا اور خدا کا فضل ہے کہ مجھے آپ جیسا رفیق سفر مل گیا۔

چنانچہ وہ دونوں ہم سفر بن کر چل پڑے۔ راستہ چلتے چلتے وہ ساحل سمندر پر پہنچے جہاں کچھ مچھیرے بیٹھے تھے انہوں نے انہیں دعوت دی کہ وہ سواریوں سے نیچے اتریں اور ان کے چائے پانی قبول کریں اور کچھ وقت ان کے ہاں آرام کریں۔

سید صاحب اور وہ مسلح شخص اپنی سواریوں سے اترے۔ مسلح شخص حوائج ضروریہ کیلئے کچھ دور چلا گیا۔ مچھیروں نے موقع غنیمت سمجھ کر سید صاحب سے پوچھا کہ آپ اپنے ہمسفر کو پہچانتے ہیں کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں میرا رفیق سفر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مچھیروں نے کہا: کیا آپ معلوم ہے کہ آپ کے ہمسفر کا کیا پیشہ ہے اور وہ کیا کرتا ہے؟
سید صاحب نے کہا: نہیں، مجھے کچھ معلوم نہیں ہے البتہ یہ ایک اچھا آدمی ہے۔
مچھیروں نے کہا: تو پھر سن لیں آپ کا یہ رفیق سفرِ ڈاکو ہے مسافروں کو لوٹنا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔

جب سید صاحب نے یہ سنا تو پریشان ہو گئے اور کہا کہ تمہیں کس نے بتایا ہے کہ یہ ڈاکو ہے؟ مچھیروں نے کہا: ہم اسے ذاتی طور پر جانتے ہیں یہ کئی مرتبہ ہمیں اسلحہ کے زور پر لوٹ چکا ہے۔

یہ سنا تو سید صاحب کا چہرہ فق ہو گیا اور وہ خوف سے لرزنے لگے انہوں نے مچھیروں سے کہا کہ میں تمہیں اپنے جدِ نامدار رسول خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ کسی طرح سے مجھے اس کے شر سے بچاؤ۔
مچھیروں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا: ہم زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتے ہیں کہ جب وہ واپس آئے تو آپ حوائج ضروریہ کا بہانہ بن کر اس کی نظروں سے کہیں دور چلے جائیں اس دوران ہم اسے باتوں میں لگائے رکھیں گے۔

جب مسلح شخص آیا تو سید صاحب نے حوائج ضروریہ کا بہانہ بنایا اور یہ جادہ جا۔
وہ وہاں سے کافی دور نکل گئے اور درختوں کے جھنڈ میں جا کر چھپ گئے۔

ڈاکو کافی دیر سید صاحب کی واپسی کا انتظار کرتا رہا لیکن جب وہ واپس نہ آئے تو اسے یقین ہو گیا اس سے دھوکا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں آیا ہوا شکار اس کے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ وہ مچھیروں پر ناراض ہوا اور ان سے کہا تم نے اسے بھگا کر اچھا نہیں کیا اب میں اسے تلاش کرتا ہوں جہاں بھی ملا میں اسے قتل کر دوں گا اور اس کی دولت لوٹ لوں گا اور اس کے بعد میں تم سے آ کر نمٹ لوں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

ڈاکو گھوڑے پر بیٹھا اور سید کی تلاش شروع کر دی کچھ دیر بعد شام کا وقت ہو گیا اور ہر طرف اندھیرا پھیلنے لگا۔ سید صاحب جنگلی جانوروں سے بچنے کی غرض سے ایک درخت پر چڑھ گئے۔ کچھ دیر بعد ڈاکو بھی انہیں تلاش کرتا ہوا اس جنگل میں پہنچ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن سید کہیں دکھائی نہ دیئے۔ رات تاریک ہو گئی۔ اس نے اپنے گھوڑا ایک درخت کے پاس باندھا اور ایک درخت کا سہارا لے کر لیٹ گیا اور اتفاق یہ ہے کہ وہ اس درخت کے نیچے لیٹا جس کے اوپر سید صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔

سید بیچارے کو اپنی موت کا یقین ہو گیا انہوں اس عالم میں باری تعالیٰ سے رابطہ قائم کیا اور دل ہی دل میں خدا سے مدد کی درخواست کی۔

چند لحات بعد ڈاکو کو نیند آ گئی پھر ایک لومڑی اس کے قریب آئی جب اس نے اسے سوتا پایا تو اس نے ہلکی سی آواز نکالی۔ چند ہی لحات بعد سینکڑوں لومڑیاں وہاں جمع ہو گئیں۔ پھر ایک لومڑی آگے بڑھی اس نے بڑے آرام سے اس کی بندوق کندھے سے اتاری اور کچھ فاصلہ پر ایک گڑھا کھود کر اس میں اس کی بندوق دبا دی۔ پھر دوسری لومڑی نے بڑے آرام سے اس کی تلوار اس سے علیحدہ کی اور اسے کچھ فاصلہ پر جا کر دفن کر دیا۔

جب ڈاکو کی بندوق اور تلوار اس سے چھن گئی تو لومڑیوں نے یکبارگی اس پر حملہ کر دیا اور چشم زدن میں اس کے جسم کے چیتھڑے اڑا دیئے۔

آدھے گھنٹہ بعد وہاں اس کی ہڈیوں کے پنجر کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں تھا۔ اس کے بعد لومڑیاں چلی گئیں۔ خدا خدا کر کے سید صاحب نے وہاں رات بسر کی جیسے ہی صبح ہوئی تو وہ درخت سے اترے اور انہوں نے ڈاکو کے گھوڑے پر زین رکھی اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

اگر ہم واقعہ کی توجیہ کرنا چاہیں تو بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سید کی دعا

Presented by Ziaraat.Com

قبول کی اوراس کی مدد کیلئے لومڑیوں کو بھیجا اور خدا نے لومڑیوں کو یہ الہام کیا کہ بندوق اور تلوار ان کے لئے خطرناک ہتھیار ہیں۔اسی لئے انہوں نے پہلے بندوق اور تلوار پر ہاتھ صاف کئے اس کے بعد انہوں نے ڈاکو پر حملہ کیا۔معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے یہ بات ان کے اذہان میں ڈال دی تھی کہ ڈاکو کو پہلے نہتا کرنا چاہیے پھر اس پر حملہ کرنا چاہیے(۳۰)

۳۰

اللہ کی رحمت

ذوالنون مصری بیان کرتے ہیں:ایک دن میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک دل میں خیال آیا کہ باہر نکل کر نیل کے ساحل پر جاؤں۔چنانچہ میں گھر سے نکلا اور نیل کے ساحل کی طرف چل پڑا۔راستے میں میں نے دیکھا کہ سیاہ رنگ کا ایک زہریلا بچھو بڑی تیزی سے ساحل کی طرف جارہا تھا۔

میں نے اسے تیزی سے ساحل کی طرف بڑھتا ہوا دیکھا تو دل میں کہا کہ ہو نہ ہو یہ ضرور کسی مہم کیلئے جارہا ہوگا۔لہذا میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے ہر قیمت پر اس تعاقب کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ کہاں جارہا ہے۔

یہ سوچ کر میں اس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور جب وہ ساحل پر پہنچا تو ایک مینڈک ساحل پر اس کے انتظار کیلئے پہلے سے موجود تھا۔بچھو اس کی پشت پر سوار ہوا اور اسے لے کر دریائے نیل کو پار کرنے لگا۔

میں اس کی حرکت کو دیکھنے کیلئے ایک کشتی پر سوار ہوا اور بچھو پر نظریں گاڑے رکھیں الغرض وہ دریا کی دوسری طرف پہنچا میں بھی کشتی سے اتر کر اسے دیکھنے لگا۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرے کنارے پہنچ کر وہ ایک درخت کی طرف دوڑنے لگا۔ میں نے وہاں نگاہ کی تو اس درخت کے نیچے ایک جوان سویا ہوا تھا اور ایک زہریلا سانپ اسے ڈنک مارنے کیلئے اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اتنے میں وہ کالا بچھو سانپ کے قریب پہنچا اور اس نے جاتے ہی سانپ کو ڈسا جس کی وجہ سے سانپ فوراً مر گیا اسکے بعد بچھو جہاں سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہو گیا۔

میں وہاں پہنچا۔ میں نے جوان کو بیدار کیا وہ شراب کے نشہ میں مدہوش تھا میں نے اسے سانپ اور بچھو کی داستان سنائی اور اس سے کہا: بندۂ خدا! اٹھ اور اس خواب غفلت سے باز آجا۔ اپنی نافرمانی بھی دیکھ اور خدا کے احسانات بھی دیکھ۔

نوجوان نے مرے ہوئے سانپ پر نظر کی تو وہ خدا کی رحمت سے بے حد متاثر ہوا اس نے اپنے سر پر خاک ڈالی، ندامت کے آنسو بہائے اور خدا سے توبہ کی درخواست کی۔ بعدازاں اس شخص کی زندگی کی کایا پلٹ گئی اور وہ خدا کا نیک بندہ گیا۔

جی ہاں۔ ماہ رمضان کی دعائے افتتاح میں ہم یہ الفاظ ادا کرتے ہیں۔

"الهی انك تدعونی فاولی عنك وتتحبّب الیَّ فاتبغض الیك وتتودد الیَّ فلا اقبل منك فلم یمنعك ذلك من الرحمة لی والاحسان الیَّ والتفضل بجودك وکرمك"

خدایا! تو مجھے اپنے پاس بلاتا ہے میں تجھ سے دور ہوتا ہوں، تو مجھ سے محبت کرتا ہے میں تجھ سے بغض رکھتا ہوں۔ تو مجھ پر مہربانی کرتا ہے لیکن میں اسے تسلیم نہیں کرتا میری اس روش کے باوجود بھی تیری طرف سے رحمت و احسان اور فضل و سخاوت کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ (۳۱)

۳۱

پانی کی لہروں کا تھم جانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت نہر کے پل سے گزر رہی تھی اس نے اپنے ہاتھوں پر اپنا ننھا سا بچہ لیا ہوا تھا۔اچانک پل پر لوگوں کا رش بڑھا عورت پھسلی اور زمین پر گری اس کا معصوم بچہ اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر دریا میں جا گرا۔

پل کے نیچے دریا کا پانی بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا عورت پل سے نیچے اتر کر دریا کے کنارے دوڑنے لگی اور لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارنے لگی۔لیکن پانی کا بہاؤ اتنا تیز تھا کہ کوئی اس کے بچے کو نکالنے کی جرأت نہیں کر رہا تھا۔

لہریں بچے کو تیزی سے اچھالتی ہوئی وہاں لے گئیں جہاں گہرا پانی تھا اور پانی میں گرداب جاری تھا۔جب بچہ گرداب کے قریب پہنچا تو عورت کو یقین ہو گیا کہ اب اس کے بچے کو وہاں سے کوئی بھی نہیں نکال سکتا۔

اس مایوسی کے عالم میں اس خاتون نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا خدایا! میری مدد کر۔میرے بچے کو بچا لے۔

خاتون کے دعائیہ الفاظ ختم ہوئے تھے کہ دریا کا گرداب رک گیا اور لہریں جہاں تھیں وہیں تھم گئیں۔بچہ ساحل کے قریب آ گیا۔عورت نے آگے بڑھ کر اپنے بچے کو دریا سے نکالا اور اسے ہاتھوں پر لے کر خدا کا شکر ادا کرنے لگی۔

جی ہاں! جب تمام سہارے ٹوٹ جائیں اور کہیں سے بھی مدد کی امید باقی نہ رہے تو انسان کی فطرت سلیمہ اسے خدا کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور وہی اپنے بندوں کو مصائب سے نجات دیتا ہے (۳۲)۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۲

مختلف خواہشات

ایک دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ آج میں تمہیں ایک نشانی دکھانا چاہتا ہوں جو تمہارے لئے عبرت اور نعمت کا سامان فراہم کرے گی۔ تم فلاں گاؤں جاؤ وہاں تمہیں چار اشخاص ملیں گے۔ ان سے گفتگو کرنا، ان سے ان کی حاجت پوچھنا اور ان سے ان کے پیشے اور ان کا کاروبار پوچھنا۔

الغرض فرمان خداوندی کے تحت موسیٰ علیہ السلام گاؤں میں تشریف لے گئے۔
انہیں وہاں وہ چاروں افراد دکھائی دیئے چنانچہ آپ نے ان سے گفتگو کی تو پہلے شخص نے کہا:

''میں کاشتکار ہوں۔ پچھلے سال زراعت میں مجھے نقصان اٹھانا پڑا تھا جس کی وجہ سے میں مقروض ہو گیا۔ پھر اس فصل کے لئے میں نے ادھار پر بیج لیا اور فصل کاشت کی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ خدا سے سوال کریں کہ وہ بارش نازل فرمائے تا کہ ہماری فصلیں بہتر ہوں اور ہم خسارہ سے بچ جائیں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسرے شخص گفتگو کی تو اس نے کہا:

''میں کوزہ گر (کمہار) ہوں۔ میں مٹی کے برتن بناتا ہوں اور دور دراز سے مٹی لاتا ہوں پھر اسے بھگو کر اس سے گارا بناتا ہوں۔ بعد میں اس گیلی مٹی سے برتن بنا کر دھوپ میں رکھتا ہوں اور ان کے خشک ہونے کے بعد انہیں پکا کر فروخت کرتا ہوں۔

آپ سے میری یہ درخواست ہے کہ آپ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ بارش نہ برسائے ورنہ میری ساری محنت اکارت ہو جائے گی اور مجھے خسارہ اٹھانا پڑے گا۔''

Presented by Ziaraat.Com

حضرت موسیٰ نے تیسرے شخص سے گفتگو کی تو اس نے کہا:

''میں کھیت کا مزدور ہوں، نالیاں بناتا ہوں اگر آندھی آجائے تو مجھے نالیاں بنانے میں آسانی ہو جاتی ہے ورنہ میرا کام مشکل ہو جاتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ تیز آندھی بھیجے تاکہ میرے لئے سہولت پیدا ہو جائے۔''

حضرت موسیٰ نے چوتھے شخص سے گفتگو کی تو اس نے کہا:

''میں باغبان ہوں۔ میرے باغ میں بہت سے پھلدار درخت موجود ہیں پھل پکنے کے قریب ہیں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہیں آندھی نہ آجائے۔ اگر آندھی آگئی تو میرے باغ کے پھلوں کو شدید نقصان ہوگا اور میں خسارہ کا شکار ہو جاؤں گا۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ اللہ سے دعا نگیں کہ وہ ہمیں آندھی سے محفوظ رکھے۔''

جب موسیٰ نے ان لوگوں سے گفتگو کی اور سب کی جداگانہ خواہشات سنیں تو انہوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا: ''پروردگار! تو ہی کائنات کا مدبّر ہے تو ہی بہتر جانتا ہے کہ بندوں کی تدبیر کیسے کرنی چاہیے۔ (۳۳)

۳۴

بچھو کی تخلیق میں حکمت الٰہیہ

اہل تاریخ بیان کرتے ہیں کہ ''خوارزم شاہ'' کے دور حکومت میں نیشاپور دارالحکومت تھا اور یہاں پندرہ لاکھ افراد آباد تھے۔ شہر کی جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے دور دراز سے اہل فن واہل حرفت وہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔

محمد بن زکریا رازی جو کہ اس زمانہ کے مشہور طبیب تھے وہ بھی نیشاپور میں آکر

Presented by Ziaraat.Com

آباد ہو گئے تھے اور انہوں نے یہاں اپنا مدرسہ اور مطب قائم کر لیا تھا۔

امرائے فارس میں ایک شخص کو فالج کی شکایت ہوئی جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا اور بستر پر لیٹ گیا۔ اس نے بہت سے اطباء سے اپنا علاج کرایا لیکن کسی سے بھی افاقہ نہ ہوا۔ پھر اس نے اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ تم مجھے محمد بن زکریا رازی کے پاس نیشاپور لے چلو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مجھے شفا عطا کر دے۔

اس کے رشتہ داروں نے سفر کی تیاری کی اور وہ اسے وہاں سے لے کر نیشاپور کی جانب روانہ ہوئے۔ ایک طویل سفر کرنے کے بعد وہ دوپہر کے وقت نیشاپور پہنچے۔ شدید گرمی کا وقت تھا۔ دوکانیں بند تھیں۔ انہوں نے سوچا کہ اس وقت انہیں سرائے میں رہائش اختیار کرنی چاہیے تاکہ شام کے ٹھنڈے وقت طبیب کے پاس مریض کو لے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک سرائے میں قیام کیا مریض کو صحن میں لٹا دیا اور خود سو گئے۔ جب شام کا وقت ہوا اور وہ نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے سوچا کہ اب جا کر مریض کو جگانا چاہیے۔ جب وہ وہاں گئے جہاں انہوں نے مریض کا لٹایا تھا تو مریض وہاں موجود نہیں تھا۔ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا تو اسے چلتے پھرتے پایا۔

مریض کو یوں چلتا دیکھ کر انہیں بہت تعجب ہوا چنانچہ انہوں نے اس سے کہا: جناب عالیٰ! آپ تو چلنے پھرنے سے قاصر تھے اچانک آپ صحت مند کیسے ہو گئے اور یوں بے دھڑک چلنے لگے؟"

اس نے جواب دیا: مجھے بھی نہیں معلوم کہ میں کیسے ٹھیک ہو گیا۔

تیماردار اسے تیزی سے لے کر محمد بن زکریا رازی کے پاس آئے اور انہوں نے اس سے مریض کی سرگزشت بیان کی۔

Presented by Ziaraat.Com

رازی نے کہا کہ اس کے فوراً کپڑے اتارو۔ جب اس کے کپڑے اتارے گئے تو اس کے کپڑوں میں دو بچھو دکھائی دیئے۔

رازی نے کہا: اس پر خدا نے از خود کرم کیا ہے اس کا علاج بچھو کا زہر تھا اسے جیسے ہی بچھو نے کاٹا تو یہ تندرست ہو گیا۔

جب انہوں نے خدا کی اس حکمت کو دیکھا تو بے اختیار سجدہ شکر بجالائے اور اپنے وطن واپس چلے گئے۔ (۳۴)

۳۴

اصحاب فیل کا انجام

ابرہۃ الاشرم یمن کا عیسائی بادشاہ تھا۔ اسے بیت اللہ سے چڑتھی۔ اس نے لوگوں کو بیت اللہ کی زیارت سے منع کیا لیکن لوگ باز نہ آئے آخر کار اس نے یہ فیصلہ کیا وہ اس گھر کو گرا کر دم لے گا۔

اس نے اپنے ساتھ ایک بڑا لشکر لیا اور ہاتھیوں پر سوار ہو کر مکہ کی طرف بڑھا۔ جب اہل مکہ نے ابرہہ کی آمد سنی اور اپنی بے بضاعتی کو دیکھا تو انہوں نے مکہ شہر کو چھوڑ دیا اور وادیوں اور گھاٹیوں کی طرف نکل گئے۔ مگر متولی حرم رسول خداؐ کے دادا حضرت عبدالمطلبؑ مکہ ہی میں رہے۔

جب ابرہہ بیت اللہ کے قریب پہنچا تو اس نے بیت اللہ مسمار کرنے کا حکم دیا۔ اس کے ہاتھی کعبہ شریف کو گرانے کے لئے بڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کیلئے ننھے پرندوں کو بھیجا۔ ہر پرندے نے تین پتھر اٹھا رکھے تھے۔ ایک پتھر چونچ میں

Presented by Ziaraat.Com

تھا اور دو پتھر پنجوں میں اٹھا رکھے تھے۔ پرندوں نے ہاتھیوں اور اس کے دوسرے لشکریوں پر "بمباری" شروع کر دی۔ پرندہ اوپر سے سنگریزہ گراتا تو وہ سپاہی کی لوہے کی خود پر گرتا۔ خود ٹوٹ جاتی اور سنگریزہ اس کے سر کو پاش پاش کر دیتا اور اس کے جسم کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ہاتھی پر جا لگتا اور ہاتھی کو مار کر اس کے پیٹ سے باہر آجاتا۔ یوں ہر سنگریزے سے پہلے سوار ہلاک ہوتا تھا پھر اس کا ہاتھی ہلاک ہوتا تھا تھوڑی ہی دیر میں لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔ جو بچ گئے انہوں نے بھاگنے میں عافیت جانی اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو سورۂ "الفیل" میں بیان کیا ہے اور اس واقعہ سے اللہ نے انسان کو یہ درس دیا ہے کہ وہ خدا کو کبھی کمزور نہ سمجھیں۔ وہ اتنا بڑا قادر مطلق ہے کہ اگر چاہے تو ابابیل جیسے ننھے سے پرندے سے اور معمولی سنگریزوں سے ہاتھیوں اور ان کے سواروں کو بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ اس واقعہ کو پڑھ کر کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ ان پرندوں کو کس نے یہ وحی کی تھی کہ وہ بیت اللہ کے دشمن پر حملہ کریں؟

حدیث شریف میں مذکور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ مومن کو بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بصیرت میں اضافہ کر دیتا ہے اور اس کے معاملات میں کشائش کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کے گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ (۳۵)

۳۵

شفا خدا کے ہاتھ میں ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شہر شیراز میں خسرہ کی وبا عام ہو گئی۔ شہر میں ایک حاذق

Presented by Ziaraat.Com

طبیب رہتا تھا جس کے پاس لوگ دور دراز سے دوا لینے آتے تھے۔ اسی طبیب کا اپنا بیٹا بیمار ہوا۔ طبیب نے بڑی توجہ سے اس کا معائنہ کیا اور اس نے ملیریا کی ادویات استعمال کرائیں۔ جب کہ حقیقت میں اسے ملیریا نہیں تھا بلکہ وہ خسرہ میں مبتلا تھا۔ چند روز بعد وہ بچہ اللہ کو پیارا ہو گیا۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ طبیب اور دوائی کی حیثیت وسائل سے زیادہ نہیں ہے۔ جب تک خدا نہ چاہے نہ طبیب فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی دوائی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ عقیدہ توحید کا یہ تقاضا ہے کہ انسان یہ اعتقاد رکھے کہ تمام تاثیرات خدا کے اختیار میں ہیں اور باقی سب وسائل ہی ہیں۔ (۳۶)

۳۶

دو بھائی

بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو سگے بھائی رہتے تھے۔ ایک کا نام "یہودا" دوسرے کا نام "پطرس" تھا۔ ان کے باپ نے موت کے وقت آٹھ ہزار دینار کا ترکہ چھوڑا تھا جس میں سے ہر بھائی کو چار چار ہزار دینار وراثت میں ملے۔

یہودا کے ہاتھ میں جیسے ہی باپ کی دولت آئی تو اس نے چند ہی دنوں میں وہ ساری دولت اللہ کی راہ میں فقراء و مساکین میں تقسیم کر دی۔ جب کہ پطرس نے اس رقم سے دو باغ خریدے جن میں ایک نہر چلتی تھی ان باغات میں ہر طرح کے پھل موجود تھے۔ باغات سے اسے خوب منافع حاصل ہوا اس نے بہت سے غلام خرید لئے اور باغ کے عین درمیان اپنے لئے ایک عظیم الشان محل تعمیر کرایا۔

Presented by Ziaraat.Com

یہودا کوایک دن ضرورتوں نے ستایا تو وہ قرض لینے کے لئے اپنے بھائی پطرس کے پاس آیا اور اس سے کچھ رقم بطور قرض مانگی۔

پطرس نے اسے کچھ دینے کی بجائے خوب ملامت کی اور کہا: تم تو زرے کو دن ہو۔تم نے والد سے ملنے والی دولت کو لوگوں میں ناحق بانٹ دیا ہے اور آج تم کوڑی کوڑی کے محتاج ہو چکے ہو۔جب کہ میں تمہاری طرح سے بے عقل نہیں تھا میں نے یہ باغات خریدے اور ان کے منافع سے یہ محل تعمیر کرایا ہے۔آج تم میری حالت دیکھ رہے ہو بھلا بتاؤ مالی طور پر مجھ سے زیادہ طاقتور اس علاقہ میں کون ہے؟''

یہودا نے جواب میں کہا: ''تجھے تیرے نفس نے دھوکا دیا ہے جس کی وجہ سے تو خدا کو بھول چکا ہے اور تجھے اپنی اصلیت یاد نہیں رہی۔اپنی خلقت پر نظر کر تو نجس قطرہ کی پیداوار ہے۔اللہ نے تجھے اس مقام پر پہنچایا ہے۔یہ تمام دولت اللہ کی ہے اور تو خدا کا مملوک اور غلام ہے۔اگر اللہ تجھے ان باغات سے فائدہ دینا چاہے تو تو ان سے مستفید ہو سکے گا ورنہ تجھے کوئی فائدہ نصیب نہ ہوگا۔''

وہ دن گزر گیا، یہودا خالی ہاتھ بھائی کے پاس سے لوٹا۔رات کے وقت ان باغوں پر آسمان سے بجلی گری جس سے دونوں باغ جل گئے اور محل بھسم ہوگیا۔

صبح کے وقت پطرس اپنے باغات دیکھنے آیا تو وہاں راکھ کے ڈھیر کے علاوہ کچھ بھی موجود نہ تھا۔یہ منظر دیکھ کر وہ سخت شرمندہ ہوا اور کف افسوس مل کر کہنے لگا: کاش میں نے خدا کو چھوڑ کر دولت کی پوجا اختیار نہ کی ہوتی۔کاش میں نے اللہ کا شریک نہ بنایا ہوتا۔

اس قصہ کا ماحصل یہ ہے کہ یہودا اپنے ایمان کی وجہ سے کامیاب ہوگیا اور پطرس دولت کی پوجا کرنے کی وجہ سے ناکام و نامراد ہوگیا(۳۷)

Presented by Ziaraat.Com

۳۷

بسم اللہ کی برکت

سید مرتضٰی عَلَم الھُدیٰ اپنے دور کے عظیم شیعہ عالم دین تھے آپ روزانہ کاظمین میں درس دیتے تھے جس میں اخلاقی موضوعات پر شیعی نقطہ نظر کو واضح کرتے اور اس کے دلائل وشواہد پیش کرتے تھے۔ آپ کے حلقہ درس میں طلباء کی ایک بڑی تعداد شرکت کرتی تھی۔

ان طلباء میں سے ایک طالب علم کا گھر بغداد میں تھا۔ اسے سید کے درس میں شامل ہونے کے لئے روزانہ دریائے دجلہ کے عارضی پُل سے گزرنا پڑتا۔ اس وقت بغداد اور کاظمین کے درمیان کوئی مستقل پُل موجود نہیں تھا۔ روزانہ صبح کے وقت عارضی پُل بنایا جاتا تھا جسے شام کے وقت ہٹالیا جاتا تھا۔ بغدادی طالب علم کے لئے اکثر وبیشتر ایسا اتفاق پیش آتا تھا کہ وہ دریا پر آتا تو ابھی پل نصب نہ ہوا ہوتا تھا اسے کئی گھنٹے پل کے نصب ہونے کا انتظار کرنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے وہ دیر سے درس میں شامل ہوتا تھا۔

سید مرتضٰی نے اس پر شفقت کی اور ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر اُس کے حوالے کیا اور فرمایا: آئندہ تم پل نصب ہونے کا انتظار نہ کرنا گھر سے نکل کر سیدھے دریا پر آنا اور بے خطر ہوکر دریا پر چلنا۔ ان شاء اللہ دریا تمہیں کوئی گزند نہ پہنچائے گا۔ مگر خیال رکھنا ہمارا یہ لکھا ہوا تعویذ تمہاری جیب میں ہونا ضروری ہے۔ اس طرح تم روزانہ تاخیر سے بچ جاؤ گے اور وقت پر یہاں پہنچ جاؤ گے۔

شاگرد نے استاد سے وہ تعویذ لیا اور دریا پر پہنچا اور خدا پر توکل کر کے دریا پر چلنا شروع کردیا تھوڑی ہی دیر میں اس نے دریا عبور کرلیا۔ پھر اس نے جھک کر اپنے پاؤں کی

Presented by Ziaraat.Com

طرف دیکھا تو اس کا جوتا تک بھی گیلا نہ تھا۔

اس طرح طالب علم کو کسی پل اور کشتی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ وہ روزانہ گھر سے نکلتا، دریائے دجلہ کی سطح پر چلتا ہوا سیدھا کاظمین آجاتا اور سید مرتضیٰ علم الھدیٰ کے حلقہ درس میں شامل ہو جاتا۔

وہ طالب علم کئی دن تک یوں ہی آتا جاتا رہا۔ ایک دفعہ تجسس کی عادت سے مجبور ہو کر اس نے تعویذ کو کھولا اور اسے پڑھا تو اس میں صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آیت لکھی ہوئی تھی۔

اس آیت مجیدہ کو دیکھ کر اسے تعجب ہوا اور دل ہی دل میں کہا کہ عجیب بات ہے کہ بسم اللہ میں اتنی برکت وقوت ہے جب کہ ہم تو روزانہ کئی بار یہ آیت پڑھا کرتے ہیں۔

دوسرا دن ہوا وہ حسب عادت دریائے دجلہ پر آیا اور جیسے ہی اس نے پانی پر قدم رکھا تو غوطے کھانے لگا۔ بڑی مشکل سے اس نے جان بچائی۔ پھر اس نے پل نصب ہونے کا انتظار کیا۔ جب پل نصب ہو گیا تو وہ اس کے ذریعہ کاظمین آیا اور سید کے حلقہ درس میں جا پہنچا۔

سید مرتضیٰ علم الھدیٰ نے اس سے فرمایا: کیوں خیریت تو تھی تم آج اتنی دیر سے کیوں آئے ہو؟

بغدادی شاگرد نے اپنا واقعہ انہیں سنایا۔ واقعہ سن کر سید مرتضیٰ علم الھدیٰ نے فرمایا: ''تم نے بسم اللہ شریف کو نگاہِ حقارت سے دیکھا جس کی وجہ سے اس کا اثر زائل ہو گیا۔''

جی ہاں! اللہ کے نام میں بہت زیادہ برکات مضمر ہیں لیکن ہمارے ایمان کمزور ہیں اور ہم یقین کی دولت سے محروم ہیں جس کی وجہ سے ہم ان برکات سے مستفید نہیں ہو رہے۔ (۳۸)

Presented by Ziaraat.Com

۳۸

کنوئیں کی پاتال میں

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک متقی مردمومن تاریک رات میں کسی صحرا سے گزر رہا تھا چلتے چلتے راستے میں ایک کنواں آیا جو اسے دکھائی نہ دیا وہ بیچارہ اس کنوئیں میں گر گیا۔

دن ہوا وہاں سے ایک قافلہ کا گزر ہوا تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا یہ کنواں خطرناک ہے اس میں کسی بھی وقت کوئی شخص گر سکتا ہے لہذا ہمیں اس کا دہانہ بند کر دینا چاہیے یہ سوچ کر وہ بھاری پتھر لے آئے اور اس سے انہوں نے کنوئیں کا منہ بند کر دیا کنوئیں کے اندر گرے ہوئے شخص کی تمام امیدیں منقطع ہوگئیں لیکن اس نے خدا کی رحمت پر بھروسہ رکھا اور دل میں سوچا اگر میری عمر باقی ہے تو اللہ تعالیٰ کسی قافلہ کو یہاں بھیج کر مجھے اس سے نجات دلائے گا اور اگر خدا نے میری موت اس کنوئیں میں ہی لکھی ہے تو کوئی بھی یہاں سے مجھے نکالنے نہیں آئیگا۔

پھر کچھ دنوں کے بعد اس مردمومن نے محسوس کیا کہ کوئی پتھر کو وہاں سے ہٹا رہا ہے جس کی وجہ سے مٹی نیچے گر رہی ہے۔ کچھ دیر بعد پتھر ہٹا تو ایک لمبی دُم والا جانور ظاہر ہوا اس نے اپنی دم کنوئیں میں لٹکائی۔

کنوئیں میں موجود شخص نے اس کی دم کو پکڑ لیا اور اس کا سہارا لے کر اوپر چڑھنے لگا اور آہستہ آہستہ وہ اوپر چڑھ آیا۔ اس کے بعد وہ جانور بھی کہیں چلا گیا۔

قارئین کرام! ہمیں خدا کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور اس سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں بھی حیرت وگمراہی کے گہرے کنوئیں میں سے نجات عطا فرمائے۔ ہم

Presented by Ziaraat.Com

جب تک وسائل کے چکر میں رہیں گے اس وقت تک اس گہرے کنوئیں سے نہیں نکل پائیں گے۔(۳۹)

۳۹

ابراھیم علیہ السلام کی ضیافت

حضرت ابراہیم علیہ السلام اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز تھے آپ اکیلے کھانا کھانے کے عادی نہیں تھے اگر ان کے ہاں کوئی مہمان نہ آتا تو آپ خود راستوں، چوراہوں پر کھڑے ہو جاتے تھے اور مسافروں کو کھانا کھانے کی دعوت دیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ مہمان تلاش کرنے کیلئے ایک شاہراہ پر گئے وہاں انہیں ایک ایسا مہمان ملا جو کافر تھا۔آپ نے اسے کھانا کھانے کی دعوت دی اور اس نے دعوت قبول کرلی۔آپ اسے اپنے مہمان خانہ لے آئے اور اس کے ہاتھ دھلائے اور پھر اس کے سامنے روٹی رکھی۔

مہمان نے جیسے ہی لقمہ توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اس سے فرمایا: دوست! کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔مہمان جو کہ کافر تھا اس نے کہا: میں کسی رب کو نہیں مانتا اور میں کسی کا نام لے کر ابتدا کرنے کا قائل نہیں ہوں۔

ابراہیمؑ نے بڑا اصرار کیا کہ بسم اللہ پڑھے لیکن مہمان اپنی ضد پر قائم رہا۔اس پر حضرت ابراہیمؑ نے کہا: پھر تم یہاں سے چلے جاؤ۔ہمارے پاس تمہارے لئے کوئی کھانا نہیں ہے۔

مہمان اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔اس وقت ابراہیمؑ پر اللہ کی وحی نازل ہوئی:

''ابراہیم!تم نے اپنے مہمان کو کیوں بھگایا؟ یہ پہلے دن سے ہی ہمارا منکر ہے مگر

Presented by Ziaraat.Com

ہم تو اسے ستر سال سے مسلسل رزق دے رہے ہیں۔ تمہارے دروازے پر تو یہ آج پہلی بار آیا ہے مگر تم نے اسے دھتکار دیا''۔

ابراہیمؑ کو اپنے طرزِ عمل پر شدید ندامت محسوس ہوئی اور آپ دوڑ کر مہمان کے پیچھے گئے اور اس سے اصرار کیا کہ وہ واپس آئے اور کھانا کھائے۔ کافر مہمان نے کہا: میں اس وقت تک واپس نہیں آؤں گا جب تک مجھے اس کا سبب نہ بتاؤ گے۔

ابراہیمؑ نے فرمایا: جس خدا کی محبت میں میں نے تجھے بھوکا اُٹھا دیا تھا اسی خدا نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ شخص روزِ اوّل سے ہی ہمارا منکر ہے مگر ہم نے اس کا رزق بند نہیں کیا اس کے حصہ کی روشنی بند نہیں کی، اس کی اولاد بند نہیں کی ہم تو ستر سال سے اسے رزق دے رہے ہیں آج یہ زندگی میں پہلی بار تمہارے پاس آیا ہے تم نے اسے دسترخوان سے اٹھا دیا۔ جاؤ اور اسے راضی کر کے کھانا کھلاؤ۔ میرا بندہ خواہ میرا نام لے یا نہ لے وہ بھوکا نہیں رہنا چاہیے اگر نبیؑ کے دروازے سے کوئی بھوکا چلا گیا تو یہ ہماری شانِ رزاقی کی توہین ہوگی۔''

جب کافر نے یہ بات سنی تو شرمندگی سے اسکی گردن جھک گئی اور کہنے لگا کہ ''میں بھی کتنا نالائق ہوں کہ اتنے عرصہ سے اتنے مہربان خدا سے غافل رہا''۔

اس کے بعد اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا شمار صالحین میں ہونے لگا۔ (۴۰)

۴۰

اللہ ہر چیز کا گواہ ہے۔

سہل شوستری کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ایک مشہور عارف باللہ انسان تھے۔ ان

Presented by Ziaraat.Com

کے متعلق بہت سی کرامات بھی مروی ہیں۔

ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ درجہ کیسے ملا؟

انہوں نے کہا: ''میرا بچپنا میرے ماموں کے پاس گزرا ہے۔ جب میں سات سال کا تھا کہ ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا مجھے پیشاب کی شدید ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں بستر سے اٹھا اور بیت الخلاء گیا۔ جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے اپنے ماموں کو دیکھا کہ ان کے سر پر عمامہ اور کندھے پر عبا تھی اور وہ نماز میں مشغول تھے۔

مجھے ان کی یہ حالت بہت اچھی لگی میں ان کے پہلو میں بیٹھ گیا نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہو جاؤ اور بستر پر لیٹ جاؤ۔'' میں نے کہا کہ مجھے آپ کی یہ ادا پسند آئی ہے اور میں یہاں آپ کے ساتھ بیٹھ کر آپ کو نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔''

انہوں نے کہا: نہیں تم اٹھو اور بستر پر آرام کرو۔ میں اٹھا اور سو گیا۔

پھر دوسری رات میں اسی وقت بیدار ہوا بیت الخلاء گیا اور جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے ماموں کو نماز میں مشغول پایا۔ میں پھر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ جب انہوں نے نماز مکمل کی تو مجھ سے کہا: اٹھو اور سو جاؤ۔

میں کہا: ماموں جان! جو ورد آپ کر رہے تھے میں بھی وہی ورد کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے مجھے قبلہ رو بٹھایا اور کہا: تم ''یَا حَاضِرُ یَا نَاظِرُ'' کا ورد کرو میں نے ''یَا حَاضِرُ یَا نَاظِرُ'' کا ورد کیا۔ اس بعد ماموں جان نے کہا کہ آج رات کیلئے اتنا ورد کافی ہے اب سو جاؤ۔

کئی راتوں تک میں میرا یہی معمول رہا میں ماموں کے پاس بیٹھ کر ''یَا حَاضِرُ یَا نَاظِرُ'' کا ورد کرتا۔ پھر میں نے وضو کرنا سیکھا اور باوضو ہو کر ماموں کے پاس بیٹھ کر ہر

Presented by Ziaraat.Com

رات سات مرتبہ ''یَا حَاضِرُ یَانَاظِرُ'' کا ورد کرتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ مجھے صبح خیزی کی عادت ہوگئی اور میں نماز شب کے وقت بیدار ہو کر اللہ کی تسبیح اور ذکر کرتا تھا۔ پھر نماز میں تسبیح اور ذکر کرتا تھا۔ پھر نماز کے بعد تسبیح اٹھا کر ماموں کے پاس بیٹھ جاتا تھا اور وہاں ''یا حاضر یا ناظر'' کی تسبیح پڑھتا تھا اور اس ورد کو میں جتنا پڑھتا گیا مجھے اپنے اندر ارتقاء کا احساس ہوتا گیا یہاں تک کہ خدا نے مجھے موجودہ مقام عطا فرمایا ہے۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا تھا:

ہر آن کہ غافل از حق یک زمان است

درآن دم کافر است اما نہان است

(جو شخص بھی ایک لمحہ کے لئے خدا سے غافل ہے اس وقت وہ کافر ہے مگر اس کا کفر پوشیدہ ہے۔)

میں تمام والدین سے گزارش کرتا ہوں کہ خدارا اپنی اولاد کے سامنے یہ مفاہیم بیان کرو اور انہیں بتاؤ کہ خدا ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور وہ تمہارے ہر عمل سے واقف ہے اور جہاں بھی چلے جاؤ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

یہ بات کسی منطقی برہان کی محتاج نہیں ہے۔ بچے کی فطرت اس کی ادراک وفہم کے لئے آمادہ ہوتی ہے۔ ضرورت بس اس بات کی ہے آپ اپنی اولاد کو ذکر خدا سے غافل نہ ہونے دیں۔ (۴۱)

۴۱

خدائی نعمات بے شمار ہیں

عبدالملک بن مروان ظالم، ستم گر اور ایک خونخوار اموی خلیفہ تھا۔ ایک بار اس نے

Presented by Ziaraat.Com

امام سجادؑ کو تکلیف دینے کی غرض سے اپنے دربار میں طلب کیا۔ جب امامؑ اس کے دربار میں داخل ہوئے تو اس نے دیکھا کہ عبادت نے آپ کو لاغر کر دیا تھا اور کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا تن نازنین خشک لکڑی کی مانند ہو چکا تھا۔ آپ کی آنکھیں دھنس چکی تھیں، کثرت سجود کی وجہ سے آپ کی پیشانی زخمی تھی اور آپ کی کمر خمیدہ ہو چکی تھی۔

جب عبدالملک نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو وہ بہت متاثر ہوا اور اس نے کہا:

فرزند رسول! آپ اپنے آپ کو عبادت میں کیوں تھکا رہے ہیں جب کہ آپ کے لئے جنت میں ایک مقام مخصوص ہے اور رسول اکرمؐ آپ کی شفاعت کیلئے موجود ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''خدا گواہ ہے اگر عبادت سجود کی وجہ سے میرے جسم کے ٹکڑے کیوں نہ ہو جائیں اور میری آنکھیں کیوں نہ نکل پڑیں پھر بھی اللہ کی نعمات کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ کی نعمات لاتعداد ہیں۔''

کسی شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

مواهب الله عندی جاوزت املی: ولیس یبلغها قولی ولا عملی

(میری آرزو سے بڑھ کر مجھ پر خدا کی نعمات ہیں جن کا شکر میرے قول و فعل سے نہیں ہوسکتا۔)(۴۲)

۴۲

آخری امید

ایک دن امام حسن عسکری علیہ السلام نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شریف کی تفسیر کرتے ہوئے اپنے اصحاب سے کہا: ''اللہ'' اس ذات کو کہا جاتا ہے جس کی طرف

Presented by Ziaraat.Com

ضرورتوں اور مشکلات کے وقت تمام مخلوق رجوع کرے اور جب تمام ظاہری وسائل واسباب ٹوٹ جائیں اور کوئی امید نہ ہو تو اس عالم میں جس کی امید ہو اس ذات کو "اللہ" کہتے ہیں۔

"بسم اللہ" کا مفہوم یہ ہے کہ میں اپنے تمام معاملات میں اس اللہ سے مدد چاہتا ہوں جس کے علاوہ کسی کو عبادت زیب نہیں دیتی۔ اس سے جب فریاد کی جائے تو فریاد رسی کرتا ہے اور جب اسے پکارا جائے تو مدد کرتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا: فرزند رسول! آپ مجھے "اللہ" کے متعلق رہنمائیں فرمائیں کیونکہ کج بحث افراد نے مجھے حیران و پریشان کر دیا ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے اس سے فرمایا: بندہ خدا! کیا تو کبھی کشتی پر بھی سوار ہوا ہے؟

اس شخص نے کہا: جی ہاں۔

آپ نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ سمندر کے بیچ میں کشتی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی ہو جہاں تمہاری مدد کے لئے دوسری کشتی بھی موجود نہ ہو اور تیرنے سے بھی نجات کی امید نہ ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں؟

آپؑ نے فرمایا: جب تمہارے سہارے ٹوٹ چکے تھے تو کیا اس وقت بھی تمہارے دل میں یہ بات پیوست تھی کہ ایک چیز ایسی بھی ہے جو تجھے ہلاکت سے بچا سکتی ہے؟

اس شخص نے جواب دیا: جی ہاں۔

امامؑ نے فرمایا: اسی چیز کو "اللہ" کہا جاتا ہے جو اس وقت بھی نجات دینے کی

Presented by Ziaraat.Com

قدرت رکھتا ہے جہاں کوئی نجات دینے والا نہیں ہوتا اور وہ اس وقت بھی مدد کر سکتا ہے جہاں کوئی دوسرا مددگار نہیں ہوتا۔ (۴۳)

۴۳

بھوک اور موت

اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مشہور پیٹو انسان تھا وہ کھاتے کھاتے تھکتا نہ تھا اور کہتا تھا کیا کروں اب بھی بھوک باقی ہے۔

اس کے پیٹو پن کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ آیا اور کچھ دن وہاں قیام پذیر رہا۔ اس کے ناشتہ کے لئے روزانہ اسی مرغیاں ذبح کی جاتی تھیں پھر بھی کہتا تھا کہ میں اب بھی بھوکا ہوں۔

ایک دن وہ حمام میں گیا۔ کچھ دیر حمام میں رہنے کے بعد وہ باہر آیا تو چیخ کر کہا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز موجود ہے تو جلد میرے پاس لاؤ۔

اس کے دسترخوان کے انچارج نے کہا: آپ کے ناشتہ کے لئے میں نے تین بکرے ذبح کرائے ہیں جو کچھ دیر بعد پک جائیں گے۔

سلیمان نے کہا: میں بھوک سے مر رہا ہوں جلد از جلد میرے کھانے کیلئے کچھ لاؤ۔

دسترخوان کا انچارج بھاگ کر باورچی خانہ میں گیا اس نے تین بکروں کے جگر اور دل نکالے اور انہیں آگ پر تیزی سے بھوننا شروع کیا۔ اتنے میں خلیفہ کی گرجدار آواز بلند ہوئی: جو کچھ ہے لے آؤ اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو۔

Presented by Ziaraat.Com

چنانچہ دستر خوان کا انچارج بکروں کے جگر اور دل اس کے سامنے لے آیا حالانکہ وہ ابھی پکے نہیں تھے۔ خلیفہ بڑی بے صبری سے ندیدوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا۔ گوشت گرم تھا لہٰذا ٹھنڈا کرنے کے لئے وہ اپنی آستین سے اسے ہوا دینے لگا۔ اس وجہ سے اس کی آستین پر گوشت کے داغ پڑ گئے حالانکہ اس وقت اس نے انتہائی قیمتی شاہی لباس پہنا ہوا تھا۔

عجیب بات یہ ہے کہ بنی امیہ کی حکومت کے زوال کے بعد ایک دن ہارون الرشید نے اموی حکومت کے عجائبات دیکھنے کے لئے خزانہ کھلوایا۔ اس نے دیکھا کہ خزانہ میں اموی دور کے بے شمار ہیرے جواہرات اور قیمتی دھاتیں موجود ہیں۔ اس خزانہ میں اس نے ایک قمیض دیکھی جسے سونے کی تاروں سے بنا گیا تھا اور اس پر انتہائی نفیس اور قیمتی جواہر ٹکے ہوئے تھے لیکن اس کی آستین پر چربی کے داغ تھے۔

ہارون الرشید نے خزانہ کے انچارج سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: یہ سلیمان بن عبدالملک کی قمیض ہے۔ پھر اس نے اس کا سارا واقعہ بیان کیا۔

قارئین کرام! آپ کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ سیر و سیراب ہونا بھی خدا کے ہاتھ میں ہے اگر خدا آپ کو سیراب نہ کرنا چاہے تو آپ سو گلاس پی کر بھی پیاسے ہی رہیں گے اور اگر آپ کو سیراب کرنا چاہے تو ایک گلاس آپ کے لئے کافی ہے اور یہ کبھی نہ کہیں کہ کھانے سے انسان کی بھوک مٹ جاتی ہے۔ ہاں جب خدا چاہے کہ طعام مفید ثابت ہو، ہضم ہو اور جسم کا جزو بنے تو پھر طعام سے بھوک مٹ جائے گی۔ ورنہ آپ بھی معاویہ اور سلیمان بن عبدالملک کی طرح سے ہر وقت کھاتے ہی رہیں گے لیکن سیر ہونے نہ پائیں گے۔ (۴۴)

Presented by Ziaraat.Com

۴۴

مصیبت پر خدا یاد آیا

رضا خان پہلوی نے ایک شخص کو اپنا وزیر مقرر کیا تھا۔ وہ بھی شاہ کی طرح سے انتہائی خبیث اور مغرور انسان تھا۔ اور وہ کہا کرتا تھا کہ میرے پاس خدا کے وجود کے خلاف ایک سو دلیلیں ہیں۔

اس ذلیل شخص نے یہ تک نہیں سوچا تھا کہ وہ پہلے کچھ نہ تھا پھر بنا اور ایک عرصہ بعد اس کے نام و نشان مٹ جائے گا اور وہ کچھ بھی نہیں رہے گا اگر وہ یہ بات سوچتا تو خدا کے وجود کا انکار نہ کرتا اور چند روزہ دنیاوی اقتدار کی وجہ سے مالک الملک کی نافرمانی نہ کرتا۔

بہرنوع کچھ دن تک اس نے شاہی ٹھاٹ باٹ سے دن بسر کئے پھر اس پر زوال آ گیا۔ اس نے گندم کی بہت بڑی مقدار غیر قانونی طور پر ملک سے باہر بھجوائی۔ اس کے علاوہ بھی اس کی بہت سے خیانتیں منظر عام پر آئیں۔ جب اس کی بددیانتی کی مثالیں زبان زد خاص و عام ہو گئیں تو شاہ نے اس سے آنکھیں پھیر لیں اور اسے اس کے عہدہ سے معزول کر کے جیل بھیج دیا۔

ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ جب وہ ''قزل قلعہ'' میں قید تھا تو میں نے اس سے ملاقات کی وہ انتہائی بجھا بجھا سا دکھائی دیا۔ میں نے اس سے کہا: تم ایک عرصہ قبل یہ دعویٰ کرتے تھے کہ تمہارے پاس خدا کے وجود کی نفی کیلئے ایک سو دلائل موجود ہیں۔ اب بتاؤ اس وقت تمہارے پاس کتنے دلائل باقی ہیں؟ اگر کچھ دلائل باقی ہیں تو مجھے بھی ان سے آگاہ کرو۔

اس نے کہا: یہ سچ ہے کہ نفی خدائی میرے پاس ایک سو دلیلیں تھیں لیکن وجود خدا

Presented by Ziaraat.Com

کی ایک ایسی دلیل میرے سامنے آئی ہے جس کے سامنے میرے ایک سو دلیلوں کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔

خدا کے وجود کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کل تک میں ملک کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھا اور آج میں ایک بے بس اور لاچار قیدی ہوں اور اپنے سیاہ مقدر کو رو رہا ہوں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کا ایک رب ہے جس کے ہاتھ میں لوگوں کی تقدیر ہے اور وہ حالات تبدیل کرتا رہتا ہے۔ شاہوں کو گدا اور گداؤں کو شاہ بناتا ہے۔ (۴۵)

۴۵

کافر تاجر

یہ آج سے تیس، چالیس سال پہلے کا واقعہ ہے کہ شیراز میں ایک تاجر رہتا تھا جو ظاہری طور پر خود کو مومن کہلاتا تھا اور بظاہر نماز روزے کا بھی پابند تھا لیکن بعد کے حالات سے ثابت ہوا کہ اس کی نماز بے روح تھی اور اس میں کوئی جان نہیں تھی۔

ہوا یہ کہ وہ تاجر قلاش ہو گیا اور اس پر ایسی نوبت آئی کہ وہ کاروبار چھوڑ کر گھر میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ میں کب تک گھر کا سامان بیچ کر خورد و نوش کا سامان حاصل کرتا رہوں گا۔ گھر کا سامان بیچ کر زیادہ سے زیادہ تین سال کا عرصہ بسر ہو سکے گا۔ اسکے بعد میں کیا کروں گا۔ کیا تین سال بعد میں گلیوں میں بیٹھ کر بھیک مانگوں گا؟

یہ سوچ کر وہ بہت پریشان ہوا اور اس نے خودکشی کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے کہیں سے زہر حاصل کیا اور اسے کھا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا یہ تاجر زندگی میں بظاہر نمازی

Presented by Ziaraat.Com

بنا تھا لیکن وہ خدا کی قضا و قدر کا منکر تھا اسی لئے اس کا خاتمہ کفر پر ہوا کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوسی کفر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولا تایئسوا من روح الله انه لا یا یئس من روح الله الا القوم الکافرون۔ سورہ یوسف۔ ۸۷۔

(اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ کیونکہ کافر ہی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔ مایوسی گناہ کبیرہ ہے۔ جو شخص خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ کافر ہو کر مرتا ہے۔ (۴۶)

۴۶

ایک بت پرست ھندو

ایک سیاح نے اپنے سفر نامہ میں لکھا: میں سیر و سیاحت کے سلسلہ میں ہندوستان گیا اور وہاں کچھ عرصہ قیام کیا۔ قیام ہند کے دوران میں ایک قصاب کے پاس گوشت لینے کے لئے گیا جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ گوشت کے خریداروں کی اس دکان پر قطار بنی ہوئی تھی اور وہ ہر شخص کو باری باری گوشت دے رہا تھا۔ میں نے وہاں ایک عجیب چیز دیکھی وہ جب بھی کسی گاہک کو گوشت دیتا تو گوشت دینے سے پہلے اپنے پاس رکھے ہوئے رومال کا ایک سرا اٹھاتا اور اس میں کوئی چیز رکھی تھی وہ اسے دیکھتا بعد میں گوشت کا وزن کرتا تھا۔ وہ ہر بار ایسا ہی کرتا۔ میں نے اپنی باری پر اس سے گوشت لیا۔ جب میں گوشت لے چکا تو میں نے اس سے پوچھا کہ بھائی رومال میں کیا چیز رکھی ہے تم ہر وقت اس کا سرا اٹھا کر اسے دیکھتے ہو پھر گوشت تولتے ہو؟

اس نے کہا: ''بھائی! میں بت پرست ہوں اور اس رومال میں میرا وہ بت ہے

Presented by Ziaraat.Com

اور جب کبھی بارش برسنا ہوتو وہ وقت سے پہلے گھر میں چلا آتا ہے اور آج رات کتا چکی گھر میں چلا آیا اور میں نے اسے باہر جانے کے لئے جتنا بھی دھکیلا وہ باہر نکلنے پر آمادہ نہیں ہوا تھا۔اسی سے میں نے سمجھ لیا تھا کہ آج رات تیز بارش ہونے والی ہے۔

قارئین کرام! خدارا بتائیں ایک کتے میں چھٹی حس کسی نے رکھ دی تھی کہ اسے بارش کے آنے کا قبل از وقت علم ہو جاتا تھا۔ یہ سب خدا کی دین ہے کہ اس نے جانوروں میں تیز چھٹی حس رکھ دی ہے جس کی وجہ سے انہیں بہت سے واقعات کا قبل از وقت علم ہوتا جاتا ہے۔(۴۸)

عرض مترجم۔حضرت شہید محراب نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ جانوروں کی چھٹی حس انسانوں سے کہیں تیز ہوتی ہے۔ابھی حال میں بحر ہند میں سونامی طوفان آیا تھا جس سے مشرق بعید سے لے کر افریقہ تک بہت سے ممالک متاثر ہوئے اور سمندری پانی میں ڈوب گئے اور لاتعداد انسان چشم زدن میں سمندری لہروں میں بہہ گئے۔

سونامی اترنے کے بعد جب ماہرین کی بین الاقوامی ٹیمیں وہاں گئیں تو انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ لاتعداد انسانوں کے لاشے پانی پر تیر رہے تھے مگر ایک بھی جنگلی جانور کا لاشہ وہاں موجود نہیں تھا جس سے ماہرین نے یہ اندازہ لگایا کہ جانوروں کی چھٹی حس بہت تیز ہوتی ہے انہیں قدرت نے طوفان آنے سے پہلے طوفان کی آمد سے خبردار کر دیا تھا اسی لئے وہ متاثرہ علاقوں سے قبل از وقت چلے گئے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

۴۸

اللہ کے احسان اور بندوں کی روش

شہر بہبھان کے امام جمعہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ کچھ عرصہ قبل میں نے حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ کا سفر کیا۔ میں مکہ میں قیام پذیر تھا ایک دن اپنے ہوٹل سے نکل کر مسجد الحرام کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں خدا نے مجھے ایک سخت اور یقینی حادثہ سے بال بال بچایا۔ جب میں مسجد الحرام کے قریب پہنچا تو وہاں ایک پھل فروش کی دوکان تھی جس میں انواع واقسام کے تربوز رکھے ہوئے تھے۔ میں نے دوکاندار سے کہا: بھائی آپ تربوز کیسے بیچ رہے ہیں؟

دوکاندار نے کہا: جناب ہمارے پاس مختلف اقسام کے تربوز ہیں ان میں سے کچھ سستے ہیں اور کچھ مہنگے ہیں۔

میں نے کہا: بھائی فی الحال تو میں حرم پاک جا رہا ہوں۔ جب وہاں سے واپس آؤں گا تو آپ سے کچھ تربوز خریدوں گا۔ یہ کہہ کر میں حرم پاک میں داخل ہوا اور وہاں نماز پڑھی۔ نماز کے دوران میں سوچنے لگا کہ مجھے کس قسم کا تربوز خریدنا چاہیے۔ اور کتنے تربوز خریدنے چاہئیں۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا اور مسجد الحرام سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو ایک شخص میرے قریب آیا اور اس نے بڑی رازداری سے میرے کان میں کہا: اللہ نے تم پر احسان کیا، اس نے تمہیں موت سے بچایا اس کے باوجود کیا تمہیں یہ بات زیب دیتی ہے کہ اللہ کے گھر میں نماز پڑھتے ہوئے تربوز کے خیال میں ڈوبے رہو!!!

جیسے ہی میں نے الفاظ سنے تو میں پورا وجود کانپ اٹھا۔ میں نے اللہ سے معافی

Presented by Ziaraat.Com

مالی نے جواب دیا: تم چیخ کیوں رہے ہو۔ یہ ڈنڈا بھی خدا کا پیدا کردہ ہے اور میرے ہاتھوں کو بھی خدا نے بنایا ہے اور میں بھی اللہ کا بندہ ہوں اور تیرا بدن بھی خدا کا پیدا کردہ ہے۔ اب میں تجھ سے جو بھی سلوک کروں تجھے اس سے کیا مطلب ہے؟!!! (۵۱)

۵۱

خدا کی حکمت

یہ آج سے ساٹھ برس پہلے کی بات ہے کہ گرمیوں میں ایک مرتبہ ایسی لُو چلی جس کی وجہ سے درخت سوکھ گئے اور ایک بھی پھلدار درخت باقی نہ رہا۔

ایک شخص نے جیسے ہی گرم لُو کے جھونکے محسوس کئے تو اس نے اپنے گھر میں موجود ایک پھلدار درخت کو کپڑوں سے چاروں اطراف سے ڈھانپ دیا۔ جسکی وجہ سے وہ درخت جلنے سے محفوظ رہا، موسم پر اس کے پھول کھلے کچھ عرصہ بعد اس کا پھل پک کر تیار ہو گیا۔

اس شخص نے اس کے پھل کو اپنے دوستوں رشتہ داروں کے پاس بطور تحفہ بھیجا۔ جس جس نے بھی پھل کھایا اسے پیچش شروع ہوگئی اور تھوڑے عرصے بعد مر گیا لیکن جنہوں نے ابھی تک پھل نہیں کھایا تھا وہ بچ گئے۔

اس واقعہ سے لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ نے گرم لُو بھیج کر درختوں کو اس لئے خشک کر دیا تھا تا کہ لوگ ان کا پھل کھا کر وبا کا شکار نہ ہوں۔ اور یوں اللہ تعالیٰ نے چھوٹے نقصان کے ذریعہ سے لوگوں کو بڑے نقصان سے بچالیا۔ (۵۲)

Presented by Ziaraat.Com

۵۲

فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنابندی

ایک امریکی خاتون نے ایک ایسے شہر میں اسلام قبول کیا جہاں کوئی دوسرا مسلمان نہیں رہتا تھا۔ جب صحافیوں نے اس سے اسلام قبول کرنے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا: ''میرا تعلق ایک عیسائی گھرانے سے ہے۔ میرے گھر میں کبھی کسی نے اسلام کا نام بھی نہیں لیا تھا اور نہ انہیں اسلام کے متعلق کوئی معلومات حاصل تھیں۔ میں بچپن سے ہی عجیب مزاج کی لڑکی تھی۔ ہمارے ہاں عورتیں بے پردہ رہتی ہیں جب کہ میں بے پردہ ہونے کو اپنے لئے عیب تصور کرتی تھی۔ میں ہمیشہ مکمل لباس پہنتی تھی اور کبھی بھی منی اسکرٹ جیسا لباس نہیں پہنا تھا۔

ایک رات میں سوئی ہوئی تھی تو خواب میں مجھے ایک عالم دین کی زیارت ہوئی جس کے کندھے پر ایک خصوصی عبا رکھی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ سرزمین مشرق سے آرہا ہے۔ پھر اس نے مجھے ایک کتاب دکھائی اور مجھ سے کہا: ''تمہاری سعادت اور نجات کا راز اس کتاب میں مضمر ہے۔

جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں اس خواب کے متعلق سوچنے لگی اور پورے تین برس تک میں مختلف کتب خانوں پر اس کتاب کو ڈھونڈتی رہی لیکن وہ کتاب مجھے کہیں سے دستیاب نہ ہوئی۔ ایک دن ایک ہندی مسلمان سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟

Presented by Ziaraat.Com

اس نے کہا: میں ہندوستان سے آیا ہوں اور میں مسلمان ہوں۔

میں نے اسے اپنا خواب سنایا۔ میرا خواب سننے کے بعد اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس ایک کتاب نکال کر مجھے دی۔ جب میں نے اس کتاب کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ تو وہی ہے جو مجھے دکھائی گئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب ہے؟

اس نے کہا کہ یہ قرآن ہے اسے اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے۔

پھر اس نے وہ کتاب مجھے ہدیہ کردی۔ میں نے اس کا انگلش ترجمہ تلاش کیا تو وہ بھی مجھے مل گیا۔ جب میں نے اس کا مطالعہ کیا تو مجھے یوں لگا کہ اس میں وہی امور ہیں جن کے لئے میری روح مدت سے بے چین تھی اور میری فطرت وعقل کو اس کا مدت سے انتظار تھا۔

قارئین کرام! اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی خصوصی ہدایت کیسی ہوتی ہے۔ خدا کو جس کی خیر وعافیت مطلوب ہوتی ہے وہ اسے اپنے دین کی آشنائی عطا کرتا ہے اور خدا ہدایت کے کسی سچے طلبگار کو حیرانی وسرگردانی کے حوالے نہیں کرتا۔ اس کے لئے غیبی تائید کرتا ہے اور اس کیلئے ایسے اسباب فراہم کردیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے لئے ہدایت کا راستہ آسان ہوجاتا ہے۔ (۵۳)

Presented by Ziaraat.Com

۵۳

خالی دوکان

مدینہ طیبہ میں ایک شیعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ مولا! میں غربت وافلاس میں مبتلا ہو چکا ہوں۔

آپ نے فرمایا: جب کوفہ جاؤ تو ایک دوکان کرائے پر لے کر وہاں بیٹھ جاؤ۔

اس نے کہا: مولا! دوکان تو کرایہ پر حاصل کرلوں گا لیکن اس میں سامان کہاں سے آئے گا؟

آپ نے فرمایا: یہ سوچنا تمہاری ذمہ داری نہیں ہے۔ تم اللہ کی رحمت کا سہارا لے کر دوکان میں بیٹھ جاؤ۔ جس خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تمہیں کبھی فراموش نہیں کرے گا۔

وہ شخص اپنے گھر واپس آیا اور اس نے حضرتؑ کے فرمان کے مطابق ایک دوکان کرایہ پر لے لی اور خالی دوکان میں بیٹھ گیا۔ چند روز بعد ایک شخص اس کے پاس آیا اور کہا: بھائی میرے پاس عمدہ قسم کا سامان موجود ہے۔ کیا آپ وہ فروخت کر دیں گے؟

اس نے کہا: جی ہاں لیکن میں ذاتی طور پر آپ کا سامان خرید نہیں سکتا کیونکہ میرے پاس رقم نہیں ہے۔

اس شخص نے کہا: کوئی بات نہیں۔ تم میرا سامان بیچ دو۔ اس کی اصل مجھے دے دینا اور اس سے جو منافع حاصل ہو وہ تم رکھ لینا۔

پھر اس شخص نے اپنا سامان اس کی دوکان میں بھجوا دیا جو کہ چند دنوں میں بک گیا اور اس سے اچھا خاصا منافع حاصل ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر ایک اور شخص نے اپنا سامان اس کی دوکان پر رکھوایا وہ بھی اچھے خاصے منافع پر بک گیا اور یوں کچھ دنوں میں اس کے پاس معقول رقم جمع ہوگئی جس سے اس نے ذاتی کاروبار شروع کیا اور اس کے حالات بہتر ہو گئے۔(۵۴)

۵۴

ماں کی ممتا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایک اعرابی آپ کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں دیکھا کہ ایک کبوتری نے بچے دیئے ہوئے تھے۔ اس نے کبوتری کے بچے اٹھالئے اور دل میں کہا یہ بچے آنحضرتؐ کی خدمت بطور تحفہ پیش کروں گا۔

جب کبوتری نے اپنے بچے ایک انسان کے ہاتھ میں دیکھے تو وہ بڑی مضطرب ہوئی اور اس کے سر پر چکر کاٹنے لگی۔

وہ شخص مدینہ پہنچا اور مسجد نبوی میں گیا۔ آنحضرتؐ کی زیارت کا شرف حاصل کی اور کبوتری کے بچے آپ کی نذر کیئے۔

کبوتری نے جیسے ہی اپنے بچوں کو دیکھا تو وہ تیزی سے زمین پر اتری اور بچوں کے گرد چکر لگانے لگی۔ پھر وہ اڑی اور کچھ دیر بعد واپس آئی تو اس کی چونچ میں غذا تھی جسے اس نے چوزوں کے سامنے ڈالا اور اڑ گئی۔ پھر کچھ دیر بعد دوبارہ آئی اور اپنے چوزوں کے سامنے غذا ڈالی۔

اس منظر کو رسول اکرمؐ اور دوسرے تمام صحابہ کرام نے دیکھا۔ رسول اکرمؐ نے

Presented by Ziaraat.Com

اپنے صحابہ سے فرمایا: تم نے دیکھا کہ ایک کبوتری کو اپنے چوزوں سے کتنی محبت ہے؟

صحابہ نے کہا: بے شک یا رسول اللہ! آج ہم نے ماں کی ممتا کا یہ عجیب پہلو دیکھا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث کیا ہے تم نے ممتا کو جو شفقت دیکھی ہے اللہ اس کی بہ نسبت ہزاروں گنا اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

یہ سن کر صحابہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ کبوتری کے بچے آزاد کر دیئے جائیں۔ (۵۵)

۵۵

زندیق کا شبہ اور امامؑ کا جواب

ہشام بن الحکم امام جعفر صادق علیہ السلام کے ذہین ترین مشہور شاگرد تھے امام علیہ السلام سے بڑی محبت کیا کرتے تھے، دشمنان دین سے مباحثہ کرنے میں انہیں خصوصی ملکہ حاصل تھا اور وہ فن مناظرہ میں استاد مانے جاتے تھے کہ اپنے اعلیٰ استدلال کی وجہ سے مخالفین کو خاموش کرا دیتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کے پاس ایک زندیق (دہریہ) آیا اور ان کے اور زندیق کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوئی:

زندیق: کیا تیرا رب ہے؟

ہشام: جی ہاں۔

Presented by Ziaraat.Com

زندیق: کیا وہ قادر ہے یا بے اختیار ہے؟

ہشام: وہ قادر ہے۔

زندیق: اچھا یہ بتاؤ کیا تمہارے خدا میں یہ قدرت ہے کہ وہ پوری دنیا کو ایک انڈے میں اس طرح سے بند کردے کہ نہ تو دنیا چھوٹی ہو اور نہ ہی انڈہ بڑا ہو؟

ہشام: اس کے جواب کے لئے مجھے مہلت چاہیے۔

زندیق: میں نے تمہیں ایک سال کی مہلت دی ہے جاؤ اور اس کا جواب سوچ کر مجھے بتاؤ یہ کہہ کر وہ زندیق چلا گیا۔ ہشام نے گھر چھوڑا، سواری پر سوار ہوئے، کوفہ سے مدینہ منورہ آئے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے در اطہر پر پہنچے۔

امام علیہ السلام نے پوچھا: ہشام خیریت ہے کہ حج کے زمانے کے علاوہ یہاں آئے ہو؟

ہشام نے کہا: مولا! بات یہ ہے کہ ابوشاکر دیصانی نے میرے سامنے ایسا مشکل مسئلہ پیش کیا ہے جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اس سوال کا جواب خدا اور رسول کے بعد آپ ہی دے سکتے ہیں۔ اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مسئلہ بیان کرو۔

ہشام نے پورا مباحثہ آپ کو سنایا۔ جب امام علیہ السلام ان کا مباحثہ سن چکے تو آپ نے ہشام سے فرمایا: ہشام! تمہارے حواس کتنے ہیں؟

ہشام: میرے پانچ حواس ہیں۔

امامؑ: ان میں سے چھوٹا حاسہ کون سا ہے؟

ہشام: وہ آنکھ ہے۔

امامؑ: آنکھ میں نور کا حصہ کتنا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

ہشام: وہ انتہائی کم ہے اور وہ ایک عدسہ کے برابر ہے۔

امامؑ: اچھا اوپر، نیچے اور دائیں بائیں دیکھو اور مجھے بتاؤ تمہیں کیا دکھائی دے رہا ہے۔

ہشام نے چند لمحات ادھر ادھر دیکھا اور کہا: مولا! مجھے آسمان، زمین، مکانات، محلات، پہاڑ اور نہریں اور جنگلات دکھائی دیتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جس ذات نے ان تمام اشیاء کو ایک عدسہ میں داخل کیا ہے کہ نہ تو عدسہ پھیلا اور نہ ہی چیزیں سکڑیں، وہ ذات اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ پوری دنیا کو ایک انڈے میں اس طرح سے داخل کرے کہ نہ تو انڈہ پھیلے اور نہ ہی دنیا سکڑے (۵۶)

جب کوئی جاہل چاہے کہ تمہیں راہِ صواب اور جادۂ حق سے ہٹائے تو تم یہی دلیل اس کے سامنے رکھنا اور اس سے کہنا: بیشک باز رہنے اور قدرت نہ رکھنے میں فرق ہے کُو کُل عالم کا انڈے میں داخل ہونا محال عقلی ہے لیکن یہ رکاوٹ صرف اس کی ذات کی حد میں ہے۔ پس کیا اس امکان کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ عالمِ ہستی کی چھوٹی بڑی چیز آنِ واحد میں ایک چھوٹے سے انڈے میں قرار پکڑ لے؟ کیا ممکن ہے کہ جو چیز ضخامت اور وسعت کی صفتوں سے پہچانی جائے وہ یکلخت چھوٹی اور کمزور ہو جائے؟

۵۲

حکیم جالینوس

جالینوس اپنے دور کا مشہور حاذق طبیب اور بہت بڑا عالم تھا۔ ایک دن بیٹھے بٹھائے اس کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا کہ خدا نے غلاظت میں پلنے والے سیاہ

Presented by Ziaraat.Com

بھونرے کو کیوں پیدا کیا؟ اس غلیظ بھونرے کی پیدائش کا بھی کوئی فائدہ ہے۔ آخر اللہ نے بے فائدہ اشیاء کیوں پیدا کیں؟

کافی عرصہ جالینوس اس وہم میں گرفتار رہا۔ پھر قدرت کی طرف سے ایسا ہوا کہ اس کی آنکھوں میں درد شروع ہوا۔

جالینوس اگرچہ خود بہت بڑا طبیب تھا لیکن اپنی تمام تر کوشش کے باوجود اپنی آنکھ کا درد ختم نہ کرسکا۔ دوسرے اطباء نے بڑی کوشش کی لیکن اس کی آنکھ کا درد ختم ہونے میں نہ آیا۔

ایک دن ایک بڑھیا جالینوس کے پاس آئی اور اس سے کہا کہ میرے پاس ایک پڑیا موجود ہے جو کہ آنکھوں کیلئے بڑی مفید ہے خاص طور پر درد چشم کے لئے اکسیر ہے۔

جالینوس نے کہا: آپ مہربانی کر کے وہ دوائی میری آنکھوں میں لگائیں۔

عورت نے سلائی سے وہ دوائی اس کی آنکھوں میں لگائی۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کا درد ختم ہوگیا اور جالینوس کو آرام آگیا۔ اس کے بعد جالینوس نے اس بڑھیا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم نے یہ لاجواب دوائی کس چیز سے بنائی ہے؟

عورت نے کہا: گوبر میں پائے جانے والے سیاہ بھونرے کو میں نے پکڑ کر مارا پھر اسے دھوپ میں خشک کیا اس کے بعد میں نے اسے کوٹا اور یہ وہی دوائی ہے۔ جو میں نے تیری آنکھوں میں لگائی ہے۔

جب جالینوس نے یہ جواب سنا تو حیران رہ گیا اور اسے معلوم ہوگیا کہ خدا نے کوئی چیز بے کار اور بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ (۵۷)

Presented by Ziaraat.Com

بھونرے کو کیوں پیدا کیا؟ اس غلیظ بھونرے کی پیدائش کا بھی کوئی فائدہ ہے۔ آخر اللہ نے بے فائدہ اشیاء کیوں پیدا کیں؟

کافی عرصہ جالینوس اس وہم میں گرفتار رہا۔ پھر قدرت کی طرف سے ایسا ہوا کہ اس کی آنکھوں میں درد شروع ہوا۔

جالینوس اگر چہ خود بہت بڑا طبیب تھا لیکن اپنی تمام تر کوشش کے باوجود اپنی آنکھ کا درد ختم نہ کر سکا۔ دوسرے اطباء نے بڑی کوشش کی لیکن اس کی آنکھ کا درد ختم ہونے میں نہ آیا۔

ایک دن ایک بڑھیا جالینوس کے پاس آئی اور اس سے کہا کہ میرے پاس ایک پڑیا موجود ہے جو کہ آنکھوں کیلئے بڑی مفید ہے خاص طور پر درد چشم کے لئے اکسیر ہے۔

جالینوس نے کہا: آپ مہربانی کر کے وہ دوائی میری آنکھوں میں لگائیں۔

عورت نے سلائی سے وہ دوائی اس کی آنکھوں میں لگائی۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کا درد ختم ہو گیا اور جالینوس کو آرام آ گیا۔ اس کے بعد جالینوس نے اس بڑھیا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم نے یہ لاجواب دوائی کس چیز سے بنائی ہے؟

عورت نے کہا: گوبر میں پائے جانے والے سیاہ بھونرے کو میں نے پکڑ کر مارا پھر اسے دھوپ میں خشک کیا اس کے بعد میں نے اسے کوٹا اور یہ وہی دوائی ہے۔ جو میں نے تیری آنکھوں میں لگائی ہے۔

جب جالینوس نے یہ جواب سنا تو حیران رہ گیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ خدا نے کوئی چیز بے کار اور بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ (۵۷)

Presented by Ziaraat.Com

۵۷

سویا ہوا ڈرائیور

عربی زبان میں حرف ''باء'' کا ایک معنی استعانت یعنی طلب کرنا بھی ہے اور جب ہم ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھتے ہیں تو اس کا ایک معنیٰ یہ بھی بنتا ہے کہ ہم یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ رحمٰن ورحیم اللہ کے نام سے مدد طلب کرتا ہوں۔ اب اس ضمن میں ایک واقعہ سنیں جو ایک پرہیز گار ڈرائیور کے ساتھ پیش آیا اور وہ واقعہ اس نے خود اپنی زبان سے سنایا:

میری عادت ہے کہ میں جب بھی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا ہوں تو ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' ضرور پڑھتا ہوں۔ ایک رات میں نے بس چلائی جو مسافروں سے بھری ہوئی تھی۔ راستے میں مجھے نیند آ گئی۔ مجھے علم نہیں ہے کہ میں کتنے کلومیٹر سوتا رہا۔ پھر اچانک سامنے سے آنے والی ایک گاڑی نے ہارن دیا تو میری آنکھ کھلی اس عرصہ میں میں کئی کلومیٹر کا سفر طے کر چکا تھا۔ میں فوراً بیدار ہوا اور گاڑی کو سنبھالا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ میری گاڑی کو کوئی حادثہ پیش نہ آیا۔

قارئین کرام۔ یہ بظاہر تو چھوٹا سا واقعہ معلوم ہوتا ہے لیکن سوچئے کہ بس جس پر ڈرائیور کا بظاہر کوئی کنٹرول نہیں تھا آخر وہ سیدھی کس طرح سے چلتی رہی اور کیوں حادثہ کا شکار نہ ہوئی اور تمام مسافر موت کے منہ میں سے جانے سے کیسے محفوظ رہے؟

ان تمام سوالات کا بس یہی جواب ہے کہ ڈرائیور نے رحمان ورحیم اللہ سے مدد طلب کر کے ڈرائیونگ شروع کی تھی اسی لئے اللہ نے بس کو تمام حادثات سے محفوظ رکھا۔ (۵۸)

Presented by Ziaraat.Com

۵۸

کشتی اور ملاح

مشہور شیعہ متکلم علی بن میثم بغداد کے رہائشی تھے ان کے زمانہ میں مامون کی حکومت تھی۔اس وقت حسن بن سہل مامون کا اہم ترین وزیر تھا جو کچھ کچھ الحاد کی طرف مائل تھا۔ایک دن ایک زندیق اس کے پہلو میں بیٹھ کر شیخیاں بگھار رہا تھا اور بہت سے افراد اس کی باتوں کو دلچسپی سے سن رہے تھے۔وہ بد بخت یہ ثابت کرنے میں مصروف تھا کہ پوری کائنات ازخود پیدا ہوئی ہے اس کا کوئی خالق اور مدبر نہیں ہے۔

ابھی وہ اپنی یاوہ گوئیوں مصروف تھا کہ اتفاق سے علی بن میثم بھی وزیر کے دربار میں تشریف لائے۔انہوں نے زندیق کی باتیں سنیں تو انہیں سخت صدمہ ہوا۔انہوں نے وزیر حسن بن سہل کو مخاطب کر کے کہا: جناب! اس کی باتیں بعد میں سن لینا پہلی میری بات سنیں آج میں نے اپنی زندگی کا عجیب ترین حادثہ دیکھا ہے اور میں وہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ان کی اس آواز پر خاموشی چھا گئی۔وزیر نے کہا: آپ نے آج کیا دیکھا ہے؟ علی بن میثم یوں گویا ہوئے: آج مجھے آپ کے یہاں آنا تھا تو میں دریائے دجلہ کے ساحل پر گیا تاکہ کشتی پر بیٹھ کر آپ کے پاس آسکوں۔میں نے دیکھا کہ ایک کشتی کسی ملاح کے بغیر چلتی ہوئی دجلہ کے کنارے آکر لگی۔لوگ اس پر سوار ہوئے۔پھر کشتی مسافروں کو لے کر دریا میں چل پڑی۔کشتی میں بیٹھے ہوئے مسافروں نے مختلف گھاٹوں پر اترنا تھا کشتی ہر ایک گھاٹ پر گئی اور مسافر اپنے اپنے گھاٹ پر اترتے گئے۔پھر آخر میں اس نے مجھے آپ کے محل کے سامنے آکر اتارا۔اس کے بعد آپ کے پاس چلا آیا۔

Presented by Ziaraat.Com

زندیق نے جب یہ داستان سنی تو اس نے چیخ کر کہا: وزیر صاحب! اس شخص کی باتیں سننا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ یہ تو مجھے احمق انسان معلوم ہوتا ہے۔ اس میں عقل وفہم کے نام کی کوئی شے نہیں ہے۔

وزیر نے کہا: آپ نے کیسے فیصلہ کرلیا کہ یہ احمق ہے؟

زندیق نے کہا: جناب! اس سے بڑھ کر اور حماقت کیا ہوسکتی ہے کہ ایک کشتی ملاح کے بغیر خود بخود چل کر گھاٹ پر آئے اور مسافروں کو اٹھا کر مختلف گھاٹوں پر اتارے جب کہ ہم سب جانتے ہیں کہ کشتی لکڑی سے بنی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ جمادات کی ایک شکل ہے۔ اس میں تو روح ہے اور نہ ہی عقل اور نہ ہی احساس ہے۔ آخر ایک کشتی سے یہ توقع کیسے کی جاسکتی ہے کہ وہ خود بخود سفر کرے اور مسافروں کو ان کی منزل مقصود پر اتارے؟!!

علی بن میثم نے فرمایا: ''وزیر صاحب! احمق میں نہیں یہ خود ہے۔ اگر ایک کشتی ملاح کے بغیر سفر نہیں کرسکتی تو خدارا مجھے بتایا جائے کہ زمین، سورج، چاند، ستارے بھی تو جمادات ہیں ان میں بھی روح نہیں ہے وہ لاکھوں سالوں سے کسی مدبر کے بغیر اپنے اپنے مدار میں کیسے گردش کررہے ہیں اور وہ اپنے مدار سے کیوں نہیں ہٹتے اور وہ مسلسل لگی بندھی حرکت کیوں کررہے ہیں؟! جب کہ کشتی تو ملاح کے بغیر نہیں چل سکتی آخر یہ کائنات کا نظام کسی محرک ومدبّر کے بغیر کیسے چل سکتا ہے؟!

علی بن میثم کی اس تقریر سے زندیق کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ سخت شرمندہ ہوا اور شرمندگی کی وجہ سے گردن جھکالی پھر خاموشی سے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا(۵۹)

Presented by Ziaraat.Com

۵۹

مشیّت الٰہیّہ

آج سے کچھ عرصہ قبل نجف میں مرحوم سید محمد کاظم یزدی مرجع تقلید تھے۔ سید صاحب کا نجف اشرف میں ایک مدرسہ تھا۔ گرمیوں کا موسم تھا اکثر طلباء مدرسہ کی چھت پر سویا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آدھی رات کے بعد اچانک شور اُٹھا اور مدرسہ میں بہت سی آوازیں بیک وقت بلند ہوئیں۔ جب آوازیں تھمیں تو پتہ چلا کہ ایک طالب علم جو خراسان کا رہنے والا تھا وہ سوتے میں چھت سے پھسل کر زمین پر آ گیا۔

ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مدرسہ کی دو منزلیں تھیں۔ لیکن قدرت کا کرشمہ یہ ہوا کہ جب وہ طالب علم دوسری منزل کی چھت سے زمین پر گرا تو بہت سے طالب علم دوڑ کر اس کے پاس آئے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اسے کوئی گزند تک نہیں پہنچی تھی اور عجیب بات یہ تھی کہ وہ بدستور نیند میں تھا۔

طالب علموں نے اسے آہستہ آہستہ بیدار کیا کہ وہ خوف زدہ نہ ہو جائے اور اسے اس وقت کسی نے یہ نہ بتایا کہ وہ دوسری منزل کی چھت سے گرا تھا ورنہ ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا تھا۔

اس کے دوستوں نے اسے پانی پلایا اس نے آرام سے پانی پیا اور اسے احساس تک نہ ہوا کہ اس پر اتنا بڑا حادثہ گزر چکا ہے۔ صبح ہوئی تو طلباء نے سید محمد کاظم یزدی کو اس خراسانی طالب علم کا واقعہ سنایا۔ سید صاحب اس کے محفوظ رہنے پر بڑے خوش ہوئے اور

Presented by Ziaraat.Com

انہوں نے حکم دیا کہ ایک بکرا ذبح کر کے اس کا گوشت مساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد وہی طالب علم مدرسہ کے ہاسٹل میں چارپائی پر سویا ہوا تھا۔ اس نے کروٹ بدلی تو چارپائی سے فرش پر گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ جب کہ چارپائی فرش سے دو تین بالشت کی بلندی پر تھی۔ لوگ آئے تو وہ مر چکا تھا اور اس میں رمق جان تک باقی نہیں تھی۔ اسے وہیں نجف اشرف میں دفن کیا گیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام تکوین کا دارو مدار اللہ کے ارادہ ومشیت پر ہے جب تک اس طالب علم کی زندگی باقی تھی تو دوسری منزل سے گرا تو اسے چوٹ تک نہیں آئی بلکہ بیدار تک نہ ہوا اور جب اس موت کا وقت آیا تو چارپائی سے فرش پر گرنے سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ (۶۰)

۶۰

الہام تکوینی

کتاب حیاۃ الحیوان میں مرقوم ہے:

سانپ کا گوشت اونٹ کی پسندیدہ غذا ہے اور اسے سانپ کے گوشت کا بے حد اشتیاق رہتا ہے۔ گرمیوں میں اونٹ صحراؤں اور جھاڑیوں میں سانپ کی تلاش میں نکلتا ہے اور جیسے ہی اسے سانپ دکھائی دیتا ہے تو وہ اسے کھانا شروع کر دیتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ کھانے کی ابتدا اس کی دم سے کرتا ہے پھر آہستہ آہستہ اسے پورا کھا جاتا ہے۔

سانپ کا گوشت سخت گرم ہوتا ہے جب اونٹ اسے کھالیتا ہے تو اسے سخت پیاس محسوس ہوتی ہے اور وہ پیاس بجھانے کے لئے پانی کی کسی تالاب پر جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اللہ نے تکوینی شکل میں اسے الہام کر رکھا ہے کہ اگر اس نے اس وقت پانی پیا تو سانپ کا زہر اس کے بدن میں پھیل جائے گا۔لہذا وہ شدید پیاسا ہونے کے باوجود تالاب پر پہنچ کر بھی کچھ دیر کے لئے پانی نہیں پیتا۔

پھر وہ زور زور سے بلبلانے لگ جاتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہے اور کسی کو اپنی مدد کے لئے پکار رہا ہے۔اس وقت اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کے پپوٹوں کے نیچے دو چھوٹے چھوٹے گڑھے بنائے ہیں۔اس کے آنسو آنکھوں سے نکل کر ان گڑھوں میں جمع ہوتے ہیں اور یوں سانپ کا سارا زہر آنسو بن کر اس کی آنکھوں سے باہر آجاتا ہے۔عقل مند ساربان اس گڑھے میں جمع شدہ پانی کو کسی صاف شیشی میں بھر لیتے ہیں وہ زہریلا پانی سانپ اور بچھو کے کاٹے کا تریاق ہوتا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے اللہ کی قدرت ملاحظہ فرمائی اس نے اپنی ایک مخلوق کو کس طرح سے تکوینی الہام کیا کہ وہ پانی پر پہنچ کر سخت پیاس کے باوجود بھی پانی نہ پیئے اور زور زور سے بلبلائے اور آنسو بہائے تاکہ وہ بھی زہر کے اثرات سے بچ جائے اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی وہ پانی تریاق کا کام دے۔اگر اللہ کی طرف سے اسے تکوینی الہام نہ ہوتا تو اونٹ بیچارہ یہ سب کچھ کیسے کرتا۔(۶۱)

Presented by Ziaraat.Com

۶۱

ایک کتیا کی دانش مندی

میرے ایک صادق اللہجہ دوست نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا۔آپ اسی کی زبانی اسے سماعت فرمائیں:

چند سال قبل سرما میں شدید سردی پڑی۔ میں روزانہ اپنی دوکان میں آ کر بیٹھتا تھا۔سردی بہت شدید تھی اور یخ بستہ ہوائیں چل رہی تھیں۔میری دوکان کے سامنے ایک پرانا مکان تھا جو کہ مدت سے خالی پڑا تھا اس کی دیواریں جھک چکی تھیں اور اس کی چھت بھی گرنے ہی والی تھی۔اس خالی مکان میں ایک کتیا نے بسیرا کر رکھا تھا جہاں وہ اپنے چھوٹے چھوٹے پلوں سمیت رہتی تھی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں اپنی دوکان میں بیٹھا تھا۔سردی سے بچنے کیلئے میں نے کوئلوں کی انگیٹھی سلگائی ہوئی تھی اور آگ تاپ رہا تھا۔گاہک کا کہیں نام نشان تک نہ تھا میں اپنے سامنے والے مکان کو دیکھ رہا تھا جہاں کتیا نے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔پھر اچانک میں نے دیکھا کہ اس کتیا نے اپنے منہ میں ایک ایک پلے کو اٹھانا شروع کیا اور باری باری تمام پلوں کو وہاں سے نکال کر فٹ پاتھ پر لٹا دیا۔جیسے ہی وہ آخری پلے کو لے کر ویران مکان سے نکلی تو زوردار دھماکہ ہوا اور چھت زمین پر آ گری۔وہ پرانا مکان چند ہی لمحات میں ملبہ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔لیکن کتیا اور اس کے تمام پلے محفوظ رہے۔

قارئین کرام! خدارا سوچیے کہ ایک کتیا کو کس نے بتایا کہ چھت گرنے والی ہے وہ اپنے پلوں کو یہاں سے فوراً باہر نکال لے۔یہ سب کچھ خدا کی طرف سے تکوینی الہام ہے جو وہ اپنی مخلوق کو کرتا رہتا ہے۔(۶۲)

Presented by Ziaraat.Com

فصل دوم

۶۲

نبوت

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چند گوشے

کتاب مکارم الاخلاق میں مرقوم ہے کہ انس بن مالک نے کہا:

میں نے مسلسل نو سال تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھانا پیش کیا۔ آپ کے گھر میں ایک بکری تھی جسے میں دوہتا تھا۔ آنحضرتؐ اور آپ کے اہل خانہ جو کی روٹی کھاتے تھے۔ آپ کی غذا عام طور پر جو کی روٹی اور دودھ پر مشتمل ہوتی تھی۔ بعض اوقات روٹی کھجور کے ساتھ تناول کرتے تھے اور جب کھجوریں بھی میسر نہ ہوتیں تو آپ نمک کے ساتھ روٹی کھاتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں:

رسول خدا کی زندگی میں دنیا ہمارے لئے بڑی سخت اور ترش رہی اور جب آپ کی وفات ہوئی تو دنیا بارش کی طرح ہم پر برسنے لگی۔

بحار الانوار میں مرقوم ہے:

پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں ایک کپڑا پیش کیا گیا جس کا طول چودہ میٹر تھا۔ اسے دوہرا کر کے آپ کیلئے گدے کے طور پر بچھایا گیا جب آپ نماز کے لئے مسجد میں جاتے تو

Presented by Ziaraat.Com

اسے ساتھ لے جاتے اور جانماز کے طور پر استعمال کرتے تھے۔زندگی کے آخری سالوں میں تنِ نازنین کمزور ہو گیا تھا۔آپ کی ایک زوجہ نے اس کپڑے کی چارتہیں بنائیں اور آپ کے لئے گدا بنا کر بچھا دیا۔آپ نے اس پر آرام کیا۔جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: بچھونا نرم تھا اس کی وجہ سے میری نماز نہیں ہو سکی پھر آپ نے فرمایا: اس کی ایک ہی تہہ بنا کر بچھایا جائے (۶۳)

غزالی نے ایک تاجر کا یہ قول نقل کیا:

''چاہیے تو یہ تھا کہ رسول خداؐ کا کچا مکان اصلی عالت پر باقی رہنے دیا گیا ہوتا تا کہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہوتا کہ ان کے رسول نے کتنی زاہدانہ زندگی بسر کی تھی۔لطف یہ ہے آپ نے اس وقت کچے مکان میں زندگی بسر کی تھی جب پورا جزیرۃ العرب آپ کے زیر تسلط تھا اور پورے عرب کی دولت سمٹ سمٹ کر آپ کے پاس پہنچ رہی تھی۔اگر آپ چاہتے تو سونے اور چاندی سے بھی اپنا مکان تعمیر کر سکتے تھے۔لیکن آپ ہمیشہ کہا کرتے تھے:

''میں چاہتا ہوں کہ اپنی امت کے غریب ترین افراد کی طرح سے زندہ رہوں اور ان کی طرح سے مروں۔

ناسخ التواریخ کے مؤلف رقم طراز ہیں:

زندگی کے آخری لمحات میں آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا، انہیں ایک تھیلی دی جس میں کچھ درہم تھے اور فرمایا: یہ لے جاؤ اور غریبوں میں تقسیم کر دو۔

پھر آپ نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

محمد! اگر یہ مال اپنے پاس رکھ کر تو مر گیا تو خدا کو کیا جواب دے گا؟

قارئین کرام! یہ منہاج رسول اور سیرت پیغمبرؐ ہے۔آپ نے لوگوں سے کوئی اجر طلب نہیں کیا۔آپ صرف یہ چاہتے تھے کہ جس طرح سے آپ کو ہدایت ملی ہے باقی لوگوں

Presented by Ziaraat.Com

کو بھی کسی طرح سے یہ ہدایت نصیب ہو جائے۔

آپ کی شخصیت اس لائق ہے کہ اسے پوری انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا جائے۔ تمام انسانوں کی رہنمائی آپ کی ذات سے وابستہ ہے۔(۶۴)

۶۳

پاپائے اعظم کا اعتراف

اس بات سے اکثر لوگ واقف ہیں کہ مرحوم ''فخر الاسلام'' پہلے مشہور عیسائی پادری تھے۔ ایک طویل عرصہ بعد انہیں دین اسلام کی حقانیت کا پتہ چلا تھا۔

آپ چونکہ ایک آزاد ذہن کے انسان تھے لہذا جیسے ہی اسلام کی صداقت کا یقین ہوا تو انہوں نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اسلام قبول کر لیا پھر آپ نے عیسائی عقائد اور یہودی خرافات کے خلاف بہت سی کتابیں تالیف کیں۔

انہوں نے اپنے قبول اسلام کی داستان بیان کرتے ہوئے ایک دن یہ کہا:

''میں اپنے وطن امریکہ میں رہائش پذیر تھا۔ میری پیدائش ایک دینی گھرانے میں ہوئی تھی۔ میرے آباء واجداد دین مسیح کے عالم تھے۔ ان میں سے کچھ راہب اور کچھ ''قِسّیس'' تھے۔

مجھے بچپن سے ہی مذہبی تعلیم کا بے حد شوق تھا اسی لئے میرے بزرگوں نے جی بھر کر مجھے مذہبی تعلیم دی اور میں رفتہ رفتہ علمی مدارج طے کرتا رہا یہاں تک کہ میں پاپائے اعظم کے درس میں داخلہ لینے کے قابل ہو گیا۔

چنانچہ میں نے ان کے حلقہ درس میں داخلہ لیا۔ وہاں میرے علاوہ چار سو

Presented by Ziaraat.Com

دوسرے طالب علم بھی ان سے مستفید ہوتے تھے۔ خدا نے مجھے زرخیز ذہن دیا تھا۔ چند ہی دنوں میں باقی تمام طالب علم مجھ پر رشک کرنے لگے، پاپائے اعظم مجھ پر خصوصی شفقت کرنے لگے اور تمام طلباء میں سے مجھے ان کے زیادہ مقرب ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔ تمام طلباء میں سے واحد طالب علم میں ہی تھا جسے پاپائے اعظم کے ذاتی کمرے میں جانے کی اجازت تھی۔

ایک دن میں پڑھنے کیلئے گیا لیکن اس دن پاپائے اعظم پڑھانے کیلئے تشریف نہ لائے۔ ان کے ملازم نے آ کر کہا کہ ''پاپا'' بیمار ہیں اور آج وہ پڑھانے کے لئے نہیں آئیں گے۔

اس کے بعد طلباء مختلف مذہبی موضوعات پر بحث کرنے لگے۔ اتفاق سے اس دن لفظ ''فارقلیط'' پر بحث شروع ہوئی کہ آخر انجیل مقدس کے اس لفظ کا کیا مفہوم ہے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے پیش کی اور میں نے بھی رائے پیش کی۔

پھر میں نے بہتر سمجھا کہ مجھے ''پاپا'' کی خدمت میں جانا چاہیے۔ جب میں ان کے مخصوص کمرہ میں داخل ہوا تو ''پاپا'' بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ پڑھنے کیلئے آیا تھا لیکن آپ تشریف نہ لا سکے اسی لئے میں نے چاہا کہ آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرتا جاؤں۔

پاپا نے کہا: کیا آج طلباء نے کسی موضوع پر بحث کی تھی؟

میں نے کہا: جی ہاں! آج ہم نے انجیل مقدس کے لفظ ''فارقلیط'' پر بحث کی تھی۔ اکثر طالب علموں کا خیال تھا کہ اس کا معنیٰ ہے ''تسلی دینے والا''۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا: میں جا رہا ہوں اور میرے بعد ''فارقلیط'' آئے گا۔

یہ سن کر پاپائے اعظم نے کہا: کسی کو بھی لفظ ''فارقلیط'' کا مفہوم معلوم نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

میں نے ان سے اصرار کیا کہ آپ مجھے اس لفظ کے حقیقی معنیٰ سے آگاہ کریں کیونکہ مجھے حقیقت کی تلاش کی تڑپ رہتی ہے۔ مگر میں نے جتنا اصرار کیا پاپا نے اس سے اتنا گریز کیا۔ جب میرا اصرار حد سے بڑھا تو انہوں نے کہا: ہمیں اس لفظ کے حقیقی مفہوم پر زیادہ توجہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے حقیقی مفہوم کا واضح کرنا ہماری مصلحتوں کے خلاف ہے۔ اس میں صرف میرا، تمہارا نقصان نہیں ہم سب کا نقصان ہے۔

جب میں نے سنا تو میں نے مزید اصرار کیا کہ مجھے اس کا حقیقی مفہوم بتائیں اور آخر کار میں اپنے جذبہ تجسس سے مجبور ہو کر انہیں قسم دی۔

جب پاپائے اعظم نے میرے شدید اصرار کو دیکھا تو انہوں نے کہا: میں ایک شرط پر اس کا حقیقی مفہوم تمہیں بتاؤں گا کہ تم میرے ساتھ یہ وعدہ کرو کہ میری زندگی میں وہ میرے اور تمہارے درمیان راز رہے گا''

میں نے کہا: مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے۔ اس کے بعد پاپا نے مجھ سے کہا: یہ چابی اٹھاؤ اور فلاں الماری کھولو۔ اس الماری میں تمہیں ایک صندوق دکھائی دے گا اسے کھولو۔ اس صندوق میں تمہیں سریانی زبان میں لکھی ہوئی ایک کتاب دکھائی دے گی جو کہ آج سے ہزاروں سال پہلے کی تالیف ہے۔

میں نے استاد کے حکم کی تعمیل کی اور وہ کتاب اٹھا کر ان کے پاس حاضر ہوا۔ پاپائے اعظم نے فرمایا: کتاب کا فلاں صفحہ کھولو۔

جب میں نے وہ صفحہ کھولا تو اس میں لفظ ''فارقلیط'' کا ترجمہ لکھا ہوا تھا اور کتاب کی عبارت یہ تھی کہ ''فارقلیط'' سے مراد محمدؐ ہے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ محمد ﷺ کون ہے؟

پاپائے اعظم نے کہا: یہ وہی محمدؐ ہیں جن کی نبوت کو مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

میں نے کہا: اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مسلمان سچے ہیں۔

پاپا نے کہا: جی ہاں۔

میں نے کہا: اگر یہ بات ہے تو آپ حق کا کھل کر اعلان کیوں نہیں کرتے؟

انہوں نے کہا: عزیزم! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ راز مجھے زندگی کے آخری حصہ میں ہی معلوم ہوا ہے اور اگر میں نے یہ راز فاش کر دیا تو حکومت مجھے قتل کر دے گی اور اگر میں نے مسلمان نے پاس بھی جا کر پناہ لی تو بھی حکومت کے وسائل اتنے زیادہ ہیں کہ وہ مجھے وہاں پر بھی تلاش کر کے مار ڈالے گی۔ اسی لئے میری مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ میں خاموش رہوں۔ لیکن تم ابھی جوان ہو اور یہاں سے بھاگ کر کہیں جا بھی سکتے ہو۔

میں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور وہاں سے چلا آیا۔ پھر میں نے رخت سفر باندھا اور شام چلا آیا جہاں اللہ کی مہربانی میرے شامل حال رہی۔ میری ملاقات ایک شیعہ عالم دین سے ہوئی۔ میں نے ان نے ہاتھ پر اسلام قبول کیا پھر میں نے صرف، نحو، منطق ومعانی کی تعلیم حاصل کی اور وہاں سے نجف اشرف چلا گیا۔ وہاں سید محمد کاظم یزدی اور آخوند خراسانی کے حلقہ درس میں شامل ہوا اور وہاں رہ کر درجہ اجتہاد حاصل کیا۔

اس کے بعد امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ اطہر کی زیارت کیلئے مشہد گیا۔ اور مشہد سے تہران آیا تو معلوم ہوا کہ مسیحی علماء نے اسلام کی مخالفت میں بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کتابوں کو تردید کی توفیق عنایت فرمائی۔

مرحوم فخر الاسلام نے مسیحی عقائد کی تردید میں بیس کتابیں تالیف کی تھیں۔ ان کا اسلوب تحریر نہایت شائستہ اور عالمانہ تھا۔ ان جیسے افراد کا اسلام قبول کرنا قدرت کی طرف سے دین اسلام کی نصرت کا واضح ثبوت ہے۔ انہوں نے دین اسلام کا بڑی خوبصورتی سے دفاع کیا اور یہود و نصاریٰ کے عقائد کی علمی تردید کی۔ (۶۵)

Presented by Ziaraat.Com

۶۴

تواضع نبیؐ کے چند نمونے

۱۔ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ سفر پر نکلے راستے میں ایک جگہ انہوں نے پڑاؤ کیا۔ان کے پاس کھانے کیلئے ایک بکری تھی۔

صحابہ میں سے ایک نے کہا: میں اسے ذبح کروں گا۔

دوسرے نے کہا: میں اسکی کھال اتاروں گا۔

تیسرے نے کہا: میں اس کا سالن تیار کروں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں لکڑیاں اکھٹی کروں گا اور آگ جلاؤں گا۔

صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہرگز تکلیف نہ کریں ہم خود ایندھن جمع کریں گے اور آگ جلائیں گے۔آپ آرام سے بیٹھے رہیں اور تمام کام ہم پر چھوڑ دیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم پر اپنے لئے کوئی برتری اور فوقیت پیدا نہیں کرنا چاہتا اور میں کسی پر بوجھ بننا پسند نہیں کرتا۔اللہ کو وہ بندہ ناپسند ہے جو دوسروں پر بوجھ بنا ہوا ہو۔

۲۔اہل مدینہ کی عادت تھی کہ وہ روزانہ نماز فجر کے بعد اپنے برتنوں میں پانی بھر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتے تھے آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبوتے تھے۔صحابہ اس پانی کو متبرک سمجھ کر اپنے گھروں میں لے جاتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

جب شدید سردی ہوتی تھی اور پانی برف کی طرح سے ٹھنڈا ہوتا تھا اس وقت بھی لوگ پانی بھر کر آپ کی پاس آتے تھے لیکن آپ نے کبھی کسی کو یہ کہہ کو واپس نہیں کیا تھا کہ پانی بڑا ٹھنڈا ہے لہٰذا تم اپنا برتن واپس لے جاؤ۔

۳۔ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حذیفہ یمانی مدینہ سے باہر گئے اور انہوں نے نہانے کا ارادہ کیا۔حذیفہ نے ایک کپڑا تان کر نبی اکرمؐ کے لئے پردہ بنایا اور اس پردہ کی اوٹ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کیا۔جب آپ غسل کر چکے تو آپ نے وہی کپڑا پکڑا اور اسے تان کر فرمایا: حذیفہ!اب تم نہاؤ میں تمہارے لیے پردہ بناؤں گا۔

حذیفہ نے بہت سی معذرت کی اور کہا: آپ پر میرے والدین قربان جائیں، آپ زحمت نہ کریں۔لیکن ان کی معذرت کے باوجود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سفر رفیق سفر کی خدمت پر اصرار کرتے ہوئے فرمایا: جب دو شخص رفیق سفر ہوں تو ان میں سے اللہ کو وہ شخص زیادہ پیارا ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرتا ہے (اور اس کی خدمت کرتا ہے)۔

۴۔روایات میں مذکور ہے کہ ایک کنیز نے رسول خدا سے عرض کیا کہ میرا مالک مجھ سے بدسلوکی سے پیش آتا ہے لہٰذا آپ میرے ساتھ چلیں اور اس سے کہیں کہ وہ مجھ سے بدسلوکی کا رویہ نہ رکھے۔

آپ نے کنیز کو ساتھ لیا اور اس کے مالک کے دروازے پر گئے جب اس نے اپنی کنیز پر نبی اللہ کا یہ لطف وکرم دیکھا کہ وہ اس کی سفارش کر رہے ہیں تو اس کنیز کو راہ خدا میں آزاد کر دیا۔

۵۔امیر المومنین علیہ السلام کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

جو بھی مسلمان جماعت کی خدمت کرے تو جماعت میں جتنے افراد ہوں گے ان کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں خادم عطا کریگا۔(٦٦)

۶۵

چار ہزار معجزات

بعض علماء نے آنحضرتؐ کے معجزات کی تعداد چار ہزار بیان کی ہے۔ان میں سے کچھ معجزات غزوات کے وقت بھی ظہور پذیر ہوئے۔مثلاً جنگ کے دوران اگر کسی مسلمان فوجی کا کوئی عضو کٹ جاتا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا آپ اس کے کٹے ہوئے حصہ کو باقی حصہ کے ساتھ ملا کر لعاب دہن لگاتے تو وہ فوراً جڑ جاتا تھا اور زخم کا نشان تک بھی وہاں دکھائی نہیں دیتا تھا۔

جنگ بدر میں معاذ بن جبلؓ نے ابوجہل سے جنگ کی۔ابوجہل نے معاذؓ کے پاؤں پر تلوار ماری جس سے ان کا پاؤں کٹ گیا۔صحابہ کرام انہیں میدان جنگ سے زخمی حالت میں اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے اس وقت وہ درد کی شدت سے کراہ رہے تھے۔آنحضرتؐ نے ان کے پاؤں کا جھولتا ہوا حصہ دوسرے حصہ کے ساتھ ملایا اور لعاب دہن لگا کر اوپر پٹی باندھ دی۔

کچھ دیر بعد صحابہ نے ان کی پٹی کھولی تو ان کی پنڈلی بالکل ٹھیک تھی اور اس زخم کا نشان تک دکھائی نہیں دیتا تھا۔

جنگ خیبر کے قلعوں کو فتح کرنا مسلمانوں کے لئے چیلنج بن چکا تھا۔مسلمان جب بھی حملہ کرتے تو یہودی سخت مقابلہ کرتے اور اسلامی لشکر ناکام ہو کر واپس آجاتا۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک قلعہ کے پہلوان کا نام مرحب تھا وہ بڑا طاقتور پہلوان تھا جب وہ مسلمانوں کے مقابلہ پر آتا تو مسلمان اس کے سامنے ٹھہر نہ پاتے تھے۔

رسول خداؐ نے اعلان کیا:

"لاعطی الرایۃ غدا الرجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرارا غیر فرار یجعل اللہ النصر علی یدیہ"

(کل میں علم اس مرد کو دوں گا جو خدا اور اس کے رسول کا محب ہوگا اور خدا اور اس کے رسول کا محبوب ہوگا۔ وہ جم کہ حملہ کرنے والا ہوگا۔ بھاگنے والا نہ ہوگا اللہ اس کے ہاتھوں پر اپنی مدد نازل کرے گا۔)

صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: علیؑ کہاں ہیں؟

صحابہ نے عرض کی: ان کی آنکھوں میں آشوب ہے جس سے وہ صاحب فراش ہیں۔

آپ نے فرمایا: انہیں یہاں لاؤ۔

امیر المومنین علیہ السلام کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اپنے انگلی سے تھوڑا سا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا تو وہ فوراً تندرست ہو گئے اور یہودیوں سے جنگ کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

امیر المومنینؑ نے جنگ کا نقشہ ہی بدل دیا آپ نے یہودی لشکر کو تہس نہس کر دیا اور ان کے قلعہ کے مضبوط دروازے کو اکھیڑ ڈالا اور ان کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔

حضرت علی علیہ السلام کا اپنا بیان ہے کہ اس کے بعد پوری زندگی میری آنکھیں کبھی خراب نہیں ہوئیں۔ (۶۷)

Presented by Ziaraat.Com

۶۶

میزبان کے بچے

ایک صحابی کو رسول خداؐ کی دعوت کا اشتیاق ہوا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: میں رسول خداؐ کو اپنے گھر دعوت دینا چاہتا ہوں یہ ہمارے لئے بڑی سعادت ہے۔

بیوی نے کہا: ضرور دعوت دیں۔ صحابی نے چھری اٹھائی اور ایک بھیڑ ذبح کی۔ بیوی کھانا پکانے میں مشغول ہوگئی اور صحابی آنحضرتؐ کو لینے کیلئے مسجد نبوی کی طرف چلا گیا۔

صحابی کے دو چھوٹے چھوٹے بیٹے تھے۔ ایک بیٹے نے باپ کو بھیڑ ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ باپ کے جانے کے بعد اس نے اپنے چھوٹے بھائی سے کہا: کاش! تو ہوتا تو دیکھتا کہ ابو نے بھیڑ کیسے ذبح کی تھی؟ کیا میں تجھے بتاؤں؟

چھوٹے بھائی نے جواب دیا: ہاں ہاں ضرور دکھاؤ۔

بڑے بھائی نے چھری اٹھائی اور چھوٹے بھائی کی گردن پر چھری چلا دی اور اسکی گردن کاٹ دی۔

جب بچے کی چیخیں ماں کے کانوں میں پڑیں تو اس نے بیٹے کو ڈانٹ کر کہا: تو نے کیا کر دیا؟

بڑا بیٹا ماں کی مار سے بچنے کے لئے چھت پر دوڑا لیکن چھت سے گر کر مر گیا۔

جب ماں نے دونوں بچوں کی لاشیں دیکھیں تو منہ پیٹ کر رہ گئی۔ مگر اس نے اتنے بڑے صدمہ کے باوجود آنحضرتؐ کا کھانا پکانے میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ اس نے بچوں کی لاشیں اٹھائیں دوسرے کمرے میں انہیں رکھ کر ان پر کپڑا ڈال دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

کچھ دیر بعد اس کا شوہر حبیب خدا کو اپنے ساتھ لے کر آیا۔ آپ ایک کمرے میں بیٹھے۔ بیوی نے اپنے شوہر کو بلا کر سارا ماجرا سنایا اور اس سے کہا کہ دل پر قابو رکھنا اور نبی اکرمؐ کی دعوت میں کوئی خلل نہ واقع ہونے دینا۔

صحابی نے آنحضرتؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ ابھی آپ نے لقمہ توڑا تھا کہ جبریل امینؑ آپ پر نازل ہوئے اور کہا کہ آپ اپنے میزبان سے کہیں کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تیرے بیٹے یہاں آ کر نہ بیٹھیں گے۔

نبی اکرمؐ نے میزبان سے فرمایا: اپنے دونوں بیٹوں کو بھی یہاں بلا لو۔

میزبان نے کہا: یا رسول اللہ! دونوں بچے ہیں وہ کھیلنے کودنے کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ وہ پتہ نہیں کب واپس آئیں آپ بسم اللہ کریں اور کھانا کھائیں۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا: یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔

صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بیٹے مر چکے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: ان کے جنازے یہاں لے آؤ۔

صحابی اٹھا اور دونوں بیٹوں کے جنازے لے آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا پڑھی اور خدا سے ان کی زندگی کی درخواست کی۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول کی اور بچے زندہ ہو گئے اور اٹھ بیٹھے۔ آپ نے انہیں دستر خوان پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ بچوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے والد کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ (۶۸)

Presented by Ziaraat.Com

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد عتبہ اپنے باپ ابولہب کے ساتھ تجارت پر روانہ ہوا راستہ میں انہیں ایک جگہ شام ہوگئی۔اہل قافلہ نے وہاں پڑاؤ کیا۔وہاں ایک راہب کا صومعہ بھی تھا۔راہب نے قافلہ سے کہا: خیال رکھنا اس علاقہ میں کچھ چیر پھاڑ کرنے والے درندے بھی رہتے ہیں۔ان سے ہوشیار رہنا۔

اہل قافلہ نے کہا: ہم اپنی احتیاطی تدابیر کریں گے اور ہم رات کے وقت باری باری پہرہ دیں گے۔اس موقع پر ابولہب کو پیغمبر اسلام کی وہ بددعا یاد آئی جو انہوں نے عتبہ کے خلاف کی تھی۔یہ سوچ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ کہیں اسی جگہ پر ہی نبی اکرم کی بددعا پوری نہ ہو جائے۔

اس نے اہل قافلہ سے کہا کہ مجھے عتبہ کے متعلق زیادہ اندیشہ ہے۔اس کا خصوصی خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔اہل قافلہ نے عتبہ کو سب کے درمیان سونے کیلئے جگہ دی تا کہ وہ ہر طرف سے محفوظ رہے۔

آدھی رات گزری تھی کہ اللہ نے سب پر نیند طاری کر دی اتنے میں ایک شیر وہاں آیا اور دبے پاؤں قافلہ کے درمیان میں پہنچا۔اس نے کسی بھی قافلہ والے کو کوئی اذیت نہ دی۔وہ سیدھا عتبہ کے سر پر پہنچا اور اس پر ایسا حملہ کیا کہ وہ چیخ تک نہ سکا۔اور فی الفور داخل دوزخ ہوگیا۔

شیر نے اس کا گوشت نہ کھایا اور جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے نکل گیا معلوم ہوتا تھا کہ اسے صرف اس کے قتل کا حکم ملا تھا اس کے گوشت کھانے کا حکم نہیں ملا تھا۔

جب صبح کے وقت اہل قافلہ بیدار ہوئے تو عتبہ کو مرا ہوا پایا۔(۷۱)

Presented by Ziaraat.Com

۷۹

معراج

بحار الانوار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا:

جب رسول خدا کو رات کے وقت بیت المقدس کا سفر کرایا گیا تو جبریلؑ نے آپ کو "براق" پر سوار کیا اور آپ جبرئیلؑ کی معیت میں بیت المقدس تشریف لے گئے۔ خدا نے آپ کو انبیاء کے محراب دکھائے آپ نے وہاں نماز پڑھی۔ پھر وہاں سے آپ کی واپسی ہوئی واپسی کے سفر میں رسول خدا کا گزر قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے پاس سے ہوا آپ نے دیکھا کہ ایک گھڑے میں پانی رکھا ہوا تھا اور قافلہ کا ایک اونٹ کہیں گم ہو گیا تھا اور وہ اونٹ کو ڈھونڈھنے میں مصروف تھے۔ آپ نے وہاں سے پانی پیا اور باقی پانی آپ نے زمین پر انڈیل دیا۔

صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے قریش سے کہا: "اللہ سبحانہ نے مجھے رات بیت المقدس کا سفر کرایا تھا اور خدا نے مجھے انبیاء کے آثار و منازل دکھائے اور واپسی پر فلاں مقام پر میرا گزر قریش کے قافلہ کے پاس ہوا جن کا اونٹ گم ہو چکا تھا۔ میں نے ان کے گھڑے کا پانی پیا اور باقی پانی میں نے زمین پر انڈیل دیا۔"

ابوجہل نے قریش سے کہا: اب تمہیں اچھا موقع ملا ہے اس سے کہو کہ اگر وہ بیت المقدس گیا تھا تو یہ بتائے کہ مسجد اقصیٰ کے ستون کتنے تھے اور وہاں قندیلیں کتنی تھیں؟

قریش رسول خدا کے پاس آئے اور کہا: ہم میں کچھ افراد نے بیت المقدس دیکھا ہوا ہے اگر آپ بھی وہاں گئے ہیں تو پھر بتائیں اس کے ستون کتنے ہیں اور وہاں کی قندیلیں کتنی ہیں؟

Presented by Ziaraat.Com

جب کفار نے یہ سوال کیا تو اس وقت جبریلؑ امین آئے اور انہوں نے بیت المقدس کی تصویر آپ کی نظروں کے سامنے آویزں کردی۔ جو کچھ وہ پوچھتے رہے آپ تصویر میں سے دیکھ کرانہیں جواب دیتے رہے۔ جب آپ نے ان کے تمام سوالات کے جواب دے دیئے تو انہوں نے کہا: ہم اس وقت تک آپ کی باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک ہمارا قافلہ واپس نہ آجائے۔ ہمارا قافلہ واپس آئے گا تو ہم ان سے وہ نشانیاں پوچھیں گے جو آپ نے ان کے متعلق بیان کی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کل سورج طلوع ہوتے ہی تمہارا قافلہ آجائے گا اور قافلہ کے آگے ایک سرخ رنگ کا اونٹ ہوگا۔

دوسرا دن ہوا۔ قریش مکہ کی گھاٹی پر گئے اور کہنے لگے کہ سورج تو طلوع ہو رہا ہے ابھی انہوں نے یہ بات کہی کہ تھی کہ ان کا قافلہ نمودار ہوا جس کے آگے سرخ اونٹ تھا۔

کفار قریش نے اہل قافلہ سے رسول خدا کی باتوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: ''ان کی یہ بات بالکل درست ہے۔ فلاں جگہ پر ہمارا اونٹ گم ہوا تھا۔ ہم نے اس کو ادھر ادھر تلاش کیا تھا۔ جب واپس آئے تھے تو ہمارا پانی انڈیلا ہوا تھا۔''

اہل قافلہ کی تصدیق نے بھی کوئی اثر نہ کیا بلکہ کفارِ مکہ کی سرکشی میں مزید اضافہ ہوگیا۔ (۷۲)

۷۰

خدائی حفاظت

رسول خدا نے جیسے ہی نبوت کا اعلان کیا تو ہر طرف سے آپ کی مخالفت کا غلغلہ

Presented by Ziaraat.Com

بلند ہوا اور کفار، مشرکین، منافقین، یہود و نصاریٰ سب کے سب آپ کے دشمن بن گئے اور آپ کی اذیت کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا۔

آنحضرتؐ کے دشمنوں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ آپ کو ہر قیمت پر قتل کر کے رہیں گے۔ لیکن احکم الحاکمین خدا نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ آپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اسی لئے آپ کے دشمنوں نے آپ کے خلاف جتنی بھی سازش کیں وہ سب کی سب ناکامی سے دوچار ہوئیں۔

آنحضرتؐ کی زندگی میں اس طرح کے بہت سے واقعات موجود ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ جب جنگ خیبر حضرت علیؑ کی بے مثل شجاعت سے اختتام پذیر ہوئی اور مسلمانوں کو یہودیوں پر فتح حاصل ہوئی تو ایک یہودی عورت نے خیبر کا بدلہ لینے کے لئے آنحضرتؐ کو شہید کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔

مورخ یعقوبی کے بقول وہ عورت مرحب بن حارث کی بہن زینب تھی۔ اس نے ایک بکری ذبح کی، اس کے گوشت کو بھونا اور اس پر مہلک زہر ڈال کر رسول اکرمؐ کی خدمت میں لے آئی اور اسے آنحضرتؐ کے سامنے بطور ہدیہ پیش کی۔

رسول اکرمؐ خلق عظیم کے مالک تھے۔ آپ کسی کا ہدیہ رد کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ آپ نے اس عورت کا بھی ہدیہ قبول کیا۔ آپ نے بکری کو گوشت لقمہ ہاتھ میں لیا اور منہ میں رکھا تو اللہ تعالیٰ نے بکری کے گوشت میں بولنے کی قوت عطا کی اور اس سے یہ آواز آئی: یارسول اللہ! میں زہر آلود ہوں۔

آنحضرتؐ نے گوشت سے ہاتھ اٹھا لیا۔ آپ کے اس طرز عمل سے یہودی عورت کو یقین ہوگیا کہ آنحضرتؐ اس کی خیانت سے واقف ہو چکے ہیں اور وہ اس سے انتقام لیں گے اور آنحضرتؐ کے پیروکار اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے اور نا معلوم وہ اسے کیسی

Presented by Ziaraat.Com

کیسی ایذائیں دے کر قتل کریں گے اور یہ انتقام صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کے پورے قبیلہ سے اس خیانت کا انتقام لیا جائے گا۔

الغرض اپنا تاریک مستقبل سوچ کر وہ عورت تھر تھر کانپنے لگی۔ رحمت عالم نے کسی غصہ کا اظہار کیے بغیر اس سے فرمایا:

''اے عورت! تو نے یہ جرم کیوں کیا؟ کیا میں نے تجھ سے کوئی برائی کی تھی؟''

یہودی عورت سوچنے لگی کہ وہ کیا جواب دے کہ وہ خطرہ سے بچ سکے۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے کہا: یارسول اللہ! میری طرف سے معذرت قبول کریں۔ میں آپ کا امتحان لینا چاہتی تھی اور میں نے اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ میں انہیں زہر آلود کھانا پیش کروں گی اگر وہ نبی ہوں گے تو وہ اس زہریلے کھانے کو نہیں کھائیں گے اگر وہ نبی نہیں ہوں گے تو زہریلا کھانا کھا کر ہلاک ہو جائیں گے۔''

رحمۃ للعالمین نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اسے جانے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ اپنے دامن میں ناکامیاں سمیٹ کر واپس چلی گئی۔ (۷۳)

۷۱

طعام میں برکت

کفار و مشرکین کے مشترکہ لشکر کی یلغار روکنے کیلئے مسلمانوں نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت مسلمان غلہ کے لحاظ سے سخت تنگی میں مبتلا تھے۔ خندق کھودنے میں رسول خدا بھی صحابہ کے ساتھ شامل تھے اور ان سے بڑھ چڑھ کر آپ نے خندق کھودی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

خندق کھودی جارہی تھی مگر حالت یہ تھی کہ تین دن سے رسول خداؐ اور اان کے صحابہ نے کچھ نہیں کھایا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کے گھر میں ایک بکری موجود تھی جب انہوں نے دیکھا کہ رسول اکرمؐ اور ان کے صحابہ بھوک سے بے تاب ہیں تو وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! میرے گھر میں ایک بکری موجود ہے میں اس سے آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ میری دعوت قبول کریں اور میرے مہمان بنیں''۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: ''جابر! اکیلا میں مہمان بنوں یا میرے ساتھ سارے صحابہ بھی تمہارے مہمان بنیں؟''

اب جابر آنحضرتؐ سے یہ کیسے کہہ سکتے تھے کہ صرف آپ اکیلے ہی تشریف لائیں انہوں نے سمجھا کہ اگر آنحضرتؐ بالفرض صحابہ کو ساتھ بھی لائے تو چند ہی افراد کو اپنے ساتھ لائیں گے کیونکہ وہ بن چکے ہیں بکری ایک ہے۔

حضرت جابر نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ اپنے صحابہ سمیت تشریف لائیں۔''

اس وقت سات سو افراد خندق کھودنے میں مصروف تھے۔ آنحضرتؐ نے منادی کو بلا کر فرمایا کہ تم لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ جابر کے گھر چلیں اور وہاں چل کر کھانا کھائیں۔

حضرت جابر اپنے گھر آئے اور اپنی بیوی سے یہ سارا ماجرا بیان کیا اور کہا: اتنے زیادہ افراد کو ہم کیسے کھانا کھلا سکتے ہیں؟

بیوی نے کہا: کیا تم نے نبی کریم کو اپنی حیثیت سے آگاہ کیا تھا؟

Presented by Ziaraat.Com

جابر نے کہا: جی ہاں۔

بیوی نے کہا: پھر تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ رسول خداؐ بہتر جانتے ہیں کہ انہیں کیا کرنا ہے۔

الغرض جابر کی زوجہ نے گوشت پکایا اور اس میں شوربہ کچھ زیادہ ہی رکھا اور کچھ روٹیاں پکالیں۔

دوپہر ڈھلے آنحضرت سینکڑوں صحابہ کو لے کر جابرؓ کے مکان پر آئے۔ آپ جابرؓ کے گھر میں داخل ہوئے جہاں تنور جل رہا تھا آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور جابر کی زوجہ سے کہا کہ روٹیاں علیؑ کے سپرد کردو۔

جابر برتنوں میں شوربہ ڈالتے گئے اور رسول خداؐ برتن لے کر صحابہ کو دیتے گئے خدا نے کھانے میں برکت عطا کی اور تمام صحابہ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

جب سات سو افراد سیر ہو کر روانہ ہوئے تو جابرؓ کہتے ہیں میں نے ہانڈی میں جھانک کر دیکھا تو وہ جوں کی توں گوشت سے بھری ہوئی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس میں سے کسی کو بھی کچھ نہیں دیا گیا۔ (۷۴)

۷۲

تبوک سے واپسی پر آنحضرتؐ کے قتل کی سازش

تبوک سے واپسی پر چودہ منافقین نے آنحضرتؐ کے قتل کی سازش کی۔ انہوں نے کچھ ڈبوں میں پتھر ڈالے اور ایک گھاٹی کے پاس چھپ کر بیٹھ گئے۔ سازش یہ تھی کہ

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرت کو سلمان فارسیؓ کی تجویز پسند آئی چنانچہ آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ مدینہ کے گرد ایک خندق کھودی جائے اس کام میں ہر دس افراد کے حصہ میں چالیس میٹر خندق آئی۔ گرمی کا موسم تھا۔ لُو زوروں پر تھی، شہر میں غلہ کی سخت کمی تھی اور مسلمان بھوک کا شکار تھے۔ نبی اکرمؐ نے خندق کھودنے میں بذات خود بھی حصہ لیا۔

کھدائی جاری تھی کہ سلمانؓ کے سامنے ایک بڑی چٹان نمودار ہوئی انہوں نے اس کے اطراف کی مٹی ہٹائی تا کہ اس چٹان کو وہاں سے نکالا جاسکے لیکن سلمانؓ کی پوری کوشش کے باوجود چٹان نہ تو ہٹی اور نہ ہی ٹوٹنے میں آئی۔

دوسرے مسلمان سلمانؓ کی مدد کیلئے آئے انہوں نے بھی چٹان کو توڑنے کی ازحد کوشش کی لیکن چٹان کسی طرح سے بھی ٹوٹنے میں نہ آئی۔ اب صحابہ نے رسول خداؐ سے مدد طلب کی۔ آنحضرتؐ نے تیشہ اٹھایا اور چٹان پر مارا۔ جس سے چنگاریاں اٹھیں آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! خدا نے مجھے حیرہ اور مدائن کے محلات دکھائے ہیں۔ آپ نے دوبارہ تیشہ مارا تو پھر چنگاریاں اٹھیں آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! خدا نے مجھے شاہ روم کے سرخ محلات دکھائے ہیں۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ تیشہ مارا۔ اس بار بھی چنگاریاں اٹھیں آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! خدا نے مجھے صنعاء کے محلات دکھائے ہیں۔ ان تمام مقامات پر مسلمانوں کی حکومت ہوگی۔

قلاش اور بھوک سے ستائے ہوئے مسلمانوں تک یہ خبر پہنچی تو وہ خوش ہو گئے اور جب منافقوں نے آنحضرت کی یہ پیشین گوئی سنی تو انہوں نے آپ کے فرمان کا مذاق اڑایا اور کہنے لگے: ''لو یہ بھی خوب رہی بارہ ہزار افراد کے مقابلے سے تو عاجز ہیں۔ ایران و روم کی مضبوط حکومتوں کو گرانے اور ان پر تسلط قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔''

منافق اگر عقل مند ہوتے تو وہ کبھی آنحضرتؐ کے فرمان کا مذاق نہ اڑاتے کیونکہ

Presented by Ziaraat.Com

مالک الملک اللہ ہے اور تمام قوت اس کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ جسے چاہے حکومت وسلطنت عطا کرے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔

بہر نوع کفار کا متحدہ لشکر مدینہ پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مدینہ کے اردگرد ایک گہری اور چوڑی خندق کھدی ہوئی تھی۔ اب خندق عبور کرنا محال تھا۔ لہذا لشکر کفار مدینہ کے گرد خیمے لگا کر بیٹھ گیا۔

ایک دن عمر بن عبدود نے اپنے ساتھ کچھ سواروں کو ملایا اور خندق کے گرد چکر لگایا۔ ایک جگہ سے انہیں خندق نسبتاً کم چوڑی دکھائی دی۔ انہوں نے اس مقام سے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور خندق کو عبور کیا اور مسلمانوں کے سامنے آ کر مبارز طلبی کی۔

مسلمان عمرو بن عبدود کی دلیری اور طاقت سے بخوبی واقف تھے اس لیے کوئی بھی اس کے مقابلہ پر جانے کے لیے آمادہ نہ ہوا۔

آنحضرتؐ نے مسلمانوں سے کہا کہ اس کے مقابلہ کے لیے جائیں۔ آپ نے تین مرتبہ مسلمانوں کو اس کے مقابلے کی دعوت دی لیکن ہر بار حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی بھی اس کے مقابلے کے لیے نہ اُٹھا۔

جب حضرت علیؑ تیسری بار اٹھے تو رسول خداؐ نے انہیں جانے کی اجازت دی۔ آپ شیروں کی چال چلتے ہوئے اس کے مقابلے پر آئے اور اسے بڑی دلیری سے قتل کر دیا۔ اس کے قتل سے مشرکین پر لشکر اسلام کی دہشت چھا گئی اور مسلمانوں کو اس سے بڑی خوشی محسوس ہوئی۔

خدا کا کرنا یہ ہوا کہ متحدہ لشکر کے سربراہوں میں اختلاف پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے لشکر میں بددلی پھیل گئی۔ پھر اسی دن اللہ نے سخت آندھی بھیجی جس نے لشکر کفار کے خیمے

Presented by Ziaraat.Com

اکھیڑ ڈالے اور ان کے سامان کو درہم برہم کر دیا نتیجتاً لشکر کفار نے وہاں سے روانگی میں ہی اپنی عافیت سمجھی چنانچہ جیسے ہی رات ہوئی تو کفار کا متحدہ لشکر وہاں سے واپس پلٹ گیا۔ اسے اس جنگ سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ وہ نہ تو اسلام اور مسلمانوں کا قلع قمع کر سکے اور نہ ہی پیغمبر اسلام کو شہید کر سکے۔ مالی نقصان اس کے علاوہ ہوا اور وہ مالی نقصان ان کے لئے باعث حسرت بن گیا۔ (۷۶)

۷۴

سونا یا چاندی؟

ایک مومنہ خاتون تین سو درہم کی تھیلی لے کر نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے وہ رقم آپ کی نذر کی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ درہم فقراء میں تقسیم کر دیں۔

آنحضرتؐ نے وہاں پر موجود ایک صحابی سے فرمایا: اس سے یہ تھیلی لے لو اور سونے کے یہ درہم زمین پر رکھ دو۔

صحابی نے وہ تھیلی لی اور خاتون کے سامنے اسے انڈیلا تو اس میں سے سونے کے درہم زمین پر گرنے لگے۔

جب خاتون نے یہ منظر دیکھا تو وہ حیران رہ گئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں تو اس تھیلی میں چاندی کے درہم ڈال کر لائی تھی۔ اب سونے کے درہم اس میں سے کیسے برآمد ہوئے؟

آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تعجب مت کرو۔ میں نے کہہ دیا کہ درہم سونے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سونے میں تبدیل کر دیا۔ (۷۷)

Presented by Ziaraat.Com

۷۵

معرکۂ بدر

آنحضرتؐ کی ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد بدر کی جنگ ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں مسلمانوں سے کامیابی کا وعدہ فرمایا تھا اور ارشاد فرمایا:

"ولینصرن الله من ینصره ان الله لقوی عزیز"(الحج۔۴۰)

(جو خدا کی مدد کرے تو خدا اُس کی ضرور مدد کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ قوت غلبہ والا ہے)۔

"بدر"ایک چشمہ کا نام ہے جو کہ مکہ کے قریب واقع ہے۔کفار مکہ وہاں پر نوسو پچاس مسلّح جنگجو لے کر آئے تھے۔اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا لشکر تین سو تیرہ جنگجو افراد پر مشتمل تھا۔مسلمانوں کے اکثریت پیدل تھی اور ان کے پاس ہتھیار بھی موجود نہیں تھے۔مسلمانوں کے پاس کل سات تلواریں تھیں جب کہ لشکرِ کفار پوری طرح ہتھیاروں سے لیس تھا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی غیبی مدد نازل فرمائی۔پہلی غیبی مدد بارش کے ذریعہ سے ہوئی جس سے میدان جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا۔کیونکہ جہاں مسلمان تھے وہ ریتلی جگہ تھی اور جہاں کفار تھے وہ سپاٹ میدان تھا۔اگر اللہ تعالیٰ بارش نہ برساتا تو مسلمانوں کے لئے جنگ لڑنا مشکل ہو جاتا۔مگر اللہ کا فضل ہوا رات کے وقت بارش ہوئی جس سے ریتیلا میدان جم گیا اور سپاٹ میدان کیچڑ سے بھر گیا چنانچہ کیچڑ اور پھسلن والے میدان میں گھوڑوں سے حملہ کرنا مشکل ہو گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

[illegible]

Presented by Ziaraat.Com

ابن مسعودؓ نے کہا: کامیابی اللہ اور اس کے رسول کو حاصل ہوئی ہے۔

ابوجہل نے کہا: اگر چہ یہی بات صحیح ہے تو محمدؐ سے جا کر کہہ دینا کہ میں اس وقت بھی اس سے شدید دشمنی رکھتا ہوں۔

ابن مسعودؓ نے کہا: اے بدبخت! تو تو فرعون سے بھی بڑا بدبخت ہے۔ زندگی کے آخری لمحہ میں وہ بھی ایمان لے آیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ میں اب خدا پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ لیکن تیری حالت یہ ہے کہ تو اب بھی اپنے کفر پر باقی ہے!؟

ابن مسعودؓ نے ابوجہل لعین کی گردن کو کاٹنا شروع کیا لیکن ان کا خنجر کند تھا اور وہ گردن نہیں کاٹ سکتا تھا۔ انہوں نے ادھر ادھر دیکھا تو انہیں ابوجہل کی تلوار دکھائی دی جو اس کے پہلو میں زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے وہ تلوار اٹھائی اور اس سے ابوجہل کی گردن کاٹی۔ پھر ایک رسی سے اس کا سر باندھا اور اسے کھینچتے ہوئے رسول خداؐ کے پاس لے آئے۔

اس لعین کے کٹے ہوئے سر کو دیکھ کر آنحضرتؐ بے حد خوش ہوئے اور آپ نے سجدہ شکر ادا کیا۔

جنگ بدر کے قیدیوں میں رسول کے چچا عباس ابن عبدالمطلب بھی شامل تھے جب مسلمان سپاہی انہیں گرفتار کر کے آنحضرتؐ کے پاس لائے تو آپ ہنسنے لگے۔

عباس نے کہا: محمدؐ! کیا آپ از روئے شماتت ہنس رہے ہیں؟

نبی اکرمؐ نے فرمایا: نہیں۔ مجھے تو اس بات پر ہنسی آ رہی ہے کہ مسلمان تمہارے ہاتھ باندھ کر تمہیں زبردستی جنت میں لے جانا چاہتے ہیں۔

قیدیوں سے فدیہ لیا گیا ہر قیدی کے اہل خاندان نے فدیہ دے کر اپنے قیدی

Presented by Ziaraat.Com

کو رہا کرایا۔ فدیہ کا تعین قیدیوں کی مالی حالت کو مدنظر رکھ کر کیا گیا۔ ہر قیدی سے کم از کم ایک ہزار اور زیادہ سے زیادہ چار ہزار درہم فدیہ وصول کیا گیا۔

اس جنگ میں رسول خداؐ کا داماد ابوالعاص بن ربیع بھی قید ہوا تھا۔ اس کے گھر رسول خداؐ کی صاحبزادی زینب بنت خدیجہؓ تھیں۔ (۷۸)

اس کی بیوی کے پاس اور دولت تو نہیں تھی کہ اپنے شوہر کو اس سے آزاد کراتی اس نے اپنا ہار فدیہ کے طور پر مسلمانوں کے پاس بھیجا۔ جب رسول اکرمؐ کی ہار پر نظر پڑی تو انہیں اپنی وفادار رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ یاد آئیں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا: ''لوگو! میری بیٹی اتنی مجبور ہوگئی ہے کہ اس نے اپنے شوہر کی رہائی کے لئے وہ ہار بھیجا ہے جو رخصتی کی شب اسے اس کی ماں خدیجہؓ نے دیا تھا۔ اگر تم چاہو تو ایک بیٹی کے پاس ماں کی یادگار باقی رہنے دو اور قیدی کو فدیہ کے بغیر رہا کردو۔''

مسلمانوں نے خوشدلی سے فدیہ معاف کردیا۔

اس مقام پر مجھے نہج البلاغہ کے شارح ابن ابی الحدید کا قول بہت اچھا لگتا ہے انہوں نے لکھا: شیخین نے حضرت زہراؑ پر بہت سختی کی۔ وہ رسول خداؐ کی روح کو خوش کرنے کے لئے انہیں فدک واپس کردیتے تو کیا فرق پڑتا تھا اور اگر شیخین سیدہ سے فدک نہ لیتے تو مسلمانوں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کسی مسلمان نے ان سے یہ مطالبہ نہیں کیا تھا کہ تم بنت رسول سے فدک واپس لو۔ (۷۹)

Presented by Ziaraat.Com

۷۶

قرض خواہ یہودی

ایک یہودی کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند دینار قرض واپس لینا تھا۔
ایک دن آپ راستے میں جا رہے تھے کہ وہ یہودی آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: ''جب تک آپ میرا قرض ادا نہیں کریں گے اس وقت تک میں آپ کو یہاں سے نہیں جانے دوں گا۔''

نبی اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت ادائیگی کے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

یہودی نے کہا: جب تک آپ میرا قرض واپس نہیں دیں گے میں بھی آپ کو یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔

آپ نے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو میں تیرے ساتھ یہیں بیٹھ جاتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا آپ کے صحابہ وہاں جمع ہوتے گئے۔ جب انہوں نے یہودی کی یہ جسارت دیکھی تو انہوں اس کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ آپ نے انہیں ہر طرح کی تادیبی کارروائی سے روک دیا اور فرمایا کہ تم دور چلے جاؤ۔

حکم رسول کے تحت صحابہ دور چلے گئے۔

سورج لمحہ بہ لمحہ گرم ہو رہا تھا اور اس کی تپش سے آپ کو اذیت پہنچ رہی تھی یہاں تک کہ آپ کے چہرہ اطہر سے پسینہ بہنے لگا۔ اس کے باوجود آپ نے کس طرح کے غصہ کا

Presented by Ziaraat.Com

اظہار نہ کیا اور نہ کوئی سخت جملہ کہا: آپ سارا دن وہیں بیٹھے رہے اور ظہر، عصر اور مغرب وعشا کی نمازیں وہیں پڑھیں پھر رات چھا گئی آپ نے رات بھی وہیں بسر کی اور فجر کی نماز بھی وہیں پڑھی۔

صحابہ یہودی کو ڈرانے دھمکانے لگے۔ آپ نے فرمایا: تم اس سے یہ کیسا سلوک کر رہے ہو؟

صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! اس کی یہ جرأت کہ آپ کو یرغمال بنا کر اپنے پاس بٹھا لے!!

آنحضرتؐ نے فرمایا: اللہ نے مجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ میں کسی ہم پیمان یا کسی اور پر ظلم کروں۔ جب دن چڑھا تو یہودی نے کلمہ اسلام پڑھتے ہوئے کہا:

''اشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمد عبدہ ورسولہ'' میں اپنی دولت کا ایک حصہ راہ خدا میں دیتا ہوں۔ میں نے آپ کو اس لئے نہیں روکا تھا کہ میں آپ کی توہین کروں۔ اس ذریعہ سے میں آپ کے پیمانہ صبر کو آزمانا چاہتا تھا کیونکہ تورات میں میں نے آپ کی یہ صفت پڑھی ہے:

محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوگا اور ''طیبہ'' کی طرف ہجرت کرے گا۔ وہ تندخو اور سخت مزاج اور بے ہودہ گوئی کرنے والا نہ ہوگا اور کوئی جھوٹی بات زبان سے نہیں کہے گا۔(۸۰)

۷۷

رحمت عالم کی مظلومیّت

مبعوث برسالت ہونے کے تین سال بعد تک آپ خفیہ طور پر دعوت اسلام

Presented by Ziaraat.Com

دیتے رہے۔اس کے بعد اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ کھل کر اللہ کا پیغام پہنچائیں اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیں۔

ایام حج شروع ہوئے تو پورے جزیرۃ العرب سے لوگ مکہ کی طرف آنا شروع ہوئے۔ نبی اکرمؐ کوہ صفا چڑھے اور آپ نے بلند آواز سے فرمایا: ''لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں۔تم اللہ رب العالمین پر ایمان لاؤ۔''

لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے تعجب سے یہ اعلان سنا اور سب کی خواہش ہوئی کہ وہ اعلان کرنے والے کو دیکھیں۔

پھر آپ صفا سے اتر کر مروہ آئے اور وہاں پر بھی آپ نے تین بار یہی اعلان کیا۔ جب ابو جہل نے آنحضرتؐ کا یہ اعلان سنا تو اسے سخت غصہ آیا۔اس نے زمین سے ایک پتھر اٹھا کر آپ کی پیشانی پر مارا جس سے آپ کی پیشانی زخمی ہوگئی، خون بہنے لگا اور آپ کا پورا چہرہ لہولہان ہوگیا۔

اس کے بعد تمام مشرکین آپ کو پتھر مارنے لگے۔ نبی اکرم مجبور ہوکر کوہ ابی قبیس پر چڑھ گئے اور ایک چٹان کے پیچھے جاکر چھپے۔ مشرکین نے بھی آپ کا تعاقب کیا لیکن آپ انہیں کہیں دکھائی نہ دیئے۔ ناکام و نامراد ہوکر انہیں واپس آنا پڑا۔

اسی اثناء میں ایک شخص نے حضرت علیؑ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ محمدؐ مارے جاچکے ہیں۔

یہ سن کر حضرت علیؑ کو شدید دکھ ہوا اور آپ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے پاس آئے اور ان سے کہا: میں نے سنا ہے کہ مشرکین نے رسول خداؐ پر سنگباری کی ہے اور بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ نبی اکرمؐ شہید ہوگئے ہیں۔آپ روٹی پانی اٹھائیں اور میرے ساتھ انہیں تلاش کرنے کے لئے چلیں ممکن ہے ہمیں ان کا کہیں نشان مل

Presented by Ziaraat.Com

جائے۔آپ وادی پر نظر رکھیں اور میں پہاڑ کے دامن میں آپ کو تلاش کرتا ہوں۔آپ روتے ہوئے آگے بڑھے اور آپ کہہ رہے تھے:

یا رسول اللہ! ہمیں جواب دیں آپ کہاں ہیں۔میری روح آپ پر قربان،آپ کس وادی میں بھوکے پیاسے ہیں آپ نے مجھے اپنے ساتھ کیوں نہ لیا تھا؟

حضرت خدیجہؑ رو رو کر فریاد کر رہی تھیں:

کوئی ہے جو نبی مصطفیٰ کی مجھے خبر دے؟ کیا کسی نے انہیں دیکھا ہے جو مجھے ان کے متعلق بتلائے؟

اس وقت جبریلؑ امین رسول خداؐ پر نازل ہوئے ان کے پیچھے ملائکہ کی بہت سی صفیں تھیں۔انہوں نے آنحضرتؐ سے کہا:''خداوند جبار نے ہمیں آپ کے فرمان کی تعمیل کے لئے بھیجا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم اس قوم کو تباہ کر دیں گے اور ان کا دنیا میں کہیں نام نشان تک دکھائی نہ دے گا''۔

رحمۃ اللعالمین نے فرمایا:''میں نبی رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں میں عذاب وانتقام کا نقیب نہیں ہوں۔پروردگار میری قوم کو معاف کر دے وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔''

جبریلؑ امین نے آنحضرتؐ سے کہا:

خدیجہؑ آپ کو تلاش کر رہی ہے خدیجہؑ کے رونے نے آسمان کے فرشتوں کو رلا دیا ہے آپ انہیں جواب دیں خدا کی طرف سے اور ہماری طرف سے انہیں سلام پہنچائیں اور انہیں جنت کی بشارت دیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے خدیجہؑ وعلیؑ کو صدا دی اور انہیں اپنے پاس بلایا۔دونوں شخصیات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں،انہوں نے آپ کی پیشانی پر پٹی باندھی اور گھر لے آئے۔

Presented by Ziaraat.Com

جب مشرکین کو معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم اپنے گھر آ چکے ہیں تو انہوں نے گھر کا محاصرہ کر لیا اور سنگباری شروع کر دی۔ حضرت علیؑ وخدیجہؑ آپ کا دفاع کرنے لگے۔ جب سنگباری میں معمولی سا وقفہ ہوا تو حضرت خدیجہؑ گھر سے نکلیں اور انہوں نے چیخ کر کہا:

''فرزندان قریش! کیا تم سے حیا رخصت ہو گئی ہے۔ تم اپنے قبیلہ کی معزز اور محترم خاتون کے گھر پر سنگباری کرنے لگے ہو اگر تمہیں خدا کا خوف نہیں ہے تو دوسرے لوگوں کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع نہ دو اور اپنے لئے ہمیشہ کی ذلت وبدنامی تو نہ خریدو۔''

جب مشرکین نے حضرت خدیجہؑ کی گفتگو سنی تو ندامت کے مارے ان کے سر جھک گئے اور وہ شرمندہ ہو کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔

نبی اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم نے دعوت اسلام کا آغاز ان روح فرسا واقعات کے ساتھ کیا تھا آپ پر کروڑوں سلام ہوں آپ نے لوگوں کو گمراہی وضلالت سے بچانے کے لئے قدم قدم پر تکالیف اٹھائیں اور صدمے برداشت کئے۔ (۸۱)

۷۸

منقش پردہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کا معمول تھا کہ آپ جب سفر یا غزوہ سے واپس مدینہ آتے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام علیہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ تا کہ ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو اور وہ اپنے مقام پر فخر کر سکیں۔

ایک دفعہ آنحضرتؐ سفر سے واپس مدینہ آئے اور اپنی عادت کے مطابق اپنی نورِ

Presented by Ziaraat.Com

نظر کے گھر پہنچے۔آپ نے دیکھا کہ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر رنگین نقش ونگار والا پردہ آویزاں تھا۔آنحضرت کو وہ پردہ پسند نہ آیا آپ بیٹی سے ملے بغیر اپنے گھر چلے آگئے۔

جب حضرت سیدہؑ کو معلوم ہوا کہ والد ماجد یہاں آ کر واپس چلے گئے تو انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ انہیں نقش ونگار والا پردہ پسند نہیں آیا۔آپ نے اپنے فرزندوں حسن و حسین علیہما السلام کو بلایا اور وہ پردہ اتار کر انہیں دیا اور ان سے فرمایا:

تم اپنے کریم نانا کے پاس جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ نانا جان آپ اس پردہ کو فروخت کر دیں اور اس سے جو قیمت حاصل ہو اسے خدا کی راہ میں خرچ کر دیں۔

حسنین علیہما السلام نے پردہ اٹھایا اور نبی اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر پیش کیا اور اپنی والدہ ماجدہ کا انہیں پیغام پہنچایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس پر اس کا باپ قربان، (آپ نے تین بار جملے دہرائے) بھلا خاندان محمدؐ اور دنیا کا آپس میں کیا تعلق ہے۔اگر خدا کی نظر میں دنیا کی اہمیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر اس میں سے ایک گھونٹ پانی نہ پی سکتا۔(۸۲)

۷۹

دولت اور آزمائش

''ثعلبہ'' رسول اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم کا ایک صحابی تھا اور وہ بڑا متقی اور عابد وزاہد انسان سمجھا جاتا تھا۔ایک دن رسول خدا صلی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے تنگدستی کی شکایت کی۔اور عرض کیا: ''یارسول اللہؐ! میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے

Presented by Ziaraat.Com

دولت عطا فرمائے۔"

نبی اکرمؐ نے فرمایا: "ثعلبہ! وہ قلیل رزق جس کا انسان شکر ادا کر سکے، اس کثیر رزق سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ ہو سکے۔ کیا میری زندگی تیرے لئے نمونہ عمل نہیں ہے؟ خدا کی قسم اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ میرے لئے سونے چاندی کے بن سکتے تھے۔"

اس وقت تو ثعلبہ چلا گیا لیکن چند دن بعد پھر آپ کے پاس آیا اور کہا: "یارسول اللہؐ! آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے دولت عطا فرمائے۔ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر اللہ نے مجھے دولت دی تو میں حقداروں کو ان کا حق دوں گا۔"

اس وقت رسول خداؐ نے فرمایا: پروردگار! ثعلبہ کو دولت عطا فرما۔

اس کے پاس ایک بکری تھی اس کی نسل بڑی تیزی سے پھلنے پھولنے لگی۔ اس نے کچھ اور بکریاں بھی خرید لیں اور اس کے پاس بکریاں اتنی زیادہ ہو گئیں کہ اس کے لئے مدینہ تنگ ہو گیا۔ اس لئے وہ ایک وادی میں چلا گیا۔ وہاں بکریوں کو بڑی افزائش ہوئی جس کی وجہ سے اسے مدینہ سے زیادہ دور جانا پڑا اور جمعہ و جماعت سے بھی رہ گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محصّل زکوٰۃ کو اس کے پاس زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا تو ثعلبہ نے انکار کیا اور بخل کا مظاہر کیا اور کہا کہ زکوٰۃ تو مجھے جزیہ کی بہن دکھائی دیتی ہے۔ آنحضرتؐ کا بھیجا ہوا عاملِ زکوٰۃ واپس آیا اور اس نے آپؐ کو اس کے جواب سے مطلع کیا اس کا جواب سن کر رحمت عالم نے فرمایا: "ثعلبہ پر افسوس ۔۔۔ ثعلبہ پر افسوس"!

اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

ومنهم من عاهد الله لئن اٰتا نامن فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين ٥فلمّا اٰتا هم من فضله بخلوابه وتولوا وهم

Presented by Ziaraat.Com

معرضون ٥فاعقبهم نفاقافی قلوبهم الی یوم یلقونه بما اخلفوا الله ماوعدوه وبما کانوایکذبون۔ (التوبہ۷۵تا۷۷)

(اوران میں بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگراس نے اپنے فضل سے ہم کونوازا تو ہم خیرات کریں گے اور صالح بن کر رہیں گے۔مگر جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دولت مند کردیا تو وہ بخل پر اتر آئے اور اپنے عہد سے ایسے پھرے کہ انہیں اس کی پرواتک نہیں ہے۔نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اس بدعہدی کی وجہ سے جوانہوں نے اللہ کے ساتھ کی ہے اوراس جھوٹ کی وجہ سے جو وہ بولتے رہے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق بٹھادیا جو اس کے حضوران کی پیشی کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا)۔

ثعلبہ کے برعکس ایک نیک بخت انسان کا حال سنیئے۔

رسول خداؐ نے اپنے دونمائندے ایک ''سُلیمی'' شخص کے پاس بھیجے۔انہوں نے اس کے سامنے زکوٰۃ کی آیات پڑھیں اور نبی اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم کا اسے پیغام پہنچایا تو اس نے کہا: خدا اور اس کے رسول کے فرمان کے سامنے میں سرتسلیم خم کرتا ہوں۔پھر وہ اپنے اونٹوں کے گلّے میں گیا اور اچھے اچھے اونٹ چن کر نمائندگان رسول کے پاس لے آیا اوران سے کہا کہ تم یہ اونٹ لے جاؤ اور نبی اکرم کی خدمت میں پیش کرو۔

پیغمبرؐ کے نمائندہ نے کہا: ''رسول خدا نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا تھا کہ ہم سب سے بہتر جانوروں کا انتخاب کرکے لے آئیں۔''

اس مردمومن نے کہا: مگر میں خدا اور رسول کی خدمت میں اپنا سب سے اچھا مال پیش کرنے کا خواہش مند ہوں۔(۸۳)

Presented by Ziaraat.Com

۸۰

دعائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ام سلمہؓ رسول اکرم کی ایک باوقار زوجہ اور صدر اسلام کی صالح خواتین میں سے تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں:

ایک رات میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول خدا بیدار ہو چکے ہیں آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر آپ نے دونوں ہاتھ بلند کر کے یہ دعا مانگی:

اللھم لا تنزع منی صالح ما اعطیتنی

اللھم لا تشمت بی عدواً ولا حاسداً ابدا

اللھم لا تردنی فی سوء استنقذ تنی منه ابدا

اللھم لا تکلنی الی نفسی طرفة عین ابدا

پروردگار! اپنی عطا کردہ کوئی بھلائی مجھ سے نہ چھیننا۔

پروردگار! میرے متعلق کبھی دشمن اور حاسد کو خوش ہونے کا موقع فراہم نہ کرنا۔

پروردگار! جس برائی سے تو نے مجھے نکالا ہے اس میں کبھی مجھے داخل نہ کرنا۔

پروردگار! چشم زدن کیلئے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کرنا۔

جب میں نے آپ کی یہ دعا سنی تو میں رونے لگی۔ آپ نے فرمایا: ام سلمہ! کیوں رو رہی ہو؟

میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان، میں روؤں نہیں تو اور کیا کروں اللہ نے آپ کو بڑی عظمت بخشی ہے۔ اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی کمزوریوں کی

Presented by Ziaraat.Com

تلافی کردی ہے اس کے باوجود آپ خدا سے یہ مانگ رہے ہیں کہ وہ آپ کے متعلق دشمن کو خوش ہونے کا موقع نہ دے اور آپ کو کسی برائی میں داخل نہ ہونے دے اور اپنی عطا کردہ کوئی نعمت آپ سے سلب نہ کرے اور آپ کو چشم زدن کے لئے آپ کے نفس کے حوالے نہ کرے!!!

رسول اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ام سلمہ! میں کیسے مطمئن ہوسکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یونسؑ بن متی کو آنکھ جھپکنے کی دیر کے لئے ان کے نفس کے حوالے کیا تھا تو جو کچھ ان سے سرزد ہوا اور جو کچھ ان کا انجام ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔ (۸۴)

۸۱

وعدہ وفائی

رسول خداؐ نے ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ فلاں وقت ایک مخصوص مقام پر ایک چٹان کے پاس آجاؤں گا۔ جب وہ وقت قریب ہوا تو آپ مقررہ مقام کی طرف گئے اور اس شخص کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن وہ شخص نہ آیا۔

اس حالت میں کئی گھنٹے گزر گئے اور سورج نصف النہار پر پہنچ گیا۔ سورج کی تپش آپ کے جسم نازنین کو ستانے لگی۔ کچھ صحابی آئے اور انہوں نے آپ کو دھوپ میں دیکھا تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! یہاں سے اُٹھیں اور سایہ میں چل کر بیٹھیں۔

آپؐ نے فرمایا:

میں نے اس سے اسی جگہ کا وعدہ کیا تھا کہ اس کے آنے تک میں اس مقام پر

Presented by Ziaraat.Com

رہوں گا۔اس کے بعد کئی گھنٹے اور گزر گئے پھر وہ شخص آیا اور وہ معذرت کرنے لگا آپ نے فرمایا:

اگر تو یہاں نہ آتا تو میں مرتے دم تک اس جگہ سے نہ اٹھتا۔(۸۵)

۸۲

پیغمبر اکرمؐ کے قتل کا منصوبہ

اعلان رسالت کو تیرہ برس کا عرصہ گزر چکا تھا اس پورے عرصہ میں رسول خدا اور اہل اسلام نے ہزاروں مصائب برداشت کئے لیکن پیغمبر اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم نے صبر کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔آپ کے صبر واستقامت کی وجہ سے مشرکین کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔

جب عقبہ ثانیہ میں اہل مدینہ کی ایک معتد بہ جماعت نے آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت اسلام کی اور انہوں نے آپ کو مدینہ آنے کی دعوت دی تو مشرکین کی آتش حسد اور تیز ہوگئی، وہ ''دارالندوہ'' میں جمع ہوئے۔اس اجتماع میں شیطانِ لعین بھی شیخ نجدی کے روپ میں شریک ہوا۔

مشرکین کے سربرآوردہ اشخاص نے کہا کہ محمدؐ کی دعوت کو مدینہ میں پذیرائی حاصل ہوچکی ہے اور اگر وہ مدینہ چلے گئے تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد ان کے گرد جمع ہوجائے گی جس کے نتیجہ میں وہ طاقتور ہوجائیں گے پھر ان سے مقابلہ کرنا دشوار ہوجائے گا لہٰذا اس سے قبل کہ محمدؐ وہاں چلے جائیں ان کا کوئی تدارک کیا جائے۔

ابوجہل نے کہا: گروہ قریش! پورے عرب میں ہم سے زیادہ محترم کوئی نہیں

Presented by Ziaraat.Com

تھا۔ہم خدا کا خاندان ہیں۔عرب سال میں دو مرتبہ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہمارے احترام کرتے ہیں۔ہم لوگ اللہ کے حرم میں رہائش پذیر ہیں۔کوئی طالع آزما ہمارے خلاف طمع نہیں کرسکتا۔ہم پوری عظمت وشوکت سے اب تک رہے ہیں۔جب محمدؐ بن عبداللہ جوان ہوا تو ہم نے اس کی صداقت ودیانت کی وجہ سے اس کا نام امین رکھا۔لیکن اس نے ہمیں اس کا یہ صلہ دیا کہ اس نے رسالت کا دعویٰ داغ دیا اور یہ اعلان کیا کہ اس کے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں۔اس نے ہمارے نظریات کو احمقانہ قرار دیا اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں اور ہمارے جوانوں کو بگاڑ دیا اور ہماری جماعت میں انتشار پیدا کیا اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارے تمام بزرگ دوزخی ہیں۔اس نے ہمارے ستیاناس کر دیا ہے۔اس کے متعلق میں نے ایک رائے قائم کی ہے۔

حاضرین نے کہا:تم اپنی رائے بیان کرو۔

ابوجہل نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہم اس کے پاس کسی کو بھیجیں جو اسے جا کر قتل کردے۔اگر بنی ہاشم نے اس کا مطالبہ کیا تو ہم دس گنا زیادہ دیت دیں گے۔

ابلیس جو کہ وہاں شیخ نجدی کی شکل میں بیٹھا ہوا تھا،اس نے کہا: یہ رائے بالکل غلط ہے۔

حاضرین نے کہا کہ آپ بتائیں اس رائے میں کیا خامی ہے؟

ابلیس نے کہا: بنی ہاشم تم سے دیت کا مطالبہ نہیں کریں گے وہ محمدؐ کے قاتل کو ہر قیمت پر قتل کریں گے۔اب بتاؤ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو قتل ہونا پسند کرے۔جب محمدؐ قتل ہوئے تو بنی ہاشم انتقام کیلئے کھڑے ہوں گے اور بنی ہاشم کی وجہ سے ان کا حلیف قبیلہ خزاعہ بھی اس میں شامل ہو جائے گا۔یاد رکھو! بنی ہاشم کبھی یہ پسند نہیں کریں گے کہ محمدؐ کا قاتل زمین پر چلتا ہوا دکھائی دے۔محمدؐ کے قتل کی وجہ سے تمہارے اندر جنگیں پھوٹ پڑیں گی اور تم

Presented by Ziaraat.Com

سب تباہ ہو جاؤ گے۔

امیہ نے کہا کہ اس سلسلہ کے لئے میری بھی ایک رائے ہے۔

ابلیس نے کہا: تم اپنی رائے پیش کرو۔

اس نے کہا: ہمیں محمد کو اس کے گھر میں قید کر دینا چاہیے۔ کھانے کے وقت اس کو روٹی دیتے رہنا چاہیے۔ یہاں تک کہ وہ زہیر، نابغہ اور امرؤ القیس جیسے شعراء کی طرح سے مر جائے۔

ابلیس نے کہا: یہ رائے پہلی رائے سے بھی زیادہ بیکار ہے۔

حاضرین نے کہا: آخر اس میں کیا خرابی ہے؟

ابلیس نے کہا: سنو! بنی ہاشم محمدؐ کی گرفتاری اور قید پر کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ ایام حج میں جب لوگ یہاں آئیں گے تو وہ ان سے مدد طلب کر کے اسے تمہاری قید سے زبردستی رہا کرا لیں گے۔

ایک شخص نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہم محمد کو یہاں سے نکال دیں اور اطمینان سے اپنے خداؤں کی عبادت کریں۔

ابلیس نے کہا: ''یہ رائے تو پہلی دو آراء سے بھی زیادہ ناقص ہے۔''

حاضرین نے کہا کہ اس رائے میں کیا خرابی ہے؟

ابلیس نے کہا کہ تم بھی بڑے سادہ لوگ ہو۔ محمدؐ ایک حسین ترین شخص ہے، وہ گفتگو کرنے کا ماہر ہے اور ہمیشہ ٹھنڈے اور دھیمے لہجہ میں بات کرنے کا عادی ہے۔ جب تم نے اسے یہاں سے نکال دیا تو وہ عرب کے دوسرے قبائل کے پاس چلا جائے گا اور انہیں اپنے جال میں پھانس لے گا اور انہیں اپنی زبان کے سحر سے مسحور کر لے گا۔ تمہیں اس وقت پتہ چلے گا جب وہ ایک لشکر جرار لے کر تم پر حملہ آور ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

حاضرین نے کہا کہ آپ نے ہماری آراء کو مسترد کر دیا ہے اب آپ اپنی جچی تلی رائے پیش کریں۔

ابلیس نے کہا: اس مسئلہ کا بس یہی ایک حل ہے کہ قبیلہ قریش کی جتنی بھی شاخیں ہیں ہر شاخ میں سے ایک فرد لو اور بنی ہاشم میں بھی ایک فرد کو اپنے ساتھ شامل کرو (اشارہ ابولہب کی طرف تھا) تمام افراد کو تلواریں اور چھریاں دے دو۔ وہ محمدؐ کے گھر میں داخل ہوں اور بیک وقت اس پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیں۔ اس طرح سے محمدؐ کا خون قریش کی تمام شاخوں میں بٹ جائے گا اور بنی ہاشم اس کے خون کا مطالبہ نہیں کر سکیں گے۔ ویسے بھی بنی ہاشم کا ایک فرد تمہارے ساتھ شریک ہوگا۔ جب وہ انتقام نہ لے سکیں گے تو وہ تم سے خون بہا طلب کریں گے۔ تم انہیں تین خون بہا دے دینا۔

حاضرین نے کہا کہ تین تو کچھ بھی نہیں ہم دس خون بہا دینے پر آمادہ ہیں۔

تمام حاضرین نے کہا کہ شیخ نجدی کی تجویز بہترین تجویز ہے۔ چنانچہ انہوں نے قریش کی ہر شاخ سے ایک ایک فرد لیا اور بنی ہاشم میں سے رسول خدا کا چچا ابولہب بھی شریک ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل امینؑ کو آنحضرتؐ کے پاس روانہ کیا اور انہیں بتایا کہ قریش نے دارالندوہ میں بیٹھ کر آپ کے خلاف منصوبے بنائے ہیں۔

"واذ یمکر بک الذین کفرو الیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین" (سورہ انفال۔۳۰)

(جب کافر آپ کے متعلق منصوبے بنا رہے تھے کہ آپ کو گرفتار کرلیں یا قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں۔ وہ منصوبے بنا رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے)

Presented by Ziaraat.Com

شام ہوئی تو قریش کے خونخوار درندے جمع ہوئے۔ ابولہب نے ان سے کہا:

''میں تمہیں رات کے وقت محمدؐ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ گھر میں عورتیں اور بچے ہیں اور اس سے انہیں بھی نقصان پہنچ سکتا ہے آج رات ہم اس کے گھر کا محاصرہ کریں گے صبح کے وقت اندر داخل ہوں گے۔''

چنانچہ آنحضرتؐ کے بدترین دشمن آپ کے گھر کا محاصرہ کر کے بیٹھ گئے۔ نبی اکرمؐ کے سونے کے لئے بستر بچھایا گیا تو آپ نے علیؑ بن ابی طالبؑ سے فرمایا: علیؑ! آج میرے لئے اپنی جان قربان کرو گے؟۔

حضرت علیؑ نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: آج رات تم میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ اور میرے یہاں سے جانے کے بعد لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کرنا اور ''فواطم'' کو ساتھ لے کر مدینہ آجانا (۸۶)

حضرت علیؑ رسول خدا کے بستر پر ان کی چادر اوڑھ کر سو گئے۔ حضرت جبریلؑ آئے، انہوں نے رسول خداؐ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں گھر سے باہر لے آئے۔ گھر کے باہر خونخوار دشمن موجود تھے مگر آپ انہیں دکھائی نہ دیئے۔

صبح قریب ہوئی تو قاتلوں نے اپنی تلواریں علم کیں اور آنحضرتؐ کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کے بستر کے قریب گئے۔ کسی نے کہا: ایسے چپکے سے محمدؐ پر حملہ نہ کرو اس کے منہ سے چادر ہٹا دو تا کہ محمد ہمیں دیکھ لے کہ ہم نے اسے قتل کیا ہے۔

جب چہرے سے چادر ہٹائی گئی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بستر پر حضرت علیؑ سو رہے تھے۔ آپ نے آنکھیں کھولیں اور انہیں دیکھ کر گرجدار آواز سے کہا:

یہاں کیا کرنے آئے ہو؟

Presented by Ziaraat.Com

انہوں نے کہا کہ محمدؐ کہاں ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: ''کیا تم نے انہیں میرے نگرانی میں دیا تھا کہ میں انہیں تمہارے حوالے کروں۔تم خود ہی کہتے تھے کہ محمدؐ تمہارے شہر سے چلا جائے۔اب وہ تمہارا شہر چھوڑ کر چلے گئے ہیں''۔

ایک کافر نے کہا: کوئی بات نہیں اگر محمدؐ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں تو اس کے عوض علیؑ کو قتل کر دینا چاہیے۔

ابوجہل نے کہا: نہیں یہ ابھی کمسن ہے ابھی اس کی عقل پختہ نہیں ہوئی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: ''خاموش ہو جا! اللہ نے مجھے اتنی عقل عطا کی ہے اگر اسے تمام انسانوں پر تقسیم کیا جائے تو دنیا میں ایک بھی پاگل نہ رہے اور خدا نے مجھے اتنی قوت عطا کی ہے اگر اسے تمام جہانوں پر تقسیم کیا جائے تو ایک بھی کمزور باقی نہ رہے۔''

آپ کا یہ فرمان سن کر ابوالبختری کو غصہ آیا اس نے آپ کو شہید کرنے کے لئے تلوار بلند کی۔امامؑ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور زور سے جھٹکا دیا۔اس کی تلوار دور جا گری اور وہ خود بے ہوش ہو کر گر پڑا۔مشرکین نے اسے اٹھایا اور اپنے گھروں کو چل دیئے۔

اس مہم سے ناکام ہونے کے بعد قریش نے اعلان کیا جو انہیں نبی کی خبر بتائے گا اسے ایک سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔

آنحضرتؐ اپنے گھر سے نکلے راستے میں حضرت ابوبکر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آنحضرتؐ سے ساتھ چلنے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ اب جب کہ آپ بھی مکہ چھوڑ کر جا رہے ہیں تو مجھے مشرکین میں اکیلا نہ چھوڑیں۔

رسول خداؐ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور انہیں اپنے ساتھ لیا۔پھر دونوں صاحبان وہاں سے روانہ ہو کر غار ثور میں جا کر چھپ گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

اہل عرب میں کچھ افراد سراغ رسانی کے بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے وہ نشان قدم کو پہچان کر لوگوں کو تلاش کر لیتے تھے۔ اس وقت مکہ میں ''ابوکرز'' اس فن کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ مشرکین نے اسے بہت بڑے انعام کا لالچ دیا اور کہا ہمیں محمدؐ تلاش کر دو۔

وہ مشرکین کی اس جماعت کو لے کر آنحضرتؐ کے دروازے پر آیا اور اس نے آپ کا وہاں پر لگا ہوا نشان قدم دیکھا اور کہا کہ یہ قدم تو اس قدم جیسا ہے جو مقام ابراہیم میں حضرت ابراہیمؑ کا لگا ہوا ہے۔

پھر اس نے نشان قدم پر چلنا شروع کیا اور مشرکین کو لے کر غار ثور کے دہانے تک پہنچ گیا اور یہاں پہنچ کر اس نے کہا: محمد مصطفیٰ اور ابوبکر یہاں سے آگے نہیں گئے اب یہاں سے یا تو وہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں یا زمین میں داخل ہو گئے ہیں۔

حضرت ابوبکر نبی اکرمؐ کے پاس بیٹھے تھے جب انہوں نے یہ باتیں سنیں تو تقاضائے بشریت سے لرز اٹھے اور انہوں نے کہا: یا رسول اللہؐ وہ اب غار میں داخل ہوں گے اور ہمیں گرفتار کر لیں گے۔

نبی اکرمؐ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا: ''لا تحزن ان اللہ معنا'' گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

آنحضرتؐ نے غار کے قریب کھڑے درخت کی طرف اشارہ کیا وہ درخت آگے بڑھا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا مکڑی نے وہاں جالا تنا اور کبوتری نے غار کے دروازے پر انڈے دیئے اور انڈوں پر بیٹھ گئی۔

مشرکین آگے بڑھے یہاں تک کہ وہ غار سے بیس فٹ کے فاصلہ پر آ گئے انہوں نے غار کے دہانے کو دیکھا تو وہاں پر مکڑی کا جالا دکھائی دیا اور انہوں نے دیکھا کہ کبوتری وہاں اطمینان سے اپنے انڈوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر وہ واپس لوٹ گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

نبی اکرمؐ نے تین دن تک غار میں قیام کیا۔ پھر آپ وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس دوران سراقہ بن مالک بن جشعم کو معلوم ہوا کہ قریش مکہ نے نبی کو تلاش کرنے والے کے لئے ایک سو اونٹوں کا اعلان کیا ہے تو وہ قسمت آزمائی کے لئے گھوڑے پر سوار ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش شروع کر دی کچھ دیر سفر کرنے کے بعد اس کی نظر رسول خدا پر پڑی۔ نبی اکرم نے اسے دیکھا تو آپ نے دعا مانگی کہ خدایا! مجھے سراقہ کے شر سے محفوظ فرما۔

آپ کی دعا ختم ہوئی تو اس کے گھوڑے کے قدم زمین میں دھنس گئے اس نے گھوڑے کو نکالنے کی بڑی کوشش کی لیکن اس کا گھوڑا نہ نکل سکا۔

وہ دوڑتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے پتہ چل گیا ہے کہ میرے گھوڑے کے قدم آپ کی وجہ سے دھنسے ہیں، آپ اللہ سے دعا مانگیں کہ میرے گھوڑے کو آزاد کر دے۔ میں وعدہ کرتا ہوں اگر میں نے آپ سے اچھائی نہ بھی کی تو آپ سے برائی ہرگز نہیں کروں گا۔

رسول خدا نے دعا مانگی۔ اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ اس کے بعد اس نے پھر آنحضرت کو پکڑنے کے لئے گھوڑا آگے بڑھایا تو اس کا گھوڑا دوبارہ زمین میں دھنس گیا۔

الغرض تین بار اس نے یہ ارادہ کیا اور تینوں بار اس کا گھوڑا دھنستا رہا۔ جب تیسری بار اس کا گھوڑا آزاد ہوا تو اس نے کہا:

محمدؐ! یہ میرے اونٹ اور اونٹیاں آپ کے سامنے چر رہی ہیں اور ان میں میرا غلام موجود ہے۔ اگر آپ کو سواری یا دودھ کے لئے کسی جانور کی ضرورت ہو تو بلا تکلف ایک جانور لے جائیں۔ یہ میری ترکش کا ایک تیر ہے اسے میں نشانی کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ میں واپس جا رہا ہوں اور میں دوسرے تلاش کنندگان کو بھی آپ سے

Presented by Ziaraat.Com

دور کر دوں گا۔

رسول خدا نے فرمایا: ہمیں تمہارے کسی جانور کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ وہاں سے روانہ ہوئے راستے میں ایک شخص ملا۔ آپ نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام "بریدہ" بتایا۔

آنحضرتؐ نے نیک شگون لیتے ہوئے کہا: "برد امرنا" ہمارا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ تیرا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ اس نے کہا کہ میرا تعلق "بنی اسلم" سے ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: "سَلِمْنَا" ہمیں سلامتی نصیب ہوئی۔

آپ نے کچھ دیر تک اس شخص سے باتیں کیں اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ آپ کی زبان میں اتنی تاثیر تھی کہ اس شخص نے فوراً اسلام قبول کر لیا بعد میں اس کی قوم کے ستر افراد نے اسلام قبول کیا۔

بریدہ نے کہا: یارسول اللہؐ! اس طرح سے آپ کو مدینہ جانا زیب دیتا آپ مجھے اجازت دیں میں آپ کا علمدار بن کر آپ کے ساتھ چلوں۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ جو تمہارا جی چاہے وہی کرو۔

بریدہ نے اپنا عمامہ اتارا اور اسے ایک لکڑی پر باندھ کر اسے پرچم کی شکل دی اور وہ آپ کے آگے پرچم لے کر چلنے لگا۔ چند دن کے سفر کے بعد نبی اکرمؐ اور آپ کے ساتھی ایک خیمہ پر پہنچے جس میں "ام معبد" نامی عورت بیٹھی تھی۔

آپ نے اس سے فرمایا: ہم پیاسے ہیں کیا تم ہمیں پینے کے لئے کچھ دے سکتی ہو؟

عورت نے کہا: میرا شوہر بکریاں چرانے گیا ہوا ہے۔ گھر میں ایک بیمار بھیڑ موجود ہے جو کہ دودھ نہیں دیتی۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا تو ہمیں اس کے دوہنے کی اجازت دیتی ہے؟

ام معبد نے کہا: میری طرف سے کوئی انکار نہیں ہے لیکن ہماری بھیڑ بیمار ہے وہ دودھ نہیں دیتی۔ رسول خداؐ آگے بڑھے آپ نے جیسے ہی بھیڑ کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو اس میں دودھ بھر گیا۔ آپ نے اسے دوہا اس نے اتنا دودھ دیا کہ آپ نے سیر ہو کر پیا اور آپ کے ساتھیوں نے بھی جی بھر کر دودھ پیا۔ اس کے علاوہ دودھ کی ایک بڑی مقدار بچ بھی گئی۔ اس واقعہ کے بعد اٹھارہ برس تک وہ بھیڑ زندہ رہی اور ہر وقت اس کے تھن دودھ سے بھرے رہتے تھے۔

پھر آپ نے وضو کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ کوزے میں پانی لے کر کچھ فاصلے پر گئے اور آپ نے وہاں ایک خشک جھاڑی کے پاس بیٹھ کر وضو کیا۔ نبی اکرمؐ کے وضو کا پانی جیسے ہی اس کی جڑوں سے مَس ہوا تو وہ خشک جھاڑی تر و تازہ ہو گئی اور پھل دینے لگی۔ جو بھی بیمار اس کا پھل کھاتا تھا وہ صحت یاب ہو جاتا تھا، جو بھوکا اس کو کھاتا وہ سیر ہو جاتا تھا اور جو پیاسا اس کا پھل کھاتا وہ سیراب ہو جاتا تھا۔ وہ درخت امام حسین علیہ السلام کی شہادت تک پھل دیتا رہا۔ جب آپ شہید ہوئے تو وہ درخت خشک ہو گیا۔

آپ نے ام معبد کے خیمہ کے پاس کچھ وقت بسر کیا پھر آپ وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔ جب اس کا شوہر واپس آیا اور اس نے اپنی بھیڑ کو شفایاب پایا اور اس نے دیکھا کہ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں اور خشک درخت سرسبز ہو چکا ہے تو اس نے فوراً اسلام قبول کیا اور اس کے بعد اس کے تمام قبیلہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

چند روز سفر کے بعد آنحضرتؐ "قبا" پہنچے جو مدینہ کی نواحی بستی تھی۔ قبا پہنچ کر آپ وہاں ٹھہر گئے اور فرمایا: جب تک علی نہ آئیں گے اس وقت تک مدینہ میں قدم نہیں رکھوں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؐ کی ہجرت کے بعد حضرت علیؑ نے لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور آپ نے ''فواطم'' اور ام ایمن کو ساتھ لیا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

راستے میں مشرکین مزاحم ہوئے اور انہوں نے آپ کو قتل کرنا چاہا مگر شیر خدا نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کی ایک تعداد کو جہنم واصل کیا۔ آخر کار بھوک پیاس کی سختیاں جھیلنے کے بعد آپ بھی آنحضرتؐ کے پاس ''قبا'' پہنچ گئے۔

جب علیؑ قبا پہنچے تو آنحضرتؐ نے انہیں سینہ سے لگایا اور ان کی تکالیف کو دیکھ کر آپؐ رو پڑے۔ کثرت سفر کی وجہ سے آپؑ کے پاؤں پھٹ چکے تھے رسول خداؐ کے دریافت کرنے پر حضرت علیؑ نے بتایا کہ وہ رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپے رہتے تھے۔

آنحضرتؐ نے علیؑ کے قدموں پر لعاب دہن ڈالا جسے حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھوں سے پاؤں پر ملا تو آپ کے پاؤں ٹھیک ہو گئے۔

اس کے بعد نبی اکرمؐ حضرت علیؑ اور خواتین کو ساتھ لے کر مدینہ میں داخل ہوئے۔ جب کہ حضرت ابوبکر کئی دن پہلے مدینہ چلے گئے تھے۔(۸۷)

۸۳

سب سے بڑا محافظ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی کریمؐ ایک فوجی دستہ لے کر مشرکین کے ایک گروہ سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مشرکین مقام ''ذی امر'' پر آپ کے مقابلہ کیلئے جمع ہو چکے تھے۔

جب مشرکین نے اسلامی لشکر کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو وہ اس جگہ کو چھوڑ کر

Presented by Ziaraat.Com

ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ رسول خدا اور آپ کے صحابہ نے ان کے انتظار کے لئے وہاں پر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس دوران کچھ بارش ہوئی جس سے آنحضرتؐ کا لباس بھیگ گیا۔ آپ نے اپنے پڑاؤ کو چھوڑا۔ کچھ دور درختوں کا جھنڈ تھا آپ وہاں تشریف لئے گئے اور اپنے کپڑے خشک کرنے کے لئے درخت کی ٹہنیوں پر پھیلا دیئے پھر آپ ایک طرف جا کر کچھ دیر کے لئے سو گئے۔

مشرکین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے لشکر پر نگاہیں جمائے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے نبی اکرمؐ کو ساتھیوں سے دور ایک درخت کے نیچے سوتے ہوئے دیکھا تو ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ موقع اچھا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوتے میں قتل کر دیا جائے چنانچہ مشرکین کا سردار وہاں آیا جہاں آپ سوئے ہوئے تھے۔ اس نے تلوار علَم کر کے آپ سے کہا: محمد! بتاؤ اس وقت میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟

نبی اکرمؐ نے فرمایا: اللہ بچا سکتا ہے۔

آپ کا جواب سن کر اس کے بدن پر کپکپی طاری ہوئی اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ آپ نے آگے بڑھ کر اس کی تلوار اٹھائی اور فرمایا: بتاؤ تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟

اس نے کہا: کوئی بچانے والا نہیں ہے۔

پھر اس نے آپ سے معذرت طلب کی۔ آنحضرتؐ نے اسے معاف کر دیا۔ نبی اکرمؐ کا یہ رویہ دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ (۸۸)

Presented by Ziaraat.Com

۸۴

ابوجہل کی کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔

ا۔ایک دن ابوجہل اور ولید بن مغیرہ نے مشورہ کیا کہ نبی اکرمؐ کو مسجد الحرام میں قتل کردیا جائے اور طے یہ پایا کہ جب رسول خداؐ مسجد میں آکر نماز پڑھیں گے تو اس وقت ولید ان پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کردے گا۔

نماز کا وقت ہوا۔رسول خدا حسب معمول نماز پڑھنے کے لئے مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔آپ نے نماز شروع کی تو ابوجہل نے ولید بن مغیرہ سے کہا کہ اٹھو اور پروگرام کے مطابق محمدؐ کو قتل کردو۔

ولید وہاں آیا جہاں رحمۃ اللعالمین نماز پڑھ رہے تھے۔لیکن اس وقت عجیب اتفاق یہ ہوا کہ اسے آنحضرتؐ کی قرأت کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن آنحضرتؐ اسے دکھائی نہ دیتے تھے۔وہ متحیر ہوکر ابوجہل کے پاس آیا اور اس سے کہا: مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنائی دیتی ہے لیکن مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کہیں دکھائی نہیں دیتے۔

یہ سن کر ابوجہل اور اس کے خاندان کے افراد اٹھے انہوں نے آپ کو مسجد الحرام میں بہت تلاش کیا لیکن آپ انہیں کہیں دکھائی نہ دیئے۔

۲۔ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں مصروف تھے ابوجہل لعین نے ایک پتھر اٹھایا اور چاہا کہ حبیب خدا کے سر اطہر پر مارے لیکن خدا کی قدرت سے وہ پتھر اس کے ہاتھ سے چپک گیا اس نے اس پتھر کو ہٹانے کی بڑی کوشش کی لیکن جدا نہ ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو ابوجہل آپ کے پاس آیا اور کہا خدارا اس پتھر کو میرے ہاتھوں سے جدا کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی تو اس کے ہاتھ سے پتھر جدا ہو گیا۔

۳۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ابوجہل نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کیا اس نے ایک بھاری پتھر اٹھایا اور چاہا کہ حالت سجدہ میں پڑے ہوئے رسول اکرم پر گرائے۔ لیکن جیسے ہی وہ آنحضرتؐ کے قریب گیا تو کانپتا ہوا پیچھے ہٹا۔

لوگوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: جیسے ہی میں نے پتھر مارنے کا ارادہ کیا تو میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سانڈ دم اٹھائے میری طرف آ رہا ہے۔ میں اگر آگے بڑھتا تو وہ مجھے مار ڈالتا۔ (۸۹)

۴۔ ایک دفعہ نضر بن حارث نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر جیسے ہی وہ آنحضرتؐ کے قریب گیا تو کانپتا ہوا پیچھے ہٹا پھر اس نے ابوجہل سے کہا: میں جیسے ہی قتل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادہ سے آگے بڑھا تو مجھے سیاہ رنگ کے سانپ دکھائی دیئے جو منہ کھولے میری طرف آ رہے تھے۔ اسی لئے میں ڈر کے مارے واپس آ گیا۔ (۹۰)

۸۵

سلام کے بدلے بددعا

یہود مدینہ جب رسول خداؐ کے پاس سے گزرتے تو وہ "السلام علیکم" کہنے کی بجائے "اسام علیکم" کہتے تھے۔ جب کہ "سام" موت کو کہا جاتا ہے اور یوں ان کی یاوہ گوئی کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ "تم کو موت آجائے۔"

Presented by Ziaraat.Com

ظاہری طور پر لوگ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ آپ کو سلام کر رہے ہیں لیکن حقیقتاً وہ آپ کو بددعا دیتے تھے۔

البتہ آپ کا اصول تھا کہ جب کوئی بدبخت اس طرح کا سلام کرتا تو جواب میں ''وعلیکم'' کہتے یعنی تم پر ہو۔

ایک مرتبہ بی بی عائشہ آنحضرتؐ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک یہودی کا وہاں سے گزر ہوا اور اس نے اپنی خباثت باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کو ''السام علیک'' کہا تو جواب میں آپ نے ''وعلیک'' کہا۔

پھر ایک یہودی کا گزر ہوا اس نے بھی وہی الفاظ دہرائے۔ نبی اکرمؐ نے اس کے جواب میں بھی ''وعلیک'' کہا۔

بی بی عائشہ نے ان کی گستاخی ملاحظہ کی تو انہوں نے جل کر کہا: ''گروہ یہود! تم مرجاؤ۔ تم پر خدا کا غضب اور لعنت ہو۔ اے مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بننے والے لوگوں کے بھائی بندو!''

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ! اگر فحش گفتگو مجسم شکل میں ہوتی تو وہ انتہائی بدصورت ہوتی۔ نرمی جس بھی چیز میں شامل ہو جائے تو اسے زینت دے دیتی ہے اور جہاں سے نرمی چلی جائے تو وہ بدنما ہو جاتی ہے۔''

بی بی عائشہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ نے ان کی گستاخی نہیں سنی وہ ''اسام علیکم'' کہہ کر آپ کو موت کی بددعا دے رہے تھے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کیوں نہیں۔ میں ان کی گستاخی سنی تھی کیا تم نے میرا جواب نہیں سنا تھا میں نے بھی انہیں جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہا ہے اور میں نے ان کی بددعا کو ان پر پلٹا دیا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ جب کوئی مسلمان تمہیں سلام کرے تو تم السلام علیکم کہا کرو اور جب کوئی کافر تم پر سلام کرے تو تم ''وَعَلَیکَ'' کہا کرو۔ (۹۱)

۸۶

انبیا کرامؑ کے قرب کی لذت جنت سے بھی زیادہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مدینہ پہنچ کر مسجد تعمیر کرائی۔ آپ کی مسجد چھوٹی اور انتہائی سادہ تھی اس میں نہ کوئی رواق تھا اور نہ ہی ایوان۔ یہ مسجد کچی مٹی کی بنی ہوئی تھی اور اس پر کھجور کے شہتیر تھے۔ اس کے ایک کونے میں ایک چبوترہ بنایا گیا جہاں دور سے آنے والے غریب صحابہ بیٹھتے تھے اور اسلامی تعلیمات حاصل کرتے تھے اور رات کے وقت وہیں سویا کرتے تھے۔ اس چبوترے کو ''صُفہ'' کہا جاتا تھا۔

آنحضرتؐ کا معمول تھا کہ آپ بھی دن کے وقت ''صفہ'' پر تشریف لاتے تھے جہاں آپ کو صحابہ گھیر لیتے تھے۔

صدر اسلام کے مسلمانوں کو آنحضرتؐ سے بڑی عقیدت و محبت تھی اسی لئے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہ آنحضرتؐ کے زیادہ قریب ہو کر بیٹھے اور جسے آنحضرتؐ کی قربت میسر آجاتی تو وہ اسے اپنے لئے نعمت عظمٰی تصور کرتا تھا اور اپنے لئے باعث افتخار قرار دیتا تھا۔ گویا ہر صحابی آپ کی قربت کو اپنے لئے جنت تصور کرتا تھا۔

ایک دن آپ وہاں تشریف فرما تھے صحابہ نے چاروں طرف سے آپ کو گھیرا ہوا تھا کہ اتنے میں چند بدری صحابی وہاں آئے انہوں نے آنحضرتؐ کو سلام کیا۔ وہ آپ کے

Presented by Ziaraat.Com

قریب بیٹھنے کے خواہش مند تھے مگر کسی نے بھی انہیں جگہ کی پیش کش نہ کی۔

بدری صحابہ کو اسلام میں منفرد مقام حاصل ہے کیونکہ انہوں نے اسلام اور کفر کے پہلے معرکہ میں شرکت کی تھی۔ لیکن اس فضیلت کے باوجود انہیں بیٹھنے کیلئے کسی نہ کہا۔

آنحضرتؐ نے محسوس کیا کہ کچھ افراد کافی دیر سے وہاں بیٹھے ہیں اور انہوں نے اس دن کی نشست سے کافی استفادہ کرلیا ہے۔ لہٰذا انہیں جگہ خالی کردینی چاہیے تاکہ بدری صحابہ وہاں بیٹھ سکیں۔

بدری صحابہ صرف دلیر ہی نہیں تھے ان میں سے کچھ صحابہ علم میں بھی بڑا مقام رکھتے تھے۔ جب کسی نے ان کو جگہ نہ دی تو آنحضرتؐ نے چند افراد کا نام لے کر انہیں آواز دی اور ان سے کہا کہ فی الحال مجلس چھوڑ دیں اور دوسروں کو جگہ دیں۔

منافقین نے بات کا بتنگڑ بنا دیا اور اس واقعہ کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں نفرتیں پیدا کرنی شروع کردیں۔ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیبؐ کے عمل کی تائید میں یہ آیت نازل فرمائی:

"یا ایھا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزو فانشزوا یرفع اللہ الذین امنو امنکم والذین اوتوا العلم درجات واللہ بما تعملون خبیر" (المجادلہ۔ آیت ۱۱)

(ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کردیا کرو اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔ تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا اور جو کچھ تم کررہے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے)۔ (۹۲)

Presented by Ziaraat.Com

۸۷

"حنّانہ" کا گریہ و بکا

مسجد نبوی میں ایک ستون کو ستون "حنانہ" کہا جاتا ہے۔ لفظ "حنانہ" کے معنی چیخ و پکار کرنے والے کے ہیں۔

مسجد نبوی کے اس ستون کو "حنانہ" کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اکرمؐ کی حیات طیبہ میں یہاں ایک کھجور کا تنا ہوا کرتا تھا۔ نماز پڑھنے کے بعد رسول خداؐ اس تنے کا سہارا لے کر مسلمانوں سے خطاب کیا کرتے تھے۔

ایک مومن خاتون نماز کے لئے روزانہ مسجد میں آتی تھی ایک دن اس خاتون نے آنحضرتؐ سے کہا: یارسول اللہؐ! آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اور اب آپ نماز کے بعد کھڑا ہو کر خطبہ نہیں دے سکتے۔ میرا بیٹا بڑھئی ہے اگر اجازت دیں تو وہ آپ کے لئے منبر بنا دے گا اور آپ اس پر بیٹھ کر خطبہ دیا کریں گے۔

نبی اکرمؐ نے اس کی پیش کش قبول فرمائی۔ عورت نے اپنے بیٹے سے کہا کہ وہ آنحضرتؐ کا منبر تیار کرے۔ اس نے آپ کے لئے ایک منبر بنایا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ وہ بنا کر مسجد نبوی میں لے آیا اور آنحضرتؐ کے خطبہ کی جگہ پر اسے رکھ دیا۔

جب اس دن نبی اکرمؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ منبر کی طرف تشریف لائے جب آپ منبر کی طرف جا رہے تھے اور اس کھجور کے تنے کے قریب سے گزرے تو تنے سے رونے کی آواز بلند ہوئی جسے تمام مسلمانوں نے سنا اور اس کے رونے سے آنحضرتؐ خود بھی متاثر ہوئے۔ آپ نے اس تنے کو سینہ سے لگایا جس سے وہ پُر سکون ہو گیا پھر آپ

Presented by Ziaraat.Com

نے اس سے فرمایا: اے تنے! گھبرا نہیں۔ میں نے تیرے متعلق خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ تجھے جنت کا درخت بنائے گا۔ (۹۳)

اس کے بعد تنا خاموش ہو گیا اور اس کے رونے کی آوازیں رک گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ تنا بنی امیہ کے عہد تک مسجد میں باقی رہا۔ اولاد مروان کے عہد حکومت میں مسجد کی توسیع کی گئی تو اس کو کاٹ کر پھینک دیا گیا۔ (۹۴)

۸۸

ردشمس

ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنینؑ کی گود میں سر رکھا اور سو گئے۔ حضرت علیؑ نے اس وقت تک نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تھکے ہوئے تھے اسی لئے آپ کافی دیر تک سوتے رہے اس دوران حضرت علی علیہ السلام یہ سوچتے رہے کہ کیا رسول خدا کو جگائیں یا نماز کی فضیلت کے وقت کو ضائع کر دیں جب کہ سورج لحہ بہ لحہ غائب ہونے کے قریب جا رہا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام خاموش رہے انہوں نے رسول خدا کو بیدار کرنا پسند نہ کیا۔ جب آنحضرتؐ نیند سے بیدار ہوئے تو امیر المومنین نے عرض کیا کہ میں نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی کیونکہ میں آپ کو بے آرام کرنا نہیں چاہتا تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علی علیہ السلام! اٹھو اور سورج سے گفتگو کرو وہ تم سے کلام کرے گا اور اس سے کہو کہ وہ واپس لوٹ آئے تا کہ تم عصر کو اول وقت میں ادا کر سکو۔

Presented by Ziaraat.Com

امیر المومنین علیہ السلام سورج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے اللہ کی مخلوق! تجھ پر سلام ہو۔ اللہ کے حکم سے لوٹ آ تا کہ میں نماز عصر کو اول وقت پر ادا کر سکوں''۔

سورج نے آپ کو یہ جواب دیا: ''اے اول و آخر، اے ظاہر و باطن اور اے ہر چیز کے جاننے والے آپ پر بھی میرا سلام ہو۔''

پھر سورج عصر کے اول وقت پر لوٹ آیا۔ آپ نے نماز پڑھی۔ پھر سورج ڈوب گیا اس کے بعد آپ نبی اکرمؐ کے پاس آئے تو آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا: ''علی! تم مجھے خبر دو گے یا میں تمہیں خبر دوں؟''

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سورج نے تمہیں جو القاب دیئے ہیں تو ان کا مقصد بھی سن لو۔ اس نے تمہیں ''یَا اولُ'' کہا ہے تو تم اس لئے ''اول'' ہو کہ سب سے پہلے پر ایمان لائے ہو۔

سورج نے تمہیں ''یــا آخر'' کہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم آخر تک میری تجہیز و تکفین میں شامل رہو گے۔

اس نے تمہیں ''یَـاظَاهِرُ'' کہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم ہی میرے چھپے ہوئے راز وں پر چھائے ہوئے ہو۔

اس نے تمہیں ''یَـابَـاطِنُ'' کہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا تمام علم تمہارے پاس ہے۔ سورج نے تمہیں ''یــامـن هـو بـکـل شئی علیم'' کہہ کر سلام کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے حلال حرام، فرائض واحکام، تنزیل و تاویل، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ کے متعلق جو بھی علم مجھ پر نازل کیا ہے ان سب چیزوں کا تمہارے پاس علم موجود

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے متعلق وہ باتیں کہیں گے جو نصاریٰ نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کے متعلق کہی تھیں تو میں تمہارے وہ فضائل بیان کرتا جس کے بعد تم جہاں سے گزرتے تو لوگ تمہارے قدموں کی خاک اٹھا کر اس کے ذریعہ سے شفا طلب کرتے۔ (۹۵)

۸۹

غزوہ تبوک

جب رومیوں نے اسلامی مملکت کی شمالی سرحدوں پر حملہ کیا تو نبی اکرمؐ نے مسلمانوں کو ان کے خطرات سے نمٹنے کا حکم دیا۔ اس وقت مسلمان انتہائی تنگدستی اور سختی میں مبتلا تھے، کھجوریں پکنے کے قریب تھیں اور مسلمانوں کی نظریں کھجور کی فصل پر لگی ہوئی تھیں وہ سمجھتے تھے کہ جب کھجوریں پکیں گی تو اس کے ساتھ ان کے مالی حالات درست ہوں گے۔ حکم رسول خداؐ کے تحت مسلمانوں نے جہاد کی تیاری شروع کی لیکن تنگدستی کی وجہ سے ہتھیار، گھوڑے اور دوسرا ساز وسامان فراہم کرنا مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی۔

"امنوا بالله ورسوله وانفقوا مما جعلكم مستخلفين فيه فالذين امنوا منكم وانفقوا لهم اجر كبير" (الحدید۔ ۷) (اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن پر اس نے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں گے اور مال خرچ کریں گے ان کے لئے بڑا اجر ہے)۔

ہر مسلمان نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اسلامی لشکر کی روانگی کے لئے دولت

Presented by Ziaraat.Com

پیش کی مگر اس دولت سے تمام مجاہدین کی ضرورت پوری نہ کی جا سکتی تھیں۔ اسی لئے بہت سے مجاہدین کو ہتھیار اور دوسری ضروری اشیاء نہ مل سکیں۔

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مسلمانوں کا ایک گروہ آیا اور انہوں نے کہا: ''یا رسول اللہ! ہم آپ کے ہمرکاب ہو کر جہاد میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن ہماری مجبوری ہے کہ ہمارے پاس نہ تو سواریاں ہیں اور نہ ہی ہتھیار ہیں۔ آپ ہمیں سواریاں فراہم کریں تاکہ ہم بھی جہاد میں شریک ہو سکیں۔

رسول خداؐ نے فرمایا: ''تمہیں سوار کرنے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے''۔

حبیب خداؐ کا جواب سن کر وہ غم کے مارے رونے لگے اور روتے روتے گھروں کو چلے ہو گئے۔ ان کی حالت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یوں بیان کیا:

لیس علی الضعفآء ولا علی المرضٰی ولا علی الذین لا یجدون ماینفقون حرج اذا نصحوا اللّٰہ ورسولہ ما علی المحسنین من سبیل واللہ غفور رحیم ٥ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لااجد ما احملکم علیہ تو لوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ماینفقون٥ (التوبہ۹۱-۹۲)

(ضعیف اور بیمار لوگ اور وہ لوگ جو شرکت جہاد کے لئے زادراہ نہیں رکھتے اگر پیچھے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے جب کہ وہ خلوص دل کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے وفادار ہوں ایسے نیکوکاروں پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے اسی طرح سے ان لوگوں پر بھی اعتراض کا کوئی موقع نہیں ہے جنہوں نے خود آ کر تم سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے سواریاں بہم پہنچائی جائیں اور جب تم نے کہا کہ میں تمہارے لئے سواریوں کا کوئی انتظام نہیں کرسکتا تو وہ مجبوراً واپس گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی

Presented by Ziaraat.Com

آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر جہاد میں شرکت کی قوت نہیں رکھتے)۔

آخر کار بصد مشکل مسلمانوں کا لشکر روانہ ہوا۔ آگے آگے رسول اکرم کی سواری تھی۔ مجاہدین میں حضرت ابوذر غفاریؓ بھی شامل تھے آپ انتہائی نادار انسان تھے اسی لئے آپ فربہ اونٹ خرید نہیں سکتے تھے چنانچہ آپ نے ایک کمزور اونٹ خریدا اور اس پر سوار ہو کر لشکر کے ساتھ چل پڑے۔

دوران سفر ابوذر رضی اللہ عنہ کا اونٹ تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھانے کے لئے بڑے جتن کئے لیکن وہ اٹھنے میں نہ آیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اونٹ چھوڑ دیا اور اپنا سامان کندھے پر رکھا اور لشکر کے پیچھے دوڑ پڑے۔ لشکر اچھا خاصا آگے جا چکا تھا۔

سخت گرمی تھی سورج انگارے برسا رہا تھا اور چلچلاتی ہوئی دھوپ میں ابوذرؓ تنہا بھاری بوجھ اٹھائے جا رہے تھے۔ گرمی کی شدت اور بھوک پیاس کے باوجود سے ابوذرؓ کے عزم میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ ان کی بس ایک ہی خواہش تھی کہ جتنا جلد ممکن ہو حبیب کے چہرہ اطہر کا دیدار کریں۔

راستے میں ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ پانی کا چھوٹا سا گڑھا دیکھا جو کہ تازہ بارش کے پانی سے بھرا تھا تو انہوں نے اس پانی کو چکھا تو وہ انہیں ٹھنڈا اور خوشگوار محسوس ہوا۔ انہوں نے وہ پانی مشک میں بھرا اور چل پڑے۔

جب منافقین نے دیکھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ موجود نہیں ہیں تو انہوں نے بہتان تراشنے شروع کر دیئے اور انہوں نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے ابوذرؓ کی حالت دیکھی وہ جہاد سے منحرف ہو کر مدینہ چلا گیا ہے۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر اس میں کوئی بھلائی ہوگی تو اللہ اسے جلد

Presented by Ziaraat.Com

تمہارے ساتھ شامل کردے گا۔ کچھ وقت یونہی گزرا آخرکار ابوذرؓ دور سے نمودار ہوئے۔ زیادہ فاصلہ پر ہونے کی وجہ سے پہلے تو مسلمان انہیں پہچان نہ سکے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کوئی شخص اکیلا آرہا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کاش یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہو۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: ''اللہ ابوذر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ وہ اکیلا مرے گا، اکیلا اٹھے گا اور اہل ایمان کی ایک جماعت اس کے جنازہ میں شامل ہوگی۔''

پھر نبی اکرمؐ ابوذرؓ کی جانب تیزی سے آگے بڑھے اور ان کا سامان اتروایا۔ ابوذرؓ پیاس کی شدت سے بے ہوش ہوگئے۔ نبی اکرمؐ نے صحابہ سے فرمایا: انہیں پانی پلاؤ۔ صحابہ نے انہیں پانی پلایا اور جب وہ ہوش میں آئے تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس پانی نہیں تھا؟

ابوذرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس مشک میں پانی موجود تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب تمہارے پاس پانی موجود تھا تو پھر تم نے پیا کیوں نہیں؟

ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں نے راستے میں ایک چٹان کے پاس پانی دیکھا تھا جب میں اس کے چند قطرے چکھے تو وہ میٹھا اور ٹھنڈا تھا میں نے اپنے دل میں کہا جب تک رسول خدا کو یہ نہ پلالوں اس وقت تک خود یہ پانی نہیں پیوں گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی وفا پر انہیں تحسین کہی تا کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بن سکیں۔ جب اسلامی لشکر تبوک پہنچا تو رومیوں کا لشکر نبی اکرمؐ اور ان کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر وہاں سے جا چکا تھا۔ اس طرح مسلمانوں جنگ کئے بغیر مدینہ واپس آگئے۔ (۹۶)

Presented by Ziaraat.Com

۹۰

قلب ماهیت

بعثت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائی دنوں کا واقعہ ہے کہ عرب میں فضیل بن عمیر نامی ایک شخص رہتا تھا جو بت پرست تھا۔ اس میں ہر طرح کی برائیاں بدرجہ اتم موجود تھیں، وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی بدترین دشمن تھا۔ ایک مرتبہ اس نے پروگرام بنایا کہ وہ مکہ جائے اور رسول خدا کو جا کر قتل کر دے۔

وہ شخص مکہ آیا اور مسجد الحرام گیا۔ اتفاق سے رسول خداؐ اس کے روبرو ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: کیا تو فضیل ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

آپؐ نے فرمایا: یہاں کیا نیت لے کر آیا ہے؟

اس نے کہا: میں بیت اللہ کے طواف کی نیت سے یہاں آیا ہوں۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا:

''خدا سے مغفرت طلب کر اور اس کے حضور توبہ کر اور اس کے دین سے تمسک اختیار کر شیطان نے تیرے دل پر پھونک ماری ہے اور اس نے تجھے ایک ایسے فعل کے متعلق دھوکہ دیا ہے جسے صرف وحشی افراد ہی سرانجام دیا کرتے ہیں اور وہ فعل قتل ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے یہ کلمات سن کر اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی اور اس کا رواں رواں کانپنے لگا۔ پھر اس نے کہا: ''اشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وانک رسول اللہ''

Presented by Ziaraat.Com

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں)

اس طرح وہ فی الفور اسلام لے آیا اور بعد میں اچھا مسلمان ثابت ہوا۔(۹۷)

۹۱

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقلال

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو کھل کا اعلان نبوت کا حکم دیا تو آپ مشرکین کے بتوں کی تحقیر کرنے لگے۔آپ جہاں بھی جاتے جس شخص سے بھی ملاقات کرتے اس کے سامنے بتوں کی توہین وتذلیل ضرور کرتے تھے۔

جب قریش نے آنحضرتؐ کے اس طرز عمل کو دیکھا تو وہ ابوطالبؑ کے پاس گئے اور ان سے کہا: ابوطالب! اپنے بھتیجے کو ہم سے باز رکھو، وہ ہمارے نظریات کی توہین کرتا ہے، ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے، اس نے ہمارے جوانوں کو بگاڑ دیا ہے اور ہماری جماعت میں تفریق پیدا کر دی ہے۔

ابوطالبؑ نے آپ کو بلایا اور انہوں نے آپ سے عرض کیا: ''بھتیجے! لوگ میرے پاس آئے ہیں اور وہ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے خداؤں کو کچھ نہ کہیں۔''

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

چچا جان! مجھ میں اپنے پروردگار کے حکم کی مخالفت کی طاقت نہیں ہے۔

قریش کو یقین ہوگیا کہ محمد مصطفیٰ اپنے نظریات کے پرچار سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہیں ہیں اور وہ اپنے دین پر مضبوطی سے قائم ہیں تو انہوں نے دوبارہ اجتماع کیا اور

Presented by Ziaraat.Com

ابوطالب علیہ السلام کے پاس آئے اوران سے کہا: ابوطالب! اگر آپ کا بھتیجا غربت وافلاس کی وجہ سے یہ سب کچھ کررہا ہے تو ہم اس کے لئے اتنا مال جمع کردیتے ہیں کہ وہ سب سے بڑا دولت مند بن جائے گا۔

ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ کو بلایا اور قریش کی یہ پیش کش ان کے سامنے دہرائی۔ رسول اکرمؐ نے اس کے جواب میں کہا: ''چچا جان! مجھے دولت کی کوئی ضرورت نہیں ہے ان سے کہیں کہ میری پیروی اختیار کرلیں۔ میں ان سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہ دنیا میں بھی بادشاہ ہوں گے اور آخرت میں بھی بادشاہ ہوں گے اور تمام عرب وعجم پر ان کی حکومت ہوگی۔''

قریش ایک مرتبہ پھر ابوطالبؑ کے پاس آئے اور ان سے کہا: آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے اور آپ اسے کہیں کہ وہ ہمارے بتوں کو کچھ نہ کہے اور خدائے واحد کی دعوت نہ دے۔

ابوطالبؑ نے رسول خداؐ کو ان کا یہ پیغام دیا اوران سے ان کی رائے طلب کی تو نبی اکرم نے فرمایا: چچا جان خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ کر مجھ سے یہ مطالبہ کریں کہ میں اس بات کو چھوڑ دوں تو بھی نہیں چھوڑ دوں گا۔ یہاں تک کہ یا تو اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا یا پھر میں اس راہ میں مارا جاؤں گا۔

ابوطالبؑ نے جب رسول خدا کا یہ استقلال اور آپ کا یہ عزم مصمم دیکھا تو انہوں نے کہا: بھتیجے! جاؤ جو کچھ تمہیں کہنا ہے آزادی سے کہو۔ خدا کی قسم میں تمہیں کسی کے حوالے نہ کروں گا۔

ایک مرتبہ ایک قریشی سردار جس کا نام عتبہ تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: بھتیجے! آپ کو اپنے نسب کی عظمت کا علم ہے مگر اس کے باوجود آپ نے اپنی قوم

Presented by Ziaraat.Com

پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ آپ نے ان کی جماعت میں تفریق ڈالی ہے۔ آپ میری باتیں سنیں اگر آپ کو اچھی لگیں تو انہیں مان لیں۔

اگر اس طریقہ سے آپ دولت جمع کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کے ساتھ دولت کے ڈھیر جمع کر دیتے ہیں اور آپ کو آپ کی قوم کا دولت مند ترین شخص بنانے کو تیار ہیں۔

اگر آپ سردار بننے کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار مقرر کرتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کے حکم کے بغیر ہم کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے۔

اور اگر آپ کو حکومت کی ضرورت ہے تو ہم آپ کو اپنا حاکم بنانے پر تیار ہیں۔

رسول خدا نے اس کی تمام پیش کشوں کو ٹھکرا دیا اور آپ نے اس کے سامنے سورہ السجدہ کی آیات تلاوت کیں۔ عتبہ کلام الٰہی کو سن کر کانپنے لگا اور اسے یقین ہو گیا کہ محمد مصطفیٰ نہ تو دولت کے خواہش مند ہیں اور نہ ہی حکومت کے طلبگار ہیں وہ اول و آخر حق کے داعی ہیں اور انسانیت کو گمراہی، فساد اور ظلم سے بچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (۹۸)

۹۴

محاربین کا انجام

۶ ھ میں عرنی قبیلہ کا ایک گروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ وہ کچھ دن مدینہ منورہ میں ٹھہرے مگر انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی اور وہ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ نبی اکرمؐ نے انہیں ''جبل عیر'' کی طرف روانہ کیا تا کہ وہاں کی آب و ہوا سے استفادہ کریں اور اسلامی چراگاہ میں رہ کر وہاں کی اونٹنیوں کا دودھ پئیں تا کہ ان کی صحت بحال ہو سکے۔

Presented by Ziaraat.Com

عرنی قبیلہ کے یہ لوگ اسلامی چراگاہ میں آئے وہاں صدقہ کی اونٹنیوں کا دودھ پیتے رہے یہاں تک کہ وہ تندرست ہوگئے۔تندرست ہونے کے بعد انہوں نے اسلام کو خیر باد کہا اور وہاں پر موجود پندرہ اونٹنیوں کو ہانک کر اپنے وطن کی طرف روانہ ہوگئے۔

جب مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو اونٹوں کا ساربان جس کا نام "یسار" تھا، وہ اپنے ساتھ مسلمانوں کے ایک گروہ کو لے کر ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ جب دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو ان کے درمیان جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی مرتد زیادہ تھے۔لہذا کچھ مسلمان اس معرکہ میں شہید ہوگئے اور کچھ افراد کو انہوں نے قیدی بنالیا۔شہید ہونے والوں میں آنحضرت کا ساربان "یسار" بھی شامل تھا۔

مرتدین نے اسے قتل کرنے پر اکتفانہ کی بلکہ انہوں نے مرنے کے بعد اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور اس کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے پرو دیئے۔

جب نبی اکرمؐ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے ایک لشکر روانہ کیا جس کا سالار "کریز" کو مقرر کیا۔اس نے ان کا تعاقب کیا اور ان سے مقابلہ کیا۔مقابلہ میں وہ مغلوب ہوئے "کریز" نے ان کی مشکیں کسیں اور انہیں گرفتار کر کے پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

انما جزآء الذین یحار بون الله ورسوله ویسعون فی الارض فسادا ان یقتّلوا ویصلّبوا اوتقطّع اید یهم وار جلهم من خلاف اوینفوامن الارض ذلك لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الاخرة عذاب عظیم"(المائده آیت ۳۳)

(وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کے لئے تگ ودو کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ

Presented by Ziaraat.Com

اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا وہ جلا وطن کردیئے جائیں۔ یہ ذلت ورسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے)۔

رسول خداؐ نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر کر انہیں اندھا کر دیا جائے۔ تاکہ لوگ ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور آئندہ کوئی مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کرے۔(۹۹)

۹۳

مسجد ضرار

مدینہ منورہ میں ابو عامر نامی شخص ایک عیسائی راہب تھا۔ ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن نعمان کا تعلق انصار کے مشہور قبیلہ ''اوس'' سے تھا اور وہ حضرت حنظلہ غسیلِ ملائکہ شہید احد کا باپ تھا۔ اس نے زمانہ جاہلیت میں رہبانیت اختیار کر لی تھی۔ وہ ٹاٹ کا لباس پہنتا تھا اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور وہ اپنے ساتھ سولہ افراد کو لے کر مدینہ سے شام چلا گیا تھا۔

بہر نوع نبی اکرمؐ کی ہجرت مدینہ سے قبل لوگ اس کا احترام کیا کرتے تھے۔ نبی اکرمؐ نے مدینہ ہجرت کی اور آپ نے مدینہ آتے ہی مسجد تعمیر کی جو کہ اسلامی مرکز کی حیثیت اختیار کر گئی۔ لوگ مسجد نبوی میں آتے اور اسلام قبول کرتے اور مسجد بیک وقت مسلمانوں کی اسمبلی اور ان کے تعلیمی مرکز کا کام دیتی تھی۔

نبی اکرمؐ کی آمد سے عامر کے احترام میں کمی واقع ہوئی جس سے اس کے دل میں حسد کی آگ اٹھی۔ جب کہ آنحضرتؐ کی تشریف آوری سے قبل وہ لوگوں کو رسول اکرمؐ

Presented by Ziaraat.Com

کی آمد کی بشارت دیتا تھا اور کہتا تھا کہ انجیل مقدس میں ''احمدؐ'' نبی کی پیشین گوئی موجود ہے اور ان کی آمد کا وقت بالکل قریب ہے۔لیکن جب آنحضرتؐ مدینہ تشریف لائے تو اسے آپ کی آمد اچھی نہ لگی اور ایک دن آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا:

آپ کون سا دین لے آئے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

میں ابراہیمی دین حنیف لے کر مبعوث ہوا ہوں۔

ابو عامر نے کہا: مگر میں بھی تو اسی دین پر ہوں۔

آپ نے فرمایا: تو اس دین پر نہیں ہے۔

''ابو عامر نے کہا: محمدؐ! آپ نے حنیفیت میں وہ چیزیں داخل کر دی ہیں جو اس کا حصہ نہیں ہیں۔''

آنحضرتؐ نے فرمایا: میں تو صاف ستھری حنیفیت لے کر آیا ہوں۔

ابو عامر نے کہا: اللہ سے دعا ہے کہ وہ جھوٹے کو تنہائی اور مسافرت میں موت دے۔

رسول خدا نے فرمایا: جو جھوٹا ہو گا اسے ایسی ہی موت آئے گی۔

ابو عامر ناراض ہو کر وہاں سے اٹھا۔جب منافقین نے دیکھا کہ مسجد نبوی مسلمانوں کا مرکز بن چکی ہے تو انہوں نے اپنی خباثتوں کو پھیلانے کے لئے ایک اور مسجد تعمیر کی اور ان کا مقصد یہ تھا کہ اس سے مسجد کی اہمیت کو کم کیا جائے اور اسے اپنے مذموم عزائم کیلئے بطور مرکز استعمال کیا جائے۔انہوں نے ابو عامر سے کہا کہ ہماری اس مسجد کی تولیت تم قبول کرو۔پھر وہ رسول خدا کی خدمت میں آئے کہ ہم نے بوڑھوں اور بچوں کے لئے مسجد بنائی ہے تا کہ جو لوگ آپ کی مسجد اور مسجد قبا میں نہیں جا سکتے وہ یہاں نماز پڑھ لیں گے۔آپ اس مسجد کا افتتاح کریں اور دو رکعت نماز ادا کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس مسجد میں جانے سے روک دیا اور جب غزوہ تبوک سے تشریف لائے تو اللہ کے حکم سے آپ نے اس مسجد کو مسمار کرادیا اور اس کے ملبہ کو جلا کر خاکستر کرادیا۔ اس مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

والذین اتخذوا مسجد ضراراً وکفرا وتفریقا بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب الله ورسوله من قبل ولیحلفن ان اردنا الّا الحسنٰی والله یشهد انهم لكاذبون٥ لا تقم فیه ابداً لمسجد اسس علی التقوىٰ من اول یوم احق ان تقوم فیه ۔ فیه رجال یحبون ان یتطهروا۔ والله یحب المطهرین ٥ افمن اسس بنیانه علی تقوىٰ من الله ورضوان خیرام من اسس بنیانه علی شفا جرف هار فانهار به فی نار جهنم والله لایهدی القوم الظالمین ٥ لایزال بنیانهم الذی بنوا ریبة فی قلوبهم الّا ان تقطع قلوبهم۔ والله علیم حکیم٥ (توبہ۔ آیات ۱۰۷ تا ۱۱۰)

''وہ لوگ جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ دعوت حق کو نقصان پہنچائیں اور کفر کریں اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور ایسے شخص کے لیے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے خدا اور اس کے رسول کے خلاف برسرپیکار ہو چکا ہے اور وہ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

تم اس عمارت میں ہرگز کھڑے نہ ہونا۔ جو مسجد روز اول سے ہی تقویٰ کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی وہی اس کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لیے) کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔

پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ بہتر انسان وہ ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے

Presented by Ziaraat.Com

خوف اور اس کی رضا طلبی پر رکھی ہو یا وہ جس نے اپنی عمارت ایک وادی کی کھوکھلی بے ثبات کگر پر اٹھائی ہو اور وہ اسے لے کر سیدھی جہنم کی آگ میں جا گری؟ اللہ ظلم کرنے والوں کی کبھی ہدایت نہیں کرتا۔

یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں بے یقینی کی جڑ بنی رہے گی بجز اس کے کہ ان کے دل ہی پارہ پارہ ہو جائیں۔ اللہ نہایت باخبر اور حکیم و دانا ہے"۔

یقیناً ابو عامر اور اس کے ساتھیوں نے یہ نام نہاد مسجد مسلمانوں میں تفرقہ کے لیے بنائی تھی اور اسلام کے مقدس شعائر مسجد کا نام لے کر اسلام کو ضرب پہنچانے کی ایک کوشش کی تھی۔ رسول خدا نے حکم خداوندی کے تحت اس کا بروقت علاج کیا اور اسے مسمار کرا دیا۔

فتح مکہ کے بعد ابو عامر طائف بھاگ گیا تھا۔ جب اہل طائف نے اسلام قبول کیا تو وہ شام چلا گیا اور اس نے وہاں رہ کر مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کی کوشش کی جس میں اسے کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ آخر کار شام میں ہی اسے غریب الوطنی کی حالت میں موت آ گئی۔ (۱۰۰)

۹۴

شق القمر کا معجزہ

ایک مرتبہ ابو جہل اپنے ایک یہودی دوست کو ساتھ لے کر نبی اکرمؐ کے پاس آیا اور بڑی بیہودگی سے کہا: "محمد! تو کب تک ہمارے خداؤں کے خلاف جسارت آمیز باتیں کرتا رہے گا؟ اگر تو نے اپنی نبوت کے دلائل و معجزات پیش نہ کیے تو ہم تجھے قتل کر دیں گے"۔

Presented by Ziaraat.Com

نبی اکرمؐ نے فرمایا: جو کچھ تم چاہتے ہو عنقریب تمہیں دکھاؤں گا۔

ابوجہل نے اپنے یہودی ساتھی سے مشورہ کیا کہ بتاؤ محمدؐ سے کس طرح کا معجزہ طلب کریں جس کے پیش کرنے سے یہ عاجز آ جائے۔

یہودی نے کہا: اگر تم نے زمین پر موجود کسی چیز کا معجزہ طلب کیا تو وہ اپنے جادو کے زور پر وہ معجزہ تمہیں دکھا دے گا تم اس سے آسمانی معجزہ طلب کرو۔ کیونکہ آسمان پر جادو نہیں چل سکتا۔

ابوجہل نے کہا: محمد! اگر چاند کے دو ٹکڑے کر دے تو ہم تجھ پر ایمان لائیں گے اور تیری بیعت کریں گے۔

نبی کریم نے ابوجہل سے وعدہ لیا۔ اس نے آپ سے پختہ وعدہ کیا۔ اس گفتگو کے دوران قریش کے چودہ سربرآوردہ افراد بھی شریک تھے انہوں نے بھی آپ سے یہی وعدہ کیا کہ اگر آپ نے چاند کے دو حصے کر دیئے تو ہم سب آپ پر ایمان لائیں گے۔

اس وقت جبریلؑ امین خدا کی طرف سے آپ پر نازل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے افلاک و نجوم کو آپ کے تابع کر دیا ہے آپ جب چاہیں گے وہ آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

اللہ کا وعدہ سن کر آپ مطمئن ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ جب چاند مکمل جوان ہو کر بدر کامل کی صورت اختیار کرے گا تو میں اس رات یہ معجزہ پیش کروں گا۔

الغرض چودہویں کی رات ہوئی اس رات حسب وعدہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ ابی قبیس پر چڑھے آپ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی اور دوسری طرف سے ابوجہل اپنے یہودی دوست اور مشرکین کے گروہ کو لے کر آیا اور وہ بھی کوہ ابوقبیس پر بیٹھ گئے۔ معجزہ دکھانے سے قبل آپ نے ان سے دوبارہ عہد و پیمان لیا کہ اگر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تو وہ

Presented by Ziaraat.Com

آپ کی نبوت پر ایمان لائیں گے۔ پھر نبی اکرمؐ نے اپنی مبارک انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ نصف حصہ اپنی جگہ پر رہا اور نصف حصہ کافی دور چلا گیا۔ جبل حرا ان دونوں حصوں کے درمیان دکھائی دیتا تھا۔

رسول اکرمؐ نے ابو جہل اور مشرکین سے کہا:

کیا تمہیں چاند پھٹا ہوا دکھائی دے رہا ہے؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ یہ دو نصف حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ اگر آپ نبی ہیں تو اشارہ کریں دونوں حصے یکجا ہو جائیں اور چاند اپنی پہلی حالت پر آ جائے۔

آپ نے پھر انگشت سبابہ کا اشارہ کیا تو دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے اور چاند ویسے دکھائی دینے لگا جیسے پہلے تھا۔

نبی اکرمؐ نے حاضرین سے کہا کہ اب تم اپنا وعدہ پورا کرو اور اسلام کا اعلان کرو۔ ان میں سے صرف یہودی نے اسلام قبول کیا۔ باقی مشرکین اپنے ضد پر اڑے رہے (۱۰۱)

۹۵

ابلیسی خیالات

شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ انسان جب بھی کسی نیک کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان دل میں وسواس پیدا کر کے رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے اور اگر کوئی انسان اس کی رکاوٹوں کو پھلانگ کر نیکی کا کوئی کام کرے تو وہ اس نیکی کو برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی خود پسندی کو دل میں داخل کرتا ہے اور کبھی جذبہ ریاء کو ہوا دے کر تیز کرتا ہے۔

جب اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیلؑ کو قربان کرنے کا حکم دیا تو اس

Presented by Ziaraat.Com

وقت حضرت خلیلؑ کی عمر سو سال اور اسماعیلؑ کی عمر تیرہ برس کی تھی۔ اسماعیلؑ شکل و صورت سے انتہائی حسین تھے اور ظاہری حسن و جمال کے علاوہ ایمان و معرفت سے بھی لبریز تھے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے فرزند کا ہاتھ پکڑا اور انہیں قربان کرنے کے لئے ''منیٰ'' کی طرف چل پڑے۔

جب ابلیس لعین نے دیکھا کہ حضرت خلیلؑ راہ خدا میں بہت بڑی قربانی پیش کرنے جارہے ہیں تو اس نے سوچا کہ کسی طرح اس قربانی کو روکا جائے۔

اس لعین نے سوچا ہوگا کہ ان میں سے باپ بھی نبی ہے اور بیٹا بھی نبی ہے وہ جلدی سے میری بات نہ مانیں گے کیوں نہ اس کی ابتداء حضرت ہاجرہ سے کی جائے؟ چنانچہ وہ یہ سوچ کر حضرت اسماعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہ کے پاس گیا اور ان سے کہا میں نے ایک بوڑھے بزرگ کو دیکھا ہے وہ ایک جوان بچے کا ہاتھ پکڑا کہیں جارہا تھا کیا آپ پہچانتی ہیں وہ کون ہیں؟

بی بی نے کہا: جی ہاں۔ وہ میرے شوہر ابراہیمؑ ہیں۔

ابلیس نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ آپ کے بیٹے کو کس نیت سے لے گیا ہے اگر آپ کو معلوم ہوتا تو یہاں آرام سے نہ بیٹھی ہوتیں۔ وہ آپ کے بیٹے کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔

بی بی ہاجرہ نے جواب دیا: میں تیری بات کیسے مان لوں؟ ابراہیمؑ نے تو پوری زندگی کبھی کسی کو اذیت نہیں دی ہے بھلا وہ اپنے بیٹے کو کیوں ذبح کریں گے؟

ابلیس نے کہا: اس کا خیال ہے کہ اس کے رب نے اسے یہ حکم دیا ہے۔

حضرت ہاجرہ نے محسوس کیا کہ یہ ابلیس ہے اور وہ انہیں گمراہ کرنا چاہتا ہے اور ان کے دل میں وسوسہ ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ محسوس کرتے ہی آپ نے فرمایا: اے لعین! مجھ سے

Presented by Ziaraat.Com

دور ہو جا۔ اگر اللہ کا یہی حکم ہے کوئی حرج نہیں ہے اسے پورا ہی ہونا چاہیے۔

جب شیطان بی بی کی طرف سے مایوس ہو گیا تو وہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آیا اور ان سے کہا: آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟

حضرت ابراہیم: میں اسماعیلؑ کو ذبح کرنا چاہتا ہوں۔

ابلیس: کیا اس نے کوئی جرم کیا ہے جس کی پاداش میں اسے ذبح کرنا چاہتے ہو؟

حضرت ابراہیم: نہیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔

ابلیس: اگر آپ نے اسے ذبح کیا تو یہ عمل سنت کا درجہ اختیار کرے گا اور لوگ اپنی اولاد کو ذبح کرتے رہیں گے۔

حضرت ابراہیم: مگر میں اللہ کے فرمان کو جاری کر کے رہوں گا۔

ابلیس: کیا یہ احتمال نہیں ہے کہ سرے سے یہ اللہ کا حکم ہی نہ ہو؟

ابراہیم علیہ السلام نے پتھر اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ ابلیس حضرت ابراہیمؑ سے مایوس ہو گیا اور بھاگ کر دور چلا گیا۔ اس نے سوچا کہ اب اسماعیلؑ کو گمراہ کرنا چاہیے۔

اس وقت حضرت اسماعیلؑ اپنے والد کے پیچھے چل رہے تھے۔ ابلیس لعین ان کے پاس گیا اور ان نے کہا:

ابلیس: جوان! کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا باپ تجھ سے کیا سلوک کرنے والا ہے؟

حضرت اسماعیلؑ: نہیں، مجھے معلوم نہیں ہے۔

ابلیس: وہ تجھے ذبح کرنا چاہتا ہے!!

اسماعیلؑ: میرے والد بھلا ایسا کیوں کریں گے؟

ابلیس: وہ سمجھتا ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔

اسماعیلؑ: اگر یہ اللہ کا حکم ہے تو میری روح اس کی راہ میں قربان ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جب اسماعیلؑ نے دیکھا کہ ابلیس ان کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تو انہوں نے اپنے والد سے فریاد کرتے ہوئے کہا: ابا جان! اسے دیکھیں یہ کون ہے جو مجھے نہیں چھوڑ رہا؟

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: بیٹا! یہ ابلیس ہے۔

جب اسماعیلؑ کو علم ہوا کہ یہ شیطان ہے تو انہوں پتھر اٹھا کر اسے مارا اور اپنے سے دھتکار دیا۔(۱۰۲)

۹۶

وفائے ابراهیمؑ

اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں ابراہیم علیہ السلام کی وعدہ وفائی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:''وابراهیم الذی وَفّیٰ''(النجم۔۳۷)

(اور وہ ابراہیم جس نے اپنا عہد نبھایا)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ سے یہ عہد کئے تھے۔

۱۔ اللہ کے علاوہ کسی سے مدد نہ طلب کریں گے۔

۲۔ اللہ کے علاوہ کسی سے کچھ طلب نہ کریں گے۔

۳۔ کسی فقیر و سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹائیں گے اور نہ ہی جھڑکیں گے۔

ایک دن خدا کا ایک فرشتہ آیا اور اس نے آپ پر سلام کیا اور کہا: خدا نے میری یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں امامت کا تاج اسے پہناؤں جو خدا کا محبوب ہو اور خدا کا خلیل ہو۔

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: تمہیں کس شخص کی طرف بھیجا گیا ہے؟

فرشتہ نے کہا: اس سے آپ کا کیا واسطہ ہے؟

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ حبیب خدا کو پہچان لوں اور اس کی

Presented by Ziaraat.Com

قدموں کی خاک اٹھا کر بطور سرمہ استعمال کروں۔

فرشتہ نے کہا: آپ ہی اللہ کے حبیب اور خلیل ہیں۔ مجھے خدا کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ آپ کو بتادوں کہ "خلیلِ رحمان" آپ ہیں۔

حضرت ابراہم نے پوچھا: کس سبب سے اللہ نے مجھے اس لقب سے مشرف کیا ہے؟

فرشتہ نے کہا: اس کی چند وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ تم نے اپنا عہد پورا کیا ہے اور غیر اللہ سے کچھ طلب نہیں کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تم نے آج تک کسی سائل کو اپنے دروازے سے نہیں دھتکارا۔

ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے حکم دیا تھا کہ وہ مہمان کا احترام کریں اور اسے کھانا کھلائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی مہمان نہیں آتا تھا تو آپ مہمان کو تلاش میں نکل پڑے تھے اور جب تک مہمان ان کے ہاں نہ آتا آپ اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ ابراہیمؑ کا گھر شہر سے باہر تھا آپ روزانہ ایک فرسخ کا فاصلہ طے کر کے مہمان تلاش کر کے آتے تھے اور جس دن ان کے پاس مہمان نہ آتا اس دن آپ روزہ رکھتے تھے۔ آپ کی وفائے عہد کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ نوے برس کی عمر میں خدا نے انہیں ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام اسماعیل رکھا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی بیوی اور اپنے بیٹے اسماعیل کو مکہ کی بے وگیاہ وادی میں چھوڑ دیا۔ آپ نے ان سے رخصت ہوتے وقت صرف ایک پانی کی مشک ان کے حوالے کی اس کے بعد آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ احدیت میں عرض کیا:

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیرذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلاۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم ....

(ابراہیم۔۳۷)

Presented by Ziaraat.Com

(پروردگار! میں نے اپنی ذریت کو بے آب وگیاہ وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس ٹھہرایا ہے۔ پروردگار! تا کہ وہ نماز قائم کریں۔ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل فرما اور انہیں پھلوں کا رزق عطا کر)۔

اس کے بعد اپنی زوجہ اور معصوم بچے کو جنگل میں خدا کے سپرد کر کے واپس چلے گئے۔ ابراہیم علیہ السلام کی وفائے عہد کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے ہاں دوسری بیوی تھی جس کا نام ''سارہ'' تھا۔ وہ بے اولاد اور بد اخلاق تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی مدارات کا حکم دیا تھا اور آپ نے حکم خداوندی کی اطاعت کی تھی۔

حضرت ہاجرہ اور اسماعیلؑ کو ویران وادی میں چھوڑے ہوئے پورا سال گزر گیا آپ سارہ کے پاس گئے اور اس سے فرمایا: ''اگر تو اجازت دے تو میں ہاجرہ اور اسماعیلؑ کو دیکھ آؤں؟''

سارہ نے کہا: اس شرط پر اجازت دیتی ہوں کہ آپ گھوڑے کی رکاب سے پاؤں باہر نہیں نکالیں گے اور انہیں دیکھنے کے بعد فوراً واپس آئیں گے''۔

ابراہیم علیہ السلام نے اس سے وعدہ کیا اور وعدہ پورا کیا اور ہاجرہ واسماعیلؑ کو دیکھ کر فوراً واپس چلے آئے۔ یاد رکھیں آپ کی ایفائے عہد سارہ کی خوشنودی کے لئے نہیں تھی بلکہ اللہ کی اطاعت کیلئے تھی اللہ نے آپ کو سارہ کی مدارات اور اس سے محبت کا حکم دیا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام کی وفائے عہد کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جب آپ کو نار نمرود میں ڈالا گیا جس کا رقبہ مربع فرسخ تھا۔ شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ ادھر آپ منجنیق سے آگ کی طرف روانہ ہوئے تو جبریلؑ امین آپ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے کہا: اگر میرے لائق کوئی حاجت ہو تو مجھ سے بیان کریں تا کہ میں اسے پورا کرسکوں۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: مجھے تجھ سے کوئی حاجت نہیں البتہ اللہ سے حاجت ہے اور میں غیر اللہ سے کوئی چیز طلب نہیں کروں گا۔

وفائے عہد کا ایک منظر یہ بھی ہے کہ اللہ نے آپ کو آپ کے فرزند اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ نے قطعاً تردد نہ کیا اور بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی لیکن اسماعیلؑ کی گردن نہ کٹی جس سے آپ کو پریشانی ہوئی اور کہا: "شاید خدا کو میری یہ قربانی قبول نہیں ہے"۔ رب العالمین نے آپ کو آواز دی: وناديناه ان يا ابراہيم ○ قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزی المحسنين ○ان هذا لهو البلاء المبين ○وفديناه بذبح عظيم○ (الصافات ۱۰۵ تا ۱۰۷)

(ہم نے اسے آواز دی اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکوکاروں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ بہت بڑی آزمائش تھی۔ ہم نے اس کا فدیہ ذبح عظیم سے مقرر کیا)۔ (۱۰۳)

۹۷

موجودہ اناجیل

نبی اکرمؐ کی آمد سے قبل اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے حضرت عیسیٰ کو نبی بنا کر بھیجا تھا۔ جب ان کی عمر تیس سال کی ہوئی تو اللہ نے آپ کو نبوت کیلئے مبعوث فرمایا اور تین برس کے عرصہ میں ان پر انجیل نازل کی۔ انجیل کی تعلیمات اس وقت کے حالات کے عین مطابق تھیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواری تھے جنہوں نے دین کی تبلیغ و ترویج کے لئے بڑی جدوجہد کی تھی۔ حضرت عیسیٰ نے پوری زندگی شادی نہیں کی تھی اور آپ ایک جگہ

Presented by Ziaraat.Com

طویل عرصے تک رہنے کے بھی عادی نہیں تھے۔

آپ کو اعلان نبوت کئے تین برس کا عرصہ گزرا تھا کہ یہودیوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی اور اس سازش میں حضرت کا ایک حواری بھی شامل تھا جس کا نام یہودا تھا۔ اسے اس خیانت کے عوض چاندی کے تیس درہم انعام دیا گیا تھا۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور انہوں نے طے کیا کہ دوسرے دن آپ کو صلیب پر لٹکایا جائے گا۔

عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور ان کے جسم کو بیت المقدس میں دفن کیا گیا۔ تین دن بعد وہ مُردوں میں سے دوبارہ جی اٹھے تھے اور وہ دوزخ میں گئے تا کہ ان کے بعد ان کا کوئی پیروکار دوزخ میں نہ جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو انجیل لے کر آئے تھے اس کو ان کے دشمنوں نے جلا دیا تھا اور اسے ختم کر دیا تھا۔ پھر ایک عرصہ بعد حواریوں کے شاگردوں نے اپنی دلپسند تعلیمات کو کتابی شکل دی اور انہوں نے اپنے مرتب کردہ مجموعوں کا نام انجیل رکھ دیا۔

اس وقت جو انجیل دنیا میں موجود ہے یہ نہ تو آسمانی ہے اور نہ ہی وحی خداوندی پر مشتمل ہے یہ انسانوں کو تالیف ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں صرف قران کریم ہی واحد کتاب ہے جو ہر طرح کے تغیر و تبدل اور تحریف سے محفوظ ہے۔

قران مجید نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صحیح نظریات پیش کئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وماقتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم. وان الذين اختلفوافيه لفى شك منه. مالهم به من علم الا اتباع الظن وماقتلوه يقيناً ٥بل رفعه الله اليه

Presented by Ziaraat.Com

وکان الله عزیزاً حکیماo(نساء۱۵۷-۱۵۸)
(اوران کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں انہوں نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا۔ جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہے وہ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے)۔

اسلام نے حضرت عیسیٰ کے متعلق یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ خدا کی طرف سے رزق حاصل کرتے ہیں اور جب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو حضرت عیسیٰ کا نزول ہوگا۔ وہ امام مہدیؑ کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے اور عیسائیوں کو امام مہدیؑ کی اتباع کی دعوت دیں گے (۱۰۴)۔

۹۸

حضرت موسیٰؑ کے معجزات

فرعون نے مصر میں ربوبیت کا دعویٰ کیا اور اس نے بنی اسرائیل کو سخت تکالیف دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نبوت کے لئے منتخب کیا اور انہیں فرعون اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا۔

فرعون ایک مغرور، سرکش، متکبر اور باغی وظالم انسان تھا۔ موسیٰؑ نے اس کے سامنے بہت سے معجزات پیش کیے تاکہ وہ اپنی کافرانہ روش چھوڑ کر اسلام قبول کر لے اور

Presented by Ziaraat.Com

خدائے واحد پر ایمان لے آئے۔

حضرت موسیٰ نے دربار میں سب سے پہلے عصا کا معجزہ پیش کیا۔ جب آپ نے عصا پھینکا تو وہ سانپ بن کر چلنے لگا۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت کے عصا نے بہت بڑے اژدہا کی شکل اختیار کر لی تھی اور اگر اسے خدا کا حکم ہوتا تو فرعون کا پورا محل بھی نگل لیتا۔

فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ خدارا اسے سنبھالو۔ حضرت موسیٰ نے اسے ہاتھ لگایا تو وہ دوبارہ عصا بن گیا۔

فرعون نے کہا کہ موسیٰ جادوگر ہے چنانچہ اس نے آپ کے مقابلہ کے لئے جادوگر جمع کئے اور مقابلہ کے لئے ایک دن مقرر کیا۔ اس دن لوگ مقابلہ دیکھنے کے لئے کثیر تعداد میں جمع ہوئے۔ جادوگروں نے اپنی رسیاں پھینکیں تو سانپ بن کر چلنے لگیں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ نے عصا پھینکا تو وہ بہت بڑا اژدہا بن گیا اس نے جادوگروں کے خیالی سانپوں کو کھانا شروع کر دیا۔

جب جادوگروں نے یہ منظر دیکھا تو انہیں یقین ہوگیا کہ موسیٰ جادوگر نہیں ہیں وہ خدا کے سچے نبی ہیں اسی لیے وہ آپ پر ایمان لائے۔

کچھ دن گزرے تو فرعون نے اپنے چند سپاہیوں سے کہا کہ وہ چپکے سے موسیٰ کے گھر جائیں۔ جب دیکھیں کہ وہ سو رہے ہیں تو ان کا عصا چوری کر کے لائیں۔

فرعون کے سپاہی رات کی تاریکی میں حضرت موسیٰ کے گھر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے عصا کے قریب جانے کی کوشش کی۔ عصا فوراً سانپ بن گیا اور ان کے پیچھے دوڑنے لگا۔ وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر فرعون کے پاس آئے اور اس سے کہا: ”موسیٰ سویا ہوا ہے لیکن عصا کا مالک بیدار ہے اسے نیند نہیں آتی۔“

حضرت موسیٰ نے دوسرا معجزہ ”ید بیضا“ کا پیش کیا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنا دایاں

Presented by Ziaraat.Com

ہاتھ جیب میں ڈال کر باہر نکالتے تو وہ چاند کی طرح سے چمکنے لگ جاتا تھا۔

حضرت موسیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو توحید اور ترک شرک کی دعوت دی لیکن ان پر ان کی بدنصیبی غالب تھی اس لیے انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جب موسیٰ ان کی ہدایت سے مایوس ہوئے تو آپ نے فرعون سے ہی مطالبہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کی غلامی ختم کر کے انہیں مصر سے جانے کی اجازت دیدے۔ لیکن فرعون نے آپ کا یہ مطالبہ بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بنی اسرائیل کی آزادی میں فرعون کے وزیر ہامان نے بھی روڑے اٹکائے اور کہا کہ ان کی آزادی فرعون اور اس کے خاندان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی لہٰذا انہیں آزاد نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت موسیٰ نے تیسرا معجزہ سیلاب کا پیش کیا۔ حضرت موسیٰ نے دریائے نیل میں اپنا عصا رکھا تو دریا میں طغیانی آ گئی اور اتنا بڑا سیلاب آیا جس سے مصر کی تمام زراعت تباہ و برباد ہوگئی اور قوم فرعون اور اس کے سرداروں کے مکانات زمین بوس ہو گئے۔ سیلاب کی عجیب بات یہ تھی کہ بنی اسرائیل کی کچی آبادی کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

جب فرعون نے سیلاب کی تباہ کاریاں دیکھیں تو اس نے حضرت موسیٰ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ سیلاب کی روک تھام کریں۔ جب سیلاب تھم جائے اور دریا معمول کے مطابق بہنے لگے تو میں نبی اسرائیل کو آزاد کر دوں گا۔ پھر وہ جانیں اور آپ جانیں۔

حضرت موسیٰ دریائے نیل پر آئے اور آپ نے عصا مارا تو تمام سیلاب ختم ہوگیا اور دریا اور ندیاں معمول کے مطابق بہنے لگیں۔

سیلاب کی تباہ کاریاں کم ہوگئیں اور حالات معمول پر آ گئے تو فرعون نے پھر بھی اپنے وعدہ کا لحاظ نہ کیا اور نبی اسرائیل کو آزاد کرنے سے انکار کر دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بعد چوتھا معجزہ استعمال کیا۔ آپ نے اللہ سے دعا مانگی۔ خدا نے ٹڈی دل کو وہاں بھیج دیا جس نے ان کے لہلہاتے ہوئے کھیت چٹ کر دیئے اور ان کے درختوں کے پتے ختم ہو گئے۔ لیکن اس بار بھی بنی اسرائیل کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

جب فرعون نے اپنی عاجزی محسوس کی تو اس نے پھر حضرت موسیٰؑ سے مدد کی درخواست کی اور اس نے کہا کہ اگر آپ نے ہمیں ٹڈی دل سے نجات دلائی تو ہم بنی اسرائیل کو آزاد کر دیں گے۔

حضرت موسیٰؑ نے خدا سے عذاب ہٹانے کی درخواست کی تو اللہ نے ٹڈی کا عذاب دور کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد جب حالات معمول پر آئے تو حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو اس کا وعدہ یاد کرایا لیکن اس نے وعدہ پورا کرنے سے انکار کر دیا اور بنی اسرائیل پر سختیاں جاری رکھیں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ نے اپنا پانچواں معجزہ استعمال کیا۔ آپ نے اللہ سے دعا مانگی کہ وہ قوم فرعون پر پھر عذاب نازل کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون پر جوؤں کا عذاب نازل کیا۔ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کے کپڑوں میں بے تحاشا جوئیں گھس گئیں اور انہوں نے ان کو کاٹنا شروع کر دیا جس سے ان کے دن رات کا سکون غارت ہو گیا اور ان کے اجسام چیچک زدہ افراد کا طرح ہو گئے۔ انہیں نہ دن کو سکون ملتا ہے اور نہ رات کو آرام نصیب ہوتا تھا۔ جوؤں نے انہیں کاٹنے پر بس نہ کی بلکہ ان کی روٹی پانی میں بھی شامل ہو جاتی تھیں جس کی وجہ سے ان کیلئے پانی پینا اور روٹی کھانا دشوار ہو گیا۔ آل فرعون کی طاقت جواب دے گئی۔ آخر کار فرعون کو مجبور ہو کر حضرت موسیٰؑ کے پاس پیغام بھیجنا پڑا کہ آپ ہمیں جوؤں کے عذاب سے چھٹکارا

Presented by Ziaraat.Com

دلائیں۔ہم بنی اسرائیل کو آزاد کر دیں گے۔

حضرت موسیٰؑ کو ان کی حالت پر رحم آ گیا۔آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان سے یہ عذاب ہٹا لے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ان سے جوؤں کا عذاب دور کر دیا لیکن اس بار بھی فرعون نے حسب معمول وعدہ خلافی کی اور بنی اسرائیل کو رہا کرنے سے انکار کر دیا۔

کچھ برس بعد حضرت موسیٰؑ نے یہ محسوس کیا کہ فرعون اور اس کے درباری گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور خدا کی دی ہوئی مہلت سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔آپ نے چاہا کہ انہیں غفلت سے بیدار کیا جائے۔چنانچہ آپ نے اللہ کا بارگاہ میں بددعا کی خدایا اب ان پر کوئی اور عذاب نازل فرما۔

اس مرتبہ اللہ نے ان پر مینڈک مسلط کر دیئے۔اچانک کہیں سے مینڈکوں کی فوجیں آئیں اور انہوں نے فرعون اور آل فرعون کے گھروں کا رخ کیا اور مینڈک پھدک پھدک کر ان کے کپڑوں اور روٹی پر چڑھ جاتے وہ پانی پینے کا ارادہ کرتے تو مینڈک ان کے پانی پینے کے کوزوں میں جا پڑتے۔سر سے مینڈک کو ہٹاتے تو بازو پر چڑھ جاتے۔الغرض مینڈکوں نے ان کی زندگی اجیرن کر دی اور ان کا آرام وسکون غارت کر دیا۔جب وہ اس مصیبت سے تنگ آ گئے تو انہوں نے موسیٰؑ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائیں ہم بنی اسرائیل کو رہا کر دیں گے۔

حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے درخواست کی کہ وہ اپنا عذاب ان سے ہٹا لے۔اللہ نے ان کے دعا قبول فرمائی اور مینڈک گم ہو گئے۔پھر جب حالات معمول پر آئے تو فرعون نے حسب عادت سرکشی کی پالیسی اپنائی اور بنی اسرائیل کو رہا کر دینے سے انکار کر دیا۔

پھر کچھ سالوں تک خدا نے انہیں ڈھیل دی مگر وہ اپنی غلط روش پر قائم رہے اس

Presented by Ziaraat.Com

کے بعد خدا نے ان پر خشک سالی اور قحط کا عذاب نازل کیا۔ سرزمین مصر پر بارش کا ایک قطرہ تک نہ برسا جس کی وجہ سے درجہ حرارت بڑھ گیا اور نہریں خشک ہو گئیں۔ چشموں کا پانی زیر زمین چلا گیا۔ فصلیں جل گئیں حیوانات مرنے لگے اور پورے مصر پر قحط کا راج ہو گیا۔ لوگ بھوک سے بلبلا کر مرنے لگے۔ لوگوں کے گھروں میں جتنا ذخیرہ تھا سب کا سب ختم ہو گیا اور پورے ملک پر غربت و مفلسی، قحط، پیاس اور مرض کے منحوس سائے پھیل گئے۔

کچھ عرصہ تک یہ حالت قائم رہی آخر کار فرعون نے حضرت موسیٰ سے رابطہ کیا اور کہا کہ آپ خدا سے درخواست کریں کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا کرے اس دفعہ پکا وعدہ کرتا ہوں کہ بنی اسرائیل کو رہائی دے دوں گا۔

حضرت موسیٰ کو ان کی حالت پر ترس آیا آپ نے اللہ سے خشک سالی دور کرنے کی دعا مانگی جس کے بعد بادل برسنے لگے دریاؤں میں پانی آ گیا۔ خشک جھیلیں دوبارہ بھر گئیں اور مویشیوں کو حیات نو ملی اور ایک بار پھر پورا مصر خوشی سے چہچہانے لگا۔

کئی برس تک یہ خوشحالی قائم رہی لیکن فرعون نے اپنا وعدہ پھر بھی پورا نہ کیا۔

اس کے بعد اللہ نے ان پر ژالہ باری کا عذاب نازل کیا۔ موٹے موٹے اور سرخ رنگ کے اولے گرے جس سے اہل شرک کے کھیت اور کھلیان تباہ و برباد ہو گئے اور ان کے مویشیوں کو شدید نقصان پہنچا۔

اس کے بعد فرعون نے پھر حضرت موسیٰ سے کہا کہ آپ اس عذاب کو دور کریں تو میں بنی اسرائیل کو رہائی دیدوں گا۔

حضرت موسیٰ نے پھر دعا مانگی تو ان سے عذاب ٹل گیا لیکن فرعون نے پھر بھی وعدہ پورا نہ کیا۔

حضرت موسیٰ کے اعلان نبوت کو چالیس برس کا عرصہ گزر گیا آپ فرعون و آل

Presented by Ziaraat.Com

فرعون کی ہدایت سے مایوس ہو گئے۔ آپ نے اللہ سے درخواست کی اور کہا: خدایا! فرعون اور اس کی قوم دولت کی وجہ سے سرکش بن چکی ہے اور اسی دولت کی وجہ سے وہ بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنائے ہوئے ہیں اور انہیں ذلیل کر رہے ہیں۔ خدایا ان کی دولت کو بے قیمت بنا دے اور اسے بے قدر کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی بددعا کو قبول کیا اور ان کی سونے چاندی کی تمام دولت کو پتھروں میں تبدیل کر دیا اور موسیٰ سے فرمایا کہ تم بنی اسرائیل کو ساتھ لو اور رات کے وقت یہ ملک چھوڑ دو۔

موعودہ شب بنی اسرائیل گھروں سے نکلے اور دریائے نیل کے کنارے پر جمع ہوئے۔ اتنے میں فرعون کو پتہ چل گیا کہ بنی اسرائیل اپنی بستیاں خالی کر کے یہاں سے جا چکے ہیں۔ اس نے بنی اسرائیل کو پکڑنے کے لئے اپنا بھاری بھرکم لشکر تیار کیا۔ علمائے تاریخ بیان کرتے ہیں کہ اس کے لشکر کے سپاہیوں کی تعداد سولہ لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ لشکر کے آگے آگے وہ چلا اور باقی تمام لشکر اس کے پیچھے چل پڑا۔

جب بنی اسرائیل نے لشکر فرعون کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کی گھگھی بندھ گئی اور رو رو کر موسیٰ سے کہنے لگے آپ کی وجہ سے ہم سب برباد ہوئے ہیں۔ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بھی ہم نے مصائب برداشت کئے اور آپ کی وجہ سے ہم نے بعد میں بھی مصائب جھیلے ہیں۔ اب سامنے دریا ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے اگر آگے بڑھیں تو ڈوب جائیں گے۔ پیچھے ہٹیں تو فرعون کا لشکر ہمیں کچل کر رکھ دے گا۔

حضرت موسیٰ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا اللہ کا وعدہ برحق ہے ہم اس پانی سے بخیریت گزر جائیں گے۔

جناب یوشعؑ جو کہ بعد میں حضرت موسیٰ کے جانشین بنے تھے، آگے بڑھے اور

Presented by Ziaraat.Com

پانی کی سطح پر چلنے لگے۔ لیکن دوسرے افراد کو پانی پر چلنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ادھر فرعون کا لشکر بھی لحہ لحہ قریب ہورہا تھا۔ اس وقت حضرت موسیٰ نے بارگاہ احدیت میں عرض کیا:

پروردگار! تجھے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے لئے سمندر کو پھاڑ دے اور ہمیں نجات دے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"فاوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر..." (الشعراء۔۶۳)

(ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ دریا پر اپنا عصا مارو)۔

حضرت موسیٰ جھکے اور آپ نے اپنا عصا پانی پر مارا۔ پانی پھٹ گیا اور بارہ راستے نمودار ہوئے جہاں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کو گزرنا تھا۔

مگر بنی اسرائیل بھی بڑے ضدی تھے انہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا: ہم اس گزرگاہ سے نہیں گزریں گے کیونکہ یہ ساری کیچڑ ہے اور ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہم کیچڑ میں پھنس نہ جائیں۔

حضرت موسیٰ نے پھر دعا مانگی تو اللہ نے کیچڑ کو خشک کردیا اور یوں بنی اسرائیل نے ڈرتے ڈرتے دریا پار کیا۔

فرعون بھی لشکر کو لے کر دریا پر پہنچ گیا اس نے بھی بنی اسرائیل کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کیا۔ جب بنی اسرائیل کا آخری فرد دریا سے نکلا اور ادھر لشکر فرعون کا آخری فرد دریا میں داخل ہوا تو دریا کی تھمی ہوئی موجیں آپس میں مل گئیں اور فرعون اپنے لشکر سمیت اس میں ڈوب گیا۔ جب وہ لعین ڈوب رہا تھا تو مرتے وقت اس نے توبہ کی اور کہا:

امنت انه لااله الذی امنت به بنوا اسرائیل .... (یونس۔۹۰)

(میں اس خدا پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود

Presented by Ziaraat.Com

نہیں ہے)۔

جبریلؑ امین آئے اور کیچڑ اٹھا کر اس کے مُنہ پر ماری اور فرمایا: ہلاکت کے وقت ایمان لاتا ہے خدا نے تو تجھے چالیس برس تک مہلت دی تھی لیکن ہر روز تیری سرکشی میں اضافہ ہوتا رہا اب جب کہ تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے تو توبہ کرنے لگا۔ اب تیری توبہ بے سود ہے۔

فرعون کا پورا جسم ہتھیاروں سے لیس تھا اسی لئے وہ پانی میں ڈوب گیا لیکن خدا چاہا کہ اسے آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ عبرت بنائے چنانچہ پانی کو حکم دیا اس نے اس کا جسم اچھال کر ساحل پر ڈال دیا۔

یہ فرعون اور اس کے خاندان کے لئے دنیاوی عذاب تھا جب کہ ان کے لئے برزخ کا عذاب ناقابل تصور ہے۔ (۱۰۵)

۹۹

کسی کو اپنے سے کمتر نہ سمجھیں

بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ نے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی:

''اب جب مناجات کے لئے آؤ تو اپنے ساتھ کسی ایسے کو لے کر آؤ جس کے متعلق تمہارے عقیدہ ہو کہ تم اس سے برتر اور افضل ہو۔''

موسیٰ علیہ السلام نے بہت غور کیا۔ ادھر ادھر دیکھا اور لوگوں کے چہروں کو دیکھا لیکن انہیں یہ جرأت نہ ہوئی کہ اپنے آپ کو کسی سے برتر اور افضل قرار دیتے اور دوسرے کو اپنے سے کمتر اور ہیچ تصور کرتے۔

Presented by Ziaraat.Com

انسانوں سے مایوس ہو کر آپ نے حیوانات پر نظر کی لیکن انہیں حیوانات میں بھی اپنا مطلوبہ حیوان دکھائی نہ دیا۔ وہ مایوس ہونے کو تھے کہ ان کی نظر ایک خارش زدہ کتے پر پڑی۔ انہوں نے اپنے آپ سے کہا: اگر میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں تو شاید بات بن جائے۔ یہ سوچ کر انہوں نے اس کتے کے گلے میں رسی ڈالی اور اسے لے کر خدا سے مناجات کے لئے چل پڑے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد انہوں نے اپنے فعل پر ندامت محسوس کی اور کتے کے گلے سے رسی نکال دی اور اسے بھگا دیا۔ جب آپ مقام مناجات پر پہنچے تو اللہ تعالٰی نے فرمایا: موسیٰؑ کیا تم اپنے سے کمتر چیز اپنے ساتھ لائے ہو؟

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: خدایا! جس کا تو نے مطالبہ کیا ہے وہ چیز مجھے نہیں ملی۔

اللہ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر تو اُس کتے کو بھی اپنے سے کمتر سمجھ کر یہاں لے آتا تو میں تیرا نام دیوان انبیاء سے خارج کر دیتا۔ (۱۰۶)

۱۰۰

کشتی نوحؑ

حضرت نوح علیہ السلام شہر کوفہ کی مغربی جانب دریائے فرات کے قریب ایک گاؤں میں رہتے تھے اور آج جہاں مسجد کوفہ بنی ہوئی ہے حضرت نوح علیہ السلام کا گھر یہیں واقع تھا۔ آپ تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ بچپن سے ہی خدائے واحد پر ایمان رکھتے تھے اور اپنے معاشرہ میں دیانت دار انسان سمجھے جاتے تھے۔ لوگ آپ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کا احترام کرتے تھے۔

اس وقت کا معاشرہ فسق وفجور میں مبتلا تھا۔ وہ اپنے رب کو بھول چکے تھے اور خدا

Presented by Ziaraat.Com

کی نعمات کا شکر ادا کرنا جانتے ہی نہیں تھے۔ اس لئے نوح علیہ السلام ان سے جدا ہو گئے اور انہوں نے تنہائی اور گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر لی تھی۔

ایک دن جبریلؑ امین حکم خداوندی سے ان کے پاس آئے اور ان سے کہا: آپ نے لوگوں سے کیوں دوری اختیار کر لی ہے؟

آپ نے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ بت پرستی کرتے ہیں اور بدفعلیاں کرتے ہیں اور خدا کی نافرمانی کرتے ہیں۔

جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ انہیں برائیوں اور بت پرستی سے منع نہیں کرتے؟

آپ نے کہا کہ مجھے اپنی جان جانے کا اندیشہ ہے۔ حضرت جبریلؑ امین نے کہا: میں جبریلؑ فرشتہ ہوں اور میں رب العالمین کا قاصد بن کر آپ کے پاس آیا ہوں خدا نے آپ کو نبوت کے لئے چُن لیا ہے اور میں خدا کی طرف سے آپ کے لئے صبر، یقین اور نصرت الٰہی کی خلعتیں لے کر آیا ہوں۔

یہ سنا تو آپ کا عزم جوان ہو گیا اور آپ گوشہ تنہائی سے نکل کر شہر آئے۔ جس دن آپ شہر آئے اس دن اہل شہر کی عید تھی۔ لوگ شہر چھوڑ کر صحرا کی طرف جا رہے تھے اور ہر شخص اپنے بت کو بھی اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔

حضرت نوحؑ ان کی طرف گئے اور ان کے بیچ میں کھڑے ہو کر سریانی زبان میں کہا: لا اله الا الله۔ جیسے ہی جلالت والے اللہ کے نام کی صدا بلند ہو گی تمام بت زمین پر گر کر ریزہ ریزہ ہو گئے۔ فوراً قوم نوحؑ کے سرداروں نے اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کو پکارا اور ان کو مارنا شروع کر دیا وہ انہیں گالیاں بھی دیتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ تب وہ ایک چادر لائے اس میں نوحؑ کو لپیٹا اور اُٹھا کر ان کے گھر پر پھینک دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک بیوی تو آپ کے

Presented by Ziaraat.Com

اعلان نبوت کے دن ہی آپ پر ایمان آئی تھی۔ جب حضرت نوحؑ کے خسر کو پتہ چلا کہ اس کی بیٹی نوحؑ پر ایمان لائی ہے تو اس نے بیٹی کو قتل کی دھمکیاں دیں لیکن وہ خوش بخت اپنے عقیدہ پر قائم رہی۔ چنانچہ اس کا باپ اسے اپنے گھر لے گیا اور ایک کمرے میں قید کر دیا تا کہ بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جائے۔

جب بی بی کو قید ہوئے کافی دن گزر گئے اس کے باپ کو یقین ہو گیا کہ اب میری بیٹی مر چکی ہو گی۔ تو اس نے دروازہ کھولا تا کہ اس کی میت کو اٹھا کر کہیں دفن کرے لیکن یہ دیکھ کر اسے تعجب ہوا کہ وہ بالکل تندرست اور صحت مند تھی۔

اہل خانہ نے اس سے پوچھا کہ تم کافی عرصہ سے قید میں تھیں تمہیں تو کسی نے روٹی پانی نہیں دیا پھر تم زندہ کیسے رہیں؟

زوجہ نوحؑ نے کہا کہ نوحؑ کا رب زندان میں میری نگہبانی کرتا رہا۔

نوح علیہ السلام کی دوسری بیوی کفر پر قائم رہی اور وہ اپنے شوہر پر ایمان نہ لائی جس کی وجہ سے وہ بھی دوسرے مشرکین کے ساتھ طوفان نوحؑ میں غرق ہوئی۔

حضرت نوحؑ نے نو سو پچاس برس تک اپنی قوم کو تبلیغ کی۔ آپ کی تبلیغ سے تھوڑے سے انسان متاثر ہوئے اور وہ آپ پر ایمان لائے۔ علماء بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پیروکاروں کی کم از کم تعداد آٹھ اور زیادہ سے زیادہ اسی تھی۔

تبلیغ دین کے لئے حضرت نوحؑ کو طرح طرح کے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی قوم نے آپ پر بے پناہ تشدد کیا۔ کئی بار راہ خدا میں لہولہان ہوئے اور بے ہوش ہوئے۔ جب لوگ آپ کو لہولہان کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا کر دیتا تھا۔ پھر دوسرے دن آپ پورے جوش و جذبہ سے تبلیغ کرنے لگ جاتے۔

قوم نوحؑ کی سرکشی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ بڑے بوڑھے اپنی جوان اولاد

Presented by Ziaraat.Com

کو اپنے پاس بلا کر انہیں نصیحت کرتے تھے کہ دیکھو میں تو مرنے والا ہوں خبردار تم نوحؑ پر ایمان نہ لانا۔

اس طرح سے ہر پرانی نسل نئی نسل کو یہی وصیت کرتی رہی۔ اس طرح کے روح فرسا حالات میں نو سو پچاس برس گزر گئے اور حضرت نوحؑ مصائب و آرام کا نشانہ بنتے رہے۔ بدبخت لوگ آپ پر سب وشتم کرتے تھے۔ آپ نے ہر مصیبت کو کمال صبر سے برداشت کیا۔

لوگوں نے کئی بار آپ کو پکڑ کر آپ کی قمیض سے آپ کا گلہ تک دبایا اور جب انہیں یقین ہو جاتا کہ اب نوحؑ دم گھٹنے سے مر چکا ہے تو وہ آپ کو بے ہوشی کی حالت میں چھوڑ کر چلے جاتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں پھر تندرست کر دیتا تھا۔ آخر کار آپ کی زندگی میں وہ لمحہ بھی آیا جب آپ لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے اس کے ساتھ آپ کو یہ اندیشہ بھی ہوا کہ سخت مشکلات کی وجہ سے کہیں اہل ایمان بھی ایمان کو چھوڑنے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ اس وقت آپ نے اللہ سے اپنی قوم کے رویہ کی شکایت کی قرآن مجید نے نوحؑ علیہ السلام کی گفتگو کو یوں نقل کیا ہے:

قال رب انی دعوت قومی لیلا ونھا را ٥ فلم یزدھم دعآئی الا فرارا٥وانی کلما دعوتھم لتغفرلھم جعلوا اصابعھم فی اذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا وا ستکبروا استکبارا٥ثم انی دعو تھم جھارا٥ثم انی اعلنت لھم واسررت لھم اسرارا ٥ (نوح۔۵تا۹)

(اس نے عرض کیا اے میرے رب، میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا۔ مگر میری پکار نے ان کے فرار ہی میں اضافہ کیا۔ اور جب بھی میں نے انہیں بلایا تا کہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھوس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ تک ڈھانک

Presented by Ziaraat.Com

لئے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور انہوں نے بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے انہیں بلند آواز سے پکار پکار کر دعوت دی۔ پھر میں نے اعلانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا)۔

قران کریم بیان کرتا ہے کہ نوح علیہ السلام نے رب سے اپنی قوم کے لئے عذاب کی درخواست کی اور کہا:

قال نوح رب انهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله وولده الا خسارا ○ ومكروا مكرا كبارا ○ وقالوا لا تذرن الهتكم ولا تذرن وَدًّا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا ○ وقد اضلوا كثيرا ولا تزد الظالمين الا ضللا ○ مما خطيئاتهم اغرقوا فادخلوا نارا فلم يجدوا لهم من دون الله انصارا ○ وقال نوح رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا ○ انك ان تذرهم يضلوا عبادك ولا يلدوا الا فاجرا كفارا ○ (سورۂ نوح آیات ۲۱ تا ۲۷)

(نوحؑ نے کہا: میرے پروردگار انہوں نے میری بات رد کر دی اور ان کی پیروی کی جو مال اور اولاد پاکر اور زیادہ نامراد ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے مکر کا بھاری جال پھیلا رکھا ہے۔ انہوں نے کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ چھوڑو ود اور سواع کو اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو۔ انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور تو بھی ان ظالموں کو گمراہی کے سوا اور کسی چیز میں ترقی نہ دے۔ اپنی خطاؤں کی وجہ سے ہی وہ غرق کئے گئے اور آگ میں جھونک دیئے گئے۔ پھر انہوں نے اپنے لئے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ پایا۔

اور نوحؑ نے کہا میرے رب ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی ہوگا بدکار اور سخت کافر ہی ہوگا)۔

Presented by Ziaraat.Com

جبریلؑ امین نازل ہوئے اور انہوں نے نوحؑ سے کہا: یہ تمام لوگ عنقریب ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ کشتی بنائیں۔ جب آپ کی کشتی تیار ہو جائے گی تو آسمان سے بارشیں ہوں گی اور سیلاب چڑھے گا اور زمین سے بھی پانی برآمد ہوگا۔ جب وہ وقت آجائے تو آپ اپنے ساتھ اہل ایمان کو کشتی میں سوار کرلیں۔ آپ بچ جائیں گے۔ آپ علاوہ اور کوئی نہیں بچے گا۔

اس گفتگو کو قرآن مجید میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

اوحی إلی نوح انه لن یؤمن من قومك الا من قد امن فلاتبستئس بما کانوا یفعلون ٥واصنع الفلك باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون ٥(ہود۔۳۶۔۳۷)

(نوحؑ پر وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے بس وہ لا چکے اب کوئی ماننے والا نہیں ہے ان کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑ دو۔ اور ہماری نگرانی میں ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنانی شروع کر دو اور دیکھو جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے حق میں مجھ سے کوئی سفارش نہ کرنا یہ سارے کے سارے ڈوبنے والے ہیں)۔

عذاب کے وعدہ کے بعد اللہ نے ان کی عورتوں کو چالیس سال کے لئے بانجھ بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ طوفان میں کوئی کافر بچہ ہلاک نہیں ہوا تھا۔ طوفان میں ہلاک ہونے والے سب کے سب بالغ، راشد اور عقل مند تھے۔

جبریلؑ امین نے حضرت نوحؑ سے کہا کہ وہ زمین میں کھجوریں کاشت کریں اور جب کھجور کے درخت جوان ہو جائیں اور پھل دینے لگیں تو انہیں کاٹ کر کشتی بنائیں۔

الغرض درخت جوان ہو گئے۔ نوح علیہ السلام نے انہیں کاٹا اور کشتی بنانی شروع کی۔ آپ کے ساتھ آپ کے دو بیٹوں سام اور حام نے بھی آپ کا ہاتھ بٹایا۔

Presented by Ziaraat.Com

مشرکین نے کشتی کو بنتا ہوا دیکھا تو نوح علیہ السلام کا مذاق اڑانے لگے۔

حضرت جبریلؑ کی رہنمائی میں کشتی بننے لگی اس کام میں دو سال لگے۔

جب حضرت نوحؑ نے کشتی کا پہلا تختہ اٹھایا تو جبریلؑ نے کہا: یہ محمدؐ کے نام پر ہے۔ دوسرا تختہ اٹھایا تو جبریلؑ نے کہا یہ علیؑ کے نام پر ہے۔ تیسرا اٹھایا تو جبریلؑ نے کہا: یہ زہراؑ کے نام پر ہے اور یوں ہر تختہ کے ساتھ جبریلؑ چودہ معصومین کے نام دہراتے رہے۔

جب نوح علیہ السلام نے پہلی میخ ماری تو اس سے ایک نور چمکا۔ نوحؑ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

جبریلؑ نے کہا: یہ محمدؐ کا نور ہے۔

اور یوں معصومینؑ کے نور کی باری باری تجلی ہوئی۔

اس عرصہ میں مشرکین آپ کا مذاق اڑاتے رہے اور کہتے تھے کہ یہ خشکی پر اور خشک سالی میں کشتی بنا رہا ہے۔ وہ بدبخت آپ کا مذاق اڑا کر کہتے تھے: تم بھی بڑے بھلے مانس ہو صحرا کے درمیان کشتی بنانے کی بھلا کیا تک ہے؟

تم اپنی کشتی کو پانی تک کیسے دھکیل کر لے جاؤ گے؟ ہمارا خیال ہے کہ یہ پانی میں چلنے سے تو رہی شاید تم اسے فضا میں اڑاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسے یوں بیان کیا: ویصنع الفلك وكلما مر عليه ملأ من قومه سخروا منه۔ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منكم كما تسخرون ٥ فسوف تعلمون من يأتيه عذاب يخزيه ويحل عليه عذاب مقيم ٥

(ہود۔ ۳۸۔۳۹)

(نوحؑ کشتی بنا رہا تھا اور اس کی قوم کے سرداروں میں سے جو کوئی اس کے پاس سے گزرتا تھا وہ اس کا مذاق اڑاتا تھا۔ اس نے کہا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ عنقریب

Presented by Ziaraat.Com

معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور کس پر وہ عذاب ٹوٹنے والا ہے جو ٹالے نہ ٹلے گا)۔

الغرض کشتی مکمل ہو گئی۔ تنور سے پانی نکلنے لگا اور آسمان سے موسلا دھار پانی برسنے لگا۔ جب ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا تو آپ نے اپنی کافر بیوی کے علاوہ اپنے تمام اہل خانہ اور تمام صاحبان ایمان کو اس کشتی میں بٹھایا۔ آپ نے زمین پر موجود تمام جانداروں کا ایک ایک جوڑا بھی کشتی میں بٹھایا۔ آپ کا نافرمان بیٹا کنعان کشتی پر سوار نہ ہوا۔ آپ نے دور کھڑے ہوئے بیٹے کو صدا دے کر فرمایا:

"یابنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین" فرزند ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ نہ دو۔

نااہل بیٹے نے جواب دیا "ساوی الی جبل یعصمنی من الماء" میں پہاڑ کی طرف چلا جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔

آپ نے فرمایا: " لاعاصم الیوم من امراللہ الامن رحم" آج اللہ کے عذاب سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی ہاں اگر وہ خود کسی پر رحم کرے تو یہ علیحدہ بات ہے۔

کنعان کشتی پر نہ بیٹھا اور تیزی سے پہاڑ پر چڑھنے لگا یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچا۔ پانی اس کے پیچھے چڑھتا گیا یہاں تک کہ طوفان کا پانی بھی چوٹی پر پہنچ گیا۔ پھر پانی اس کے قدموں سے ہوتا ہوا اسکے گھٹنوں تک پہنچا تو حضرت نوحؑ کو یقین ہو گیا کہ یہ چند لمحات میں غرق ہونے والا ہے۔ آپ نے بارگاہ احدیت میں عرض کیا:

"رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین" (ہود۔۴۵)

(خدایا! میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا

Presented by Ziaraat.Com

ہے)۔

اللہ نے فرمایا:

یانوح انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح فلا تسئلن مالیس لك به علم انی اعظك ان تكون من الجاهلین٥(ہود۔۴۶)

(اے نوحؑ! وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے اس کے عمل بگڑے ہوئے ہیں لہٰذا تو اس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت تو نہیں جانتا۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح سے مت بنا)۔

آخر کار نتیجہ یہ ہوا: وحال بینهما الموج فكان من المغرقین ٥(ہود۔۴۳) (ان کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوب گیا)۔

کافی دن تک بارشوں کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ طوفان کا پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اسی میٹر بلند ہوگیا۔

چالیس روزہ تباہ کن طوفان کے بعد اللہ نے بارشوں کا سلسلہ روک دیا اور زمین کو یہ حکم دیا: وقیل یا ارض ابلعی مآء ك ویا سمآء اقلعی وغیض الماء واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظالمین٥(ہود۔۴۴)

(اور حکم ہوا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان رک جا چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا۔ فیصلہ چکا دیا گیا۔ کشتی ''جودی'' پر ٹک گئی اور کہہ دیا گیا کہ ظالم قوم کے لئے دوری ہو)۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۰۱

حضرت نوحؑ کے گھڑے

جب نوح علیہ السلام گمراہ مشرکین کی ہدایت سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے اللہ کے حکم سے کشتی بنانی شروع کی۔ جب وہ مکمل ہو گئی تو آپ نے مومنین کو بلایا جو بہت کم تھے اور ان سے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ جب کہ قران میں آیا ہے: ارکبوا فیھا بسم اللہ مجریھا ومرسٰھا ان ربی لغفور رحیم۔(ہود۔۴۱)

(اس پر سوار ہو جاؤ یہ اللہ کے نام سے چلے گی اور رُکے گی بے شک میرا پروردگار بہت بخشنے والا مہربان ہے)۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم ہوا:

قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیہ القول...(ہود۔۴۰)

(ہم نے کہا کہ اس میں ہر چیز کا جوڑا سوار کرو اور اپنے خاندان کو سوار کرو سوائے اس کے جس کے متعلق ہمارا قول پہلے گزر چکا ہے)۔

آپ نے اہل ایمان کے علاوہ تمام جانداروں کے جوڑے بھی کشتی پر سوار کیے۔ کافی دنوں تک طوفان جاری رہا جب طوفان تھما اور کشتی لنگر انداز ہوئی تو نوحؑ اور دوسرے صاحبان ایمان کشتی سے نیچے اترے اور کاروبار زندگی میں لگ گئے۔

نوح علیہ السلام نے گھڑے بنانے شروع کیے۔ آپ مٹی سے گھڑے بناتے اور انہیں لوگوں کے ہاتھوں فروخت کرتے تھے اور اس سے جو قیمت وصول ہوتی اس سے

Presented by Ziaraat.Com

اپنی زندگی کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔

ایک دن ایک فرشتہ انسانی صورت میں ان کے پاس آیا اور ان سے بہت سے گھڑے خرید لئے اور قیمت ادا کی۔

پھر اس نے ایک ایک گھڑا لے کر آپ کے سامنے توڑنا شروع کر دیا۔ آپ کو اس کا یہ عمل ناگوار گزرا۔ کچھ دیر تک تو آپ یہ دیکھتے رہے لیکن جب وہ باز نہ آیا تو آپ کے صبر کا بندھن ٹوٹ گیا اور اس سے فرمایا: اے شخص! تو یہ کیا کر رہا ہے؟ تو میرے ہاتھ کے بنائے ہوئے گھڑے کیوں توڑ رہا ہے؟

گاہک نے کہا: آپ کا اس سے کیا واسطہ ہے۔ یہ گھڑے میں آپ سے خرید چکا ہوں اور اس کی قیمت ادا کر چکا ہوں اب یہ میری ملکیت ہیں۔ میں انہیں توڑوں تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟

حضرت نوحؑ نے کہا: یہ درست ہے تو نے یہ گھڑے خریدے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ میں نے ان کے بنانے میں بڑی مشقت کی ہے اگرچہ انہیں بیچ چکا ہوں پھر بھی میں اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز کو یوں تلف ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔

گاہک جو کہ دراصل فرشتہ تھا نے کہا: تو نے یہ گھڑے خلق نہیں کئے صرف بنائے ہیں اس کے باوجود تلف ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تو نے خدا سے اس کی مخلوق تلف کرنے کی دعا کیوں کی تھی؟!

حضرت نوحؑ نے یہ بات سنی تو آپ رونے لگے۔ آپ کے شب و روز نوحہ وزاری میں بسر ہونے لگے۔ آپ نے اتنی نوحہ وزاری کی کہ لوگوں نے آپ کا نام ہی ''نوح'' رکھ دیا۔(۱۰۷)

Presented by Ziaraat.Com

۱۰۲

حضرت عیسیٰؑ و یحییٰؑ کا اختلاف

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے کہ آپ ہمیشہ خوف خدا کی وجہ سے غمگین رہتے تھے اور ولادت سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک آپ غمگین ہی رہے آپ کے گریہ وبکا کا سلسلہ کسی وقت بھی منقطع نہیں ہوا اور کسی نے کبھی آپ کو ہنستا مسکراتا نہیں دیکھا۔

ایک مرتبہ زکریا علیہ السلام نے بارگاہ احدیت میں عرض کیا:

خدایا! میں نے تجھ سے اس لئے بیٹا طلب کیا تھا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور میرے لئے خوشی اور مسرت کا ذریعہ ثابت ہو لیکن تو نے مجھے جو بیٹا عطا کیا ہے وہ تو ہمیشہ غمگین رہتا ہے اور ہر وقت روتا رہتا ہے۔

ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا: میں نے خدا سے بیٹا مانگا تھا تا کہ میرے لئے خوشی کا ذریعہ بنے جب کہ تو تو ہمیشہ غمگین رہتا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ابا جان! میں نے آپ کی زبانی یہ بات سنی تھی کہ جنت ودوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے جسے صرف وہی عبور کرے گا جو خوف خدا سے رویا ہوگا۔

بہرنوع حضرت یحییٰ علیہ السلام پوری زندگی مغموم رہے اور خوف خدا میں روتے رہے آپ اتنا روئے کہ رخساروں پر گڑھے پڑ گئے اور آنسوؤں کی وجہ سے زخم پیدا ہو گئے جن پر مرہم پٹی کی ضرورت پڑتی۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے خالہ زاد بھائی یحییٰؑ سے راستہ میں ملاقات ہوگئی۔ حضرت عیسیٰؑ انہیں دیکھ کر مسکرانے لگے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: کیا وجہ ہے میں آپ کو خوش وخرم دیکھ رہا ہوں شاید آپ نے سمجھ لیا ہے کہ آپ کو ابدی امن واطمینان مل گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا وجہ ہے میں تمہیں غمگین اور ترش رو دیکھ رہا ہوں؟ کیا تم اللہ کی رحمت سے مایوس ہو چکے ہو؟!

اس کے بعد دونوں خالہ زاد بھائی اس جگہ پر رک گئے اور کہا ہم اس وقت تک یہاں سے نہ ہلیں جب تک خدا فیصلہ نہیں کر دے گا کہ ہم میں سے کس کا طرز عمل اسے زیادہ پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر وحی کی: تم دونوں میں سے اچھا وہ ہے جسے ہماری رحمت کی امید زیادہ ہے اور جو ہمارے متعلق زیادہ سے زیادہ حسنِ ظن رکھتا ہے۔ (۱۰۸)

۱۰۳

شیطان کے جال اور پھندے

اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو چار برس کی عمر میں ہی حکمت عطا کی تھی اور انہیں اس کمسنی میں ہی نبوت کے لئے منتخب کیا تھا۔

ایک دن شیطان ان کے سامنے مختلف روپ اور شکلیں دھار کر نمودار ہوا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ مختلف رنگ وروپ کیوں ہیں؟''

شیطان نے کہا: یہ میرے مختلف جال اور پھندے ہیں ان میں سے اولاد آدم

Presented by Ziaraat.Com

کو پھانستا ہوں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: کبھی تو نے میرے لئے بھی جال بچھایا ہے؟

ابلیس نے کہا: جی ہاں۔ جب رات ہوتی ہے اور کھانا کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھتے ہو تو میں تمہارے لئے کھانے کو مزین کر کے پیش کرتا ہوں تا کہ تم زیادہ کھانا کھاؤ اور جب تم زیادہ کھانا کھاؤ گے تو سحر کے وقت تم مشکل سے اٹھو گے اور عبادت کے لئے دیر سے اٹھو گے۔

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ابلیس کے اس مکر کو معلوم کر لیا تو انہوں نے اپنے دل میں عہد کیا کہ آئندہ میں رات کے وقت کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔

پھر انہوں نے ابلیس سے کہا: میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ مرتے دم تک کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔

شیطان نے کہا: میں بھی خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں مرتے دم تک کسی مسلمان کی خیر خواہی نہیں کروں گا۔

۱۰۴

حضرت سلیمانؑ اور چیونٹی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سلیمانؑ بن داؤد اپنے لشکر کو لے کر ایک وادی سے گزر رہے تھے۔ وہ وادی چیونٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ بڑی چیونٹی نے آواز دے کر کہا:

یاایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمٰن وجنودہ وھم لا یشعرون (النمل۔۱۸)

Presented by Ziaraat.Com

(اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ تا کہ سلیمان اور اس کے لشکر تمہیں لاشعوری طور پر پامال نہ کر دیں)۔

ہوا نے چیونٹی کی آواز حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچائی۔ آپ اس چیونٹی کے پاس گئے اور فرمایا: کیا تو مجھے پہچانتی ہے؟

چیونٹی: جی ہاں، آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت سلیمانؑ: کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ میں کسی پر ظلم نہیں کیا کرتا؟!

چیونٹی: جی ہاں معلوم ہے۔

حضرت سلیمانؑ: پھر تو نے چونٹیوں کو مجھ سے خوف زدہ کیوں کیا اور انہیں چھپ جانے کا حکم کیوں دیا؟

چیونٹی: مجھے یہ اندیشہ تھا کہ وہ آپ کی آن دیکھنے میں مصروف ہو گئیں تو اللہ کے ذکر سے محروم رہ جائیں گی۔

اس کے بعد چیونٹی نے حضرت سلیمانؑ سے کہا:

سلیمانؑ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ نے آپ کے لئے ہوا کیوں مسخر کی ہے اور وہ آپ کے تخت کو لے کر کیوں گردش کرتی رہتی ہے؟

حضرت سلیمانؑ: مجھے علم نہیں ہے۔

چیونٹی: اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ سلطنت پا کر کہیں مغرور نہ ہو جائیں اور ہوا کی تسخیر سے خدا نے آپ کو یہ درس دیا ہے کہ آپ کی سلطنت ہر وقت تیز ہواؤں کی زد میں ہے اور آپ کی سلطنت کو دوام حاصل نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ کو ایسی سلطنت تلاش کرنا چاہیے جو دائمی اور ابدی ہو اور وہ سلطنت جنت میں ہی مل سکتی ہے۔ (۱۰۹)

Presented by Ziaraat.Com

۱۰۵

حضرت سلیمانؑ اور سبا کی ملکہ

حضرت سلیمانؑ کے کارندوں میں ہدہد پرندہ بھی شامل تھا کیونکہ ہدہد کی نظر بڑی تیز ہوتی ہے اور اس کی نگاہ زمین کی تہہ تک پہنچتی ہے اسی لئے سفر و حضر میں حضرت سلیمانؑ اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

ایک دن حضرت متوجہ ہوئے تو آپ نے اسے نہ پایا۔ آپ کو اس کے یوں چلے جانے پر تعجب ہوا اور غصہ بھی آیا اور آپ نے فرمایا:

مالی لااری الھد ھد ام کان من الغائبین o لاعذبنه عذاباشدیداًاو لااذبحنه اولیاتینی بسلطان مبین o (النمل۔۲۰۔۲۱)

(کیا بات ہے مجھے ہدہد دکھائی نہیں دیتا کیا وہ کہیں غائب ہوگیا ہے۔ میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کروں گا ورنہ اسے میرے سامنے معقول وجہ پیش کرنا ہوگی)۔

جب ہدہد حاضر ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں تھا۔ اس نے جواب میں کہا: احطت بمالم تحط به وجئتك من سبابنبا یقین o انی وجدت امراة تملکھم واوتیت من کل شیء ولھا عرش عظیم o وجدتھا وقومھا یسجدون للشمس من دون الله وزین لھم الشیطٰن اعمالھم فصد ھم عن السبیل فھم لا یھتدون o (سورہ نمل آیات ۲۲ تا ۲۴)

(میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ میں سبا کے متعلق یقینی اطلاع لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی ہے جو اس قوم کی حکمران ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

اس کو ہر طرح کا ساز سامان بخشا گیا ہے اس کا تخت عظیم الشان ہے۔

میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے شیطان نے ان کے اعمال ان کے لئے خوش نما بنائے ہیں اور انہیں شاہراہ حق سے روکدیا ہے اس وجہ سے وہ سیدھا راستہ حاصل نہیں کر پاتے)۔

حضرت سلیمانؑ نے فرمایا:

سننظر اصدقت ام کنت من الکاذبین ٥اذهب بکتابی هذا فالقه الیهم ثم تول عنهم فانظر ماذا یرجعون٥(نمل ۲۸)

(ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور اسے ان لوگوں کی طرف ڈال دے پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں)۔

حضرت سلیمانؑ نے ملکہ سبا کے نام ایک خط لکھا۔ آپ نے ہدہد کو وہ خط دے کر روانہ کیا۔ اس خط میں حضرت سلیمانؑ نے انہیں توحید قبول کرنے کی دعوت دی۔

بلقیس نے حضرت کا خط پڑھا اور اس نے اپنی قوم کے دانشمندوں سے مشورہ کیا اور کہا: یاایها الملؤا افتونی فی امری ماکنت قاطعة امراحتیٰ تشهدون٥ (نمل۔۳۲) (اے سرادارانِ قوم! میرے اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو۔ میں کسی معاملہ کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں)۔

بلقیس کے درباریوں نے کہا کہ آپ مسئلہ تو بیان کریں۔

ملکہ نے کہا: انی القی الیّ کتاب کریم ٥انه من سلیمٰن وانه بسم الله الرحمن الرحیم ٥الاّ تعلواعلی واتونی مسلمین٥(نمل۔۲۹ تا ۳۱)

(میری طرف ایک بہت کریم خط پھینکا گیا ہے۔ وہ سلیمانؑ کی جانب سے ہے اور اللہ رحمان

Presented by Ziaraat.Com

ورحیم کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔مضمون یہ ہے کہ میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرواور مسلم ہوکر میرے پاس حاضر ہو جاؤ)۔

درباریوں نے کہا:شاہزادی اس میں خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔نحن اولواقوۃ واولو باس شدید والامر الیك فانظری ماذاتامرین ٥ (نمل۔آیت۔۳۳)

(ہم طاقتوراورلڑنے والے لوگ ہیں۔آگے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ خود دیکھ لیں کہ آپ کوکیا حکم دینا ہے)۔

ملکہ سبانے اپنے درباریوں کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا:

ان الملوك اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذلك یفعلون٥ (نمل۔آیت۳۴)

(بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں وہ اسے خراب اوراس کے عزت والوں کوذلیل کردیتے ہیں یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں)۔

پھرشاہزادی نے کچھ دیرتک غورفکر کیااوروہ یہ سوچنے لگی کہ اسے سلیمانؑ کی قوت کااندازہ کرنے کے لئے ایک وفداور کچھ تحائف بھیجنے چاہئیں پھراس نے اپنے درباریوں سے کہا:

انی مرسلۃ الیھم بھدیۃ فنظرۃ بم یرجع المرسلون٥ (نمل۔آیت۳۵)

(میں ان لوگوں کی طرف ہدیہ بھیجتی ہوں پھردیکھتی ہوں کہ ایلچی کیاجواب لے کر پلٹتے ہیں)۔

درباریوں کوملکہ کی رائے پسند آئی۔چنانچہ ملکہ نے قیمتی تحائف تیار کرائے اور اپنے وفد کے حوالے کئے۔

جب اہل سبا کا وفداپنے ہدیے لے کرسلیمانؑ کے دربار میں آیااورانہوں نے

Presented by Ziaraat.Com

سلیمانؑ کا طمطراق دیکھا تو انہیں اپنے ہدیے انتہائی بے قیمت محسوس ہوئے۔ بہرحال انہوں نے اپنے ہدیے ان کی نذر کیے تو آپ نے ان سے کہا:

اتمدونن بمال فما اٰتانِ اللّٰہ خیر مما اتاکم بل انتم بھدیتکم تفرحون ٥ ارجع الیھم فلنا یتنھم بجنود لا قبل لھم ولنخرجھنم منھا اذلۃ وھم صاغرون ٥ (نمل۔۳۶ تا ۳۷)

(کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ جو کچھ خدا نے مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو تمہیں دیا ہے۔ تم لوگ اپنے ہدیے پر خوش ہو رہے ہو۔ اپنے بھیجنے والوں کی طرف واپس جاؤ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر آئیں گے جن کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ہم انہیں وہاں سے ایسی ذلت کے ساتھ نکالیں گے کہ وہ خوار ہو کر رہ جائیں گے)۔

جب ملکہ سبا کا وفد اس کے پاس واپس پہنچا تو انہوں نے اس کے سامنے حضرت سلیمانؑ کی گفتگو دہرائی۔

ملکہ سبا نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ ہم ان کا مطالبہ مان لیں تمہاری نیابت میں ان کے پاس بنفس نفیس جاتی ہوں۔

بہرنوع بلقیس روانہ ہوئیں جب وہ حضرت کے دارالحکومت کے قریب پہنچیں تو اس وقت حضرت سلیمانؑ نے اپنے دربار میں اعلان کیا کہ بلقیس میرے پاس آرہی ہے تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ وہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کے شاندار تخت کو یہاں لے آئے۔

قرآن مجید بیان کرتا ہے:

قال عفریت من الجن انا اتیك به قبل ان تقوم من مقامك وانی علیه لقوی عزیز ٥ قال الذی عنده علم من الکتبٰ انا اٰتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك... (نمل۔آیت ۳۹ تا ۴۰)

Presented by Ziaraat.Com

(جنات میں سے ایک قوی ہیکل نے کہا کہ میں اسے حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں طاقتور اور امانت دار ہوں۔ اس نے کہا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کردوں گا)۔

چنانچہ اس نے تخت بلقیس چشم زدن میں حاضر کردیا۔ حضرت نے اس میں کچھ تبدیلیاں کرا کے اسے وہاں رکھ دیا۔ جب ملکہ حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچی تو اسے اپنا تخت دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ آخرکار وہ ایمان لے آئی اور اس نے کہا:

"رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان لله رب العالمین"

(اے رب میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت کرلی ہے)۔(۱۱۰)

۱۰۶

ھدھد و سلیمانؑ

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو ایک عظیم سلطنت عطا کی تھی اور اللہ نے آپ کی خدمت کے لئے انسانوں کے علاوہ جنات اور بَرّی حیوانات کے علاوہ پرندوں کو بھی مسخر کیا تھا۔ صحرا و ہوا کی تمام چیزیں آپ کی اطاعت کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیوانات وطیور کی بولیوں کا بھی علم دیا تھا آپ ان سے ان کی زبان میں گفتگو کرسکتے تھے اور ان کی زبان کو سمجھتے بھی تھے۔

ایک دن ہدہد کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ سلیمانؑ کے ساتھ مزاح کرے چنانچہ وہ آپ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ ہماری مہمانی قبول کریں گے؟

Presented by Ziaraat.Com

حضرت نے فرمایا: میں اکیلا آؤں یا لشکر سمیت آؤں؟

ہدہد نے کہا: پورا لشکر لے کر آئیں۔

حضرت سلیمانؑ نے کہا: دعوت کہاں ہوگی؟

ہدہد نے کہا: سمندر پر یہ دعوت ہوگی۔

دوسرے دن حضرت سلیمانؑ اپنے لشکر کو ساتھ لے کر ہدہد کی دعوت میں شرکت کے لئے گئے جب وہ ساحل پر پہنچے تو ہدہد وہاں موجود تھا۔ اس نے پرواز کی اور ایک ٹڈی پکڑ کر سلیمانؑ کے لشکر کے گرد گھوما اور اس ٹڈی کو سمندر میں ڈال کر کہا: لو صاحبان! دعوت کھاؤ اگر گوشت ہاتھ نہ آئے تو شوربہ کو مت چھوڑو۔

اس کا یہ مقصد یہ تھا کہ جی بھر کر سمندر کا پانی پیؤ۔ میری طرف سے یہی تمہاری مہمانی ہے۔ (۱۱۱)

۱۰۷

غلامی سے سلطنت کا سفر

ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"آزاد انسان اپنے تمام حالات میں آزاد ہی ہوتا ہے اگر اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ صبر کرتا ہے اگر اس پر غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی وہ استقامت اختیار کرتا ہے اور اگر وہ قید ہو جائے اور مغلوب ہو جائے اور آسانی کی جگہ سختی میں بھی مبتلا ہو جائے پھر بھی وہ اپنے ضمیر کا سودا نہیں کرتا۔ جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے واقعات تمہارے سامنے موجود ہیں۔ آپ کو غلام بنایا گیا اور آپ مغلوب ہوئے۔ چاہ کنعان کی تاریکی اور وحشت بھی ان پر ہول طاری نہ کر سکی۔ آخر کار ایک دن وہ بھی آیا جب اللہ نے ان پر احسان کیا اور سرکش حکمران

Presented by Ziaraat.Com

اپنے ہی مملوک یوسف کا غلام بن گیا۔ ان کی امت نے ان پر رحم کیا اور یہ صبر ہی ہے جس کے پیچھے نیکی آتی ہے چنانچہ صبر کرو، اپنے نفس کو صبر پر آمادہ کرو تا کہ اس سبب سے اجر کے حقدار بن جاؤ'' (۱۱۲)

سرکش حکمران سے مراد اس وقت کا فرعون مصر ہے اس کا نام ریان بن الولید تھا۔
اس کے سینیئر وزیر کو ''عزیز مصر'' کہا جاتا تھا۔ اور عزیز مصر ہی نے حضرت یوسفؑ کو خریدا تھا۔

جس زمانہ میں زلیخا کے مکر کی وجہ سے حضرت یوسفؑ زندان کی سزا جھیل رہے تھے تو فرعون مصر نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر درباری پیش نہ کر سکے۔ جسے بعد میں حضرت یوسف نے بیان کیا تھا۔

جب فرعون مصر نے یوسف سے گفتگو کی تو آپ کو اپنا مقرب خاص بنالیا پھر چند دنوں بعد اس نے پہلے موجود ''عزیز مصر'' کو اس کے منصب سے معزول کر کے حضرت یوسفؑ کو اس منصب پر فائز کیا۔ پھر کچھ دنوں بعد اس نے مصر کا تمام نظم ونسق حضرت کے سپرد کر دیا اور آپ کو تاج شاہی پہنا کر تخت مصر پر بٹھایا اور اپنی انگشتری ان کے سپرد کر دی۔

سات برس حضرت یوسف غلہ محفوظ کراتے رہے۔ پھر سات برس بعد مصر میں قحط شروع ہوا تو لوگ اپنی جمع پونجی لے کر یوسف کے پاس آئے اور ان سے غلہ حاصل کیا۔

جب قحط کا دوسرا سال شروع ہوا تو لوگوں کی جمع پونجیاں ختم ہو چکی تھیں۔ اس سال لوگ اپنے زیورات اور جواہرات لے کر یوسف کے پاس آئے اور انہوں نے غلہ حاصل کیا۔

قحط کے تیسرے سال لوگ اپنے جانور اور بھیڑ بکریاں لے کر آپ کے پاس آئے اور غلہ حاصل کیا۔

قحط کے چوتھے سال لوگوں نے اپنے غلام اور کنیزیں یوسفؑ کے ہاتھ فروخت

Presented by Ziaraat.Com

کر کے غلہ حاصل کیا۔

قحط کے پانچویں سال لوگوں نے اپنے گھر اور زمین یوسفؑ کے پاس بیچ کر غلہ حاصل کیا۔

قحط کے چھٹے سال لوگ اپنی اولاد کو لے آئے اور انہیں یوسفؑ کی غلامی میں دیا اور ان سے غلہ حاصل کیا۔

ساتویں سال جب ان کے پاس دینے کو کچھ نہ رہا تو انہوں نے اپنے آپ کو یوسفؑ کا غلامی میں دے دیا اور غلہ حاصل کیا۔ یوں پورا مصر حضرت یوسفؑ کی غلامی میں آ گیا۔ حضرت یوسفؑ نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سب کو اپنی غلامی سے آزاد کر دیا اور ان کی دولت، اولاد اور غلام بھی واپس کر دیئے۔

عزیز مصر کی موت کے بعد زلیخا نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور وہ پرہیزگار عورت بن گئی۔ حضرت یوسفؑ نے اس سے شادی کی جس سے آپ کے دو فرزند پیدا ہوئے۔ (۱۱۴)

۱۰۸

حبیب نجّار

پرانے زمانہ میں انطاکیہ ایک بہت بڑا شہر تھا۔ یہ شہر ایشیائے کوچک میں واقع تھا اس شہر کی لمبائی بارہ میل تھی اور اس میں انسانوں کی ایک بھاری تعداد قیام پذیر تھی۔

انطاکیہ شہر کے لوگ گمراہ اور ظالم تھے۔ وہ ستاروں اور بتوں کی پوجا کرتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اللہ تعالیٰ نے ان کے رشد و ہدایت کیلئے ان کے پاس پہلے تو دو نبی بھیجے۔اہل شہر نے ان کی تکذیب کی تو ان کی تقویت کے لئے تیسرے رسول کو وہاں بھیجا گیا۔ چنانچہ تینوں انبیاء نے لوگوں کو خدا کے راستہ کی دعوت دی اور شہر کے گوشہ گوشہ میں انہوں نے تبلیغ دین کی۔لوگوں کو توحید کی دعوت دی، معاد اور یوم قیامت سے آگاہ کیا اور انہیں خداوندی عذاب سے خبردار کیا۔

اہل شہر بڑے بدبخت تھے۔تین انبیاء کی مشترکہ تبلیغی کوششوں کا ان پر کوئی خاص اثر نہ ہوا اور پورے شہر میں صرف چالیس افراد نے ہی دعوت حق کو قبول کیا۔

شہر کے دوسرے لوگوں نے تینوں انبیاء اور ان کے پیروکاروں کو پکڑ کر انہیں سخت اذیتیں دیں اور ظلم کی انتہاء یہ کی گئی کہ ان مظلوموں کی گردن میں سوراخ کر کے اس میں رسیاں ڈالی گئیں اور شہر کے ظالم لوگ رقص بسمل سے لطف اندوز ہوئے۔

اس شہر میں ایک مرد مومن رہتا تھا جس کا نام حبیب النجار تھا۔ وہ ان انبیاء پر ایمان لایا تھا لیکن وہ اپنے ایمان کو مخفی رکھتا تھا۔ وہ شہر میں بڑھئی کا کام کرتا تھا اسے جو مزدوری ملتی تھی وہ اس کو دو حصوں میں تقسیم کرتا تھا۔ایک حصہ اپنے اہل خانہ کو کھلاتا تھا اور دوسرا حصہ غرباء و مساکین میں تقسیم کرتا تھا۔

جب حبیب النجار کو اس ظلم کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنی قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے کہا:

یاقوم اتبعو المرسلین ٥ اتبعو امن لا یسئلکم اجراُوھم مھتدون٥ومالی لا اعبد الذی فطرنی والیه ترجعون ٥أاتخذمن دونه الھة ان یردن الرحمن بضرٍ لاتُغن عنی شفا عتھم شیئاولا ینقذون٥ انی اذاً لفی ضلال مبین٥انی امنت بربکم فاسمعون ٥(یٰس ۲۰ تا ۲۵)

(میری قوم کے لوگو! رسولوں کی پیروی اختیار کرو۔ان لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے اجر نہیں

Presented by Ziaraat.Com

پیدا کیا ہے اور جس کی طرف تم سب کو پلٹ کر جانا ہے؟

کیا میں اسے چھوڑ کر دوسرے معبود بنالوں؟ حالانکہ اگر خدائے رحمان مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہ ان کی شفاعت میرے کسی کام آسکتی ہے اور نہ وہ مجھے چھڑا ہی سکتے ہیں۔ اگر میں ایسا کروں تو میں واضح گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ میں تمہارے رب پر ایمان لے آیا تم بھی میری بات مان لو)۔

لیکن ظالم لوگوں نے ان کی بات پر کان نہ دھرے اور ان کی نصیحت سن کر خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے۔ بلکہ ظالم درندے یکدم اس پر ٹوٹ پڑے اور بے چارے کو اتنا مارا کہ اس کی آنتیں باہر نکل آئیں۔ پھر اس کا گلا دبا کر قتل کر دیا اور لاشہ کو ایک کنوئیں میں ڈال کر اس میں مٹی ڈالدی گئی اور وہ کنواں اس کا مدفن بن گیا۔

بعض روایات کے مطابق ظالموں نے اسے پکڑ کر آری سے دو حصوں میں تقسیم کیا تھا۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ لوگوں نے اس کی گردن میں سوراخ کیا اور اس میں رسی ڈالی اور پھر اسے صلیب پر چڑھا دیا جہاں اس کی موت واقع ہوئی۔ حبیب نجار کو موت سے قبل انبیاء دکھائی دیئے تو اس نے یہ آخری الفاظ کہے: ''میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں میرے گواہ رہنا'' اس کے بعد اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانی کو قبول کیا اور اسے عظیم ثواب دیا۔ اس کی روح جیسے ہی جسم سے جدا ہوئی تو اسے جنت بھیج دیا گیا۔ جیسا کہ قران مجید بیان کرتا ہے: حبیب النجار کو نیک انجام مبارک ہو۔ (۱۱۴)

Presented by Ziaraat.Com

۱۰۹

دعوت تبلیغ کے تینتیس (۳۳) برس

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کوتیس برس کی عمر میں مبعوث بہ نبوت فرمایا۔ان کی دعوت وتبلیغ کا علاقہ شمالی عراق میں ''نینویٰ'' کا شہر تھا۔

آپ نے پورے تیس برس تک لوگوں کو دین کی تبلیغ کی لیکن اس پورے عرصہ میں صرف دوافراد نے ان کی دعوت کوقبول کیا۔ان میں ایک کا نام ''روبخ'' تھا اوراس کا تعلق نبوت ورسالت کے گھرانے سے تھا۔جب کہ دوسرے کانام ''تنوخا'' تھا۔

(تفسیرقمی میں مذکور ہے کہ ان میں سے ایک نام ''ملیخا'' تھا اور دوسرے کانام ''روبیل'' تھا۔ تفسیر عیاشی میں ان کے نام روبیل اورتنوخابیان کیے گئے ہیں۔مترجم)

تیس سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد یونسؑ لوگوں کے ایمان سے مایوس ہوگئے اورآپ نے بارگاہ احدیت میں عرض کیا:

''پروردگار! میں کب تک قوم کی طرف تکالیف اٹھاتا رہوں۔یہ تمام لوگ اپنے کفر پرقائم ہیں اور تجھ پرایمان اور میری تصدیق کا جذبہ ان میں موجودنہیں ہے تو ان پرعذاب فرما جس کے بعدان میں سے کوئی بھی زمین پرزندہ سلامت دکھائی نہ دے۔''

رب العالمین کی طرف سے یہ ندا آئی:

''یونس! کچھ صبرکرو۔تمہیں نوحؑ کی سیرت کومدنظر رکھنا چاہیے انہوں نے ساڑھے نوسوبرس کی تبلیغ کے بعدقوم کے لئے بددعا کی تھی تو میں نے ان پرعذاب نازل کیا تھا۔''

حضرت یونس علیہ السلام نے نے عرض کیا: خدایا! میں اس زیادہ صبرنہیں کرسکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

ان کے رویہ کی وجہ سے میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔

الغرض حضرت نے نزول عذاب کے لئے بار بار اصرار کیا۔ آخر کار اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان سے وعدہ کیا کہ تین دن کے بعد اس قوم پر عذاب نازل کروں گا۔ اس مقام پر ہمیں اس نکتہ پر توجہ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ سے نزول عذاب کا وعدہ کیا تھا۔ اس قوم کو تباہ و برباد کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ لیکن یونس علیہ السلام نے اس نکتہ پر توجہ نہیں فرمائی تھی۔

حضرت یونسؑ اس کے بعد اپنے شاگرد ''روبیخ'' کے پاس گئے اور اس سے فرمایا: میں نے اس قوم کے خلاف اللہ سے بددعا کی ہے اور اللہ نے اسے قبول کیا ہے یہ پوری قوم عنقریب ہلاک ہونے والی ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ تم میرے ساتھ یہ شہر چھوڑ دو۔

روبیخ نے کہا: آپ اللہ سے دعا کریں کہ ان سے عذاب دور کرے۔ اللہ کو اپنے بندوں سے بڑا پیار ہے۔

حضرت یونسؑ نے روبیخ کی بات نہ مانی۔ روبیخ نے کہا: اگر آپ شہر چھوڑ رہے ہیں تو چلے جائیں۔ میں اس شہر کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔

حضرت یونس علیہ السلام دوسرے مومن ''تنوخا'' کے پاس گئے اور آپ نے اس سے کہا: میں نے ان کافروں کے خلاف اللہ سے درخواست کی ہے اور یہ بہت جلد تباہ و برباد ہونے والے ہیں۔ میں یہ شہر چھوڑ رہا ہوں تم بھی میرے ساتھ یہ شہر چھوڑ دو۔

''تنوخا'' نے حضرت یونسؑ کو آفرین کہی اور کہا: آپ نے بالکل صحیح کام کیا ہے۔ عذاب الٰہی کے بعد ان میں کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ پھر ہم تینوں دل کھول کر اللہ کی عبادت کریں گے۔

الغرض تنوخا نے حضرت یونسؑ کے ساتھ وہ شہر چھوڑ دیا۔ حضرت یونسؑ نے جس

Presented by Ziaraat.Com

بات کی خبر دی تھی وہ پوری ہوئی۔ پہلے دن کافروں کے چہرے زرد ہو گئے۔ دوسرے دن تمام کافروں کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ جس سے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ نبی کی بات پوری ہونے والی ہے اور عذاب خدا آنے والا ہے۔ اس وقت وہ قوم اپنے خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور انہوں نے آپس میں طے کیا کہ یونسؑ کے پاس جائیں اور ان سے مدد طلب کریں۔

جب پوری قوم مل کر حضرت یونسؑ کے دروازے پر آئی تو انہیں معلوم ہوا کہ آپ اپنے شاگرد کو ساتھ لے کر یہاں سے چلے گئے ہیں۔

لوگ پریشانی کے عالم میں ''روبیخ'' کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ خدا سے درخواست کریں کہ وہ ہم پر آنے والے عذاب دور کرے۔ روبیخ نے اپنی قوم سے کہا: یہ سچ ہے کہ یونسؑ یہاں سے چلا گیا ہے مگر یونسؑ کا رب تو یہاں سے نہیں گیا۔ وہ تمہیں بچانے پر قدرت رکھتا ہے اور وہ تم سے اپنے عذاب کو دور کر سکتا ہے۔

اس کے بعد روبیخ نے ان سے کہا: آپس میں ایک دوسرے کو راضی کر لو اور ایک دوسرے کے حقوق جتنی جلدی ممکن ہوں ادا کرو۔ تم میں سے کوئی کسی کے حق کا غاصب نہ رہے۔

لوگوں نے حضرت روبیخ کی نصیحت پر بڑی تیزی سے عمل کیا۔ اگر کسی کی دیوار میں ہمسائے کا غصبی پتھر بھی لگا ہوا تھا تو اس نے پتھر واپس کرنے کے لئے پوری دیوار توڑ دی اور پتھر مالک کے سپرد کر دیا۔

تیسرا دن ہوا اس دن عذاب نازل ہونا تھا۔ روبیخ کی نصیحت پر یونسؑ کی پوری قوم اپنے گھروں سے نکلی اور اپنے جانور بھی شہر سے نکال لئے۔

وہ شہر سے باہر ایک صحرا میں جمع ہوئے۔ ماؤں سے ان کے دودھ پیتے بچوں

Presented by Ziaraat.Com

کو جدا کر دیا۔ اس حالت میں کہ مائیں بچوں کے لئے پریشان تھیں اور بچے ماؤں کے لئے بلکتے تھے۔

پھر سب نے رو رو کر خدا سے مغفرت وتوبہ کی درخواست کی۔ بچوں کی چیخ وپکار، تائبین کی چیخ وپکار سے مخلوط ہوگئی۔ سب لوگ مل کر کہتے تھے "یا اللہ" "یا رباہ"۔ ان کی صدائیں صحرا میں بلند ہو رہی تھیں اور وہ رو رو کر کہہ رہے تھے: ہم نے اپنے نبی کو جھٹلایا ہے اب ہم تیری بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والے اور عذاب جھیلنے والے بن جائیں گے۔ اے مہربان خدا! ہماری توبہ قبول کر اور اے ارحم الرحمین! ہم پر رحم فرما۔

پوری قوم نے اجتماعی توبہ کی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا فضا میں تاریکی پھیلنے لگی اور پھر دل ہلا دینے والی گرج چمک ہوئی۔ جسے دیکھ کر دل پھٹنے کو آ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب اللہ کا عذاب ان کو اپنی لپیٹ میں لینے ہی والا ہے۔

مگر اس کے باوجود مسلسل توبہ وزاری کرتے رہے۔ آخرکار اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور ان سے عذاب دور ہو گیا اور وہی عذاب اللہ نے موصل کے پہاڑوں پر نازل کیا تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئے۔

جناب یونس علیہ السلام نینویٰ سے زیادہ دور نہیں گئے تھے وہ نینویٰ کی خبر سننے کے لئے بے تاب تھے لیکن جب کچھ دن گزر گئے اور انہیں نینویٰ کی تباہی کی کوئی اطلاع نہ ملی تو آپ دریا کے کنارے آئے اور سوچنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے اور انہیں کہاں جانا چاہیے۔

انہوں نے دیکھا کہ ایک کشتی مسافروں کو لے کر دوسری جانب جا رہی تھی انہوں نے کہا: کیا آپ لوگ مجھے بھی اپنی کشتی پر سوار کر لیں گے؟

ملاحوں نے کہا: ضرور۔ آپ آئیں اور کشتی پر سوار ہو جائیں۔

Presented by Ziaraat.Com

یونس علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے۔ کشتی دریا کے درمیان پہنچی تو ایک بہت بڑی مچھلی کشتی کے سامنے آ گئی، اس نے کشتی کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے اور وہ کشتی سے دور ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔ مچھلی کی حرکت کی وجہ سے لہروں میں تلاطم پیدا ہوا اور یوں دکھائی دینے لگا کہ کشتی ڈوبنے والی ہے۔

اس وقت ملاحوں نے کہا: ہمیں ایک فرد کی قربانی دینی ہوگی تاکہ مچھلی اسے کھالے اور واپس چلی جائے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو تلاطم کی وجہ سے کشتی ڈوب جائے گی۔

اب سوال پیدا یہ ہوا کہ کس فرد کو دریا میں دھکا دیا جائے؟ ملاح نے کہا کہ ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کے نام کا قرعہ نکلے گا اسے ہم دریا میں دھکیل دیں گے۔ تمام مسافروں کے نام پر قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ حضرت یونسؑ کے نام کا نکلا۔

کشتی میں سوار مسافر حضرت کی شکل وصورت کی نورانیت سے مرعوب تھے اور وہ آپ کو دھکا دینے کے حق میں نہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایک بار پھر قرعہ اندازی کرنی چاہیے۔

دوبارہ قرعہ ڈالا گیا تو اس بار بھی قرعہ جناب یونس علیہ السلام کے نام کا ہی نکلا مجبور ہو کر کشتی والوں نے آپ کو دھکا دے دیا۔ مچھلی نے منہ کھولا اور آپ کو نگل لیا۔

یونس علیہ السلام کئی دنوں تک مچھلی کے شکم میں قید رہے۔ آپ نے اپنی بددعا کے متعلق سوچا تو انہیں اپنی جلد بازی پر ندامت ہوئی۔ انہوں نے شکم ماہی میں ''لا الـــہ الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين'' کا ورد کیا، خدا سے توبہ واستغفار کی۔ اور اس کے نتیجہ کو قرآن مجید نے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے: فاستجبنا له ونجيناه من الغم وكذلك ننجي المؤمنين○(الانبیاء ۸۸)

(ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور ہم اس طرح سے اہل ایمان

Presented by Ziaraat.Com

کونجات دیا کرتے ہیں)۔

آخر کار خدا کو ان کی حالت پر رحم آیا اور مچھلی کو حکم دیا کہ وہ انہیں آزاد کردے۔ مچھلی نے انہیں آزاد کردیا۔ جلالِ الٰہی کا منظر قران کریم کے الفاظ میں یوں بیان کیا گیا۔

فلو لا انه کان المسبحین ٥ للبث فی بطنه الی یوم یبعثون ٥ فنبذناه بالعرآء وهو سقیم ٥ (الصافات ۱۴۳ تا ۱۴۵)

(اگر وہ تسبیح خوانوں میں سے نہ بنتا۔ تو وہ قیامت کے دن تک مچھلی کے شکم میں ہی رہتا۔ ہم نے اسے ساحل پر ڈال دیا اس وقت وہ بیمار و کمزور ہو چکا تھا)۔

الغرض مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے آپ بہت کمزور اور لاغر ہو چکے تھے قران کریم کہتا ہے:

وانبتنا علیه شجرة من یقطین ٥ (الصافات۔۱۴۶)

(اور ہم نے اس پر کدو کا ایک درخت پیدا کیا)۔ آپ اس کے سائے میں رہے اور اس کا پھل کھاتے رہے آخر آپ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے پھر آپ اپنی قوم کے پاس آئے جن کی تعداد ایک لاکھ نفوس سے بھی زیادہ تھی۔ آپ کی قوم آپ پر ایمان لائی اور یوں اللہ نے ان کی پریشانی کا ازالہ فرمایا۔ (۱۱۵)

۱۱۰

حضرت داؤدؑ کے لئے لوہے کا موم ہونا

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی: ''داؤد! تو بہت اچھا ہے لیکن تجھ میں یہ نقص ہے کہ تو بیت المال سے کھانا کھاتا ہے۔''

Presented by Ziaraat.Com

حضرت داؤد علیہ السلام نے خداوند عالم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ہنر سکھا جس سے میں رزق وروزی حاصل کرسکوں اور مجھے بیت المال کی حاجت نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ نے لوہے کو وحی فرمائی کہ داؤد کے ہاتھ میں نرم ہو جا۔

اس کے بعد آپ لوہے کی زرہیں بناتے تھے اور ایک زرہ تین سو درہم میں فروخت کرتے تھے۔ اس میں سے آدھی رقم اہل وعیال کے اخراجات کے لئے رکھتے تھے اور آدھی رقم غرباء ومساکین میں تقسیم کردیتے تھے۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ ان کو دوسروں کے مال ودولت کی کوئی طمع نہیں ہے اور وہ ان سے فرمایا کرتے تھے: فاتقوا اللہ واطیعون (اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو)۔ جس طرح قرآن عبرت دلاتا ہے ان کو ساکت کردیتا ہے اور وہ جان لیتے ہیں کہ یقیناً وہ مبعوث کئے جانے والے نبی ہیں جن کا اللہ ضامن ہے اور ایسا بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ انہیں ان چیزوں کو رغبت ہو جو ان کے پاس نہیں ہیں اور وہ مادی اہداف کے پیچھے نہیں جاتے۔

معاشی حلال کے حصول کے لئے محنت مزدوری کوئی عیب نہیں ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام باغات میں زراعت کرتے اور پانی دیتے تھے۔ آپ نے خود محنت کرکے لوگوں کو یہ بتایا کہ ہم کسی کے مال ودولت کے خواہش مند نہیں ہیں۔

آپ کھجوروں کی گٹھلیاں جمع کرکے انہیں فروخت کرتے تھے اور اپنے اہل وعیال کو غذا فراہم کرتے تھے۔ آپ نے کئی کنوئیں کھودے تھے، زمینوں کو پانی پلاتے تھے، درخت کاشت کرتے تھے اور کھیتی باڑی کرتے تھے۔

جب آپ کے ہاتھ لگائے ہوئے پودے جوان ہوتے اور پھل دینے لگتے تو آپ ان کا پھل بازار میں فرخت کردیتے تھے اور اس سے جو رقم حاصل ہوتی اسے غرباء ومساکین میں تقسیم کردیتے تھے اور اپنے گھر درہم بھی لے کر نہیں جاتے تھے۔ آپ نے محنت

Presented by Ziaraat.Com

مزدوری کر کے لوگوں کو اپنے عمل سے یہ سبق دیا کہ ہم تمہاری دولت کے محتاج نہیں ہیں۔

آپ چاہتے تھے کہ لوگ آپ کے کردار کی عظمت کو دیکھیں اور پھر جب آپ لوگوں کو جہاد پر آمادہ کریں یا انہیں عذاب الہٰی سے ڈرائیں اور انہیں فکر آخرت کا درس دیں تو انہیں آپ پر یقین ہو کہ آپ سچے ہیں آپ دین کا نام لے کر دولت حاصل کرنے یا لوگوں پر اپنی حکومت قائم کرنے کے خواہش مند نہیں ہیں۔ (۱۱۶)

۱۱۱

ذی الکفل کے حلم نے ابلیس کو عاجز کر دیا

اللہ تعالیٰ کے ایک نبی گزرے ہیں جن کا نام ''الیسع'' تھا۔ حضرت ذوالکفل ان کے ایک صحابی تھے۔ ایک دن حضرت ''الیسع'' نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

''میں تم سے ایک معاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے میرے اس معاہدہ پر جس نے بھی عمل کیا تو وہ میرا وصی ہوگا اور عہد یہ ہے کہ غصہ کے وقت بردباری اختیار کرو گے اور غصہ میں اپنے آپ کو بے قابو نہ ہونے دو گے اور شیطان کی پیروی نہ کرو گے۔''

حضرت ذوالکفل بھی چونکہ عہد کر چکے تھے کہ آپ غصہ نہیں کریں گے اسی لئے شیطان کو خواہش تھی کہ انہیں کسی طرح سے غصہ دلایا جائے۔ چنانچہ شیطان نے انہیں غصہ دلانے کی بڑی کوشش کی لیکن اس کی ہر کوشش ناکام ہوئی اور آپ اپنے عہد پر مضبوط پہاڑ کی طرح سے قائم رہے۔

شیطان اپنی مسلسل ناکامیوں سے تنگ آ چکا تھا اور وہ حضرت ذی الکفل کے حلم

Presented by Ziaraat.Com

کو اپنے لئے چیلنج سمجھنے لگا۔ ایک دن اس نے چیخ ماری اس کی چیخ کی آواز سن کر اس کے تمام چیلے اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں کیوں بلایا؟

شیطان نے کہا کہ ذی الکفل میرے لئے چیلنج بن چکا ہے میں نے اپنے تمام حربے استعمال کئے ہیں لیکن یہ کسی طرح سے بھی غصہ میں نہیں آتا۔

ابلیس کی اس مجلس شوریٰ میں ایک شیطان بیٹھا تھا جس کا نام ''ابیض'' تھا۔ اس نے کہا: آپ اس کی فکر نہ کریں۔ یہ مہم میں سر کروں گا اور انہیں غصہ دلاؤں گا۔

حضرت ذی الکفل رات کو نہیں سوتے تھے آپ پوری رات عبادت خداوندی میں بسر کرنے کے عادی تھے اور دن کے وقت بیدار ہو کر لوگوں کی ضروریات پوری کرتے تھے۔

ایک دن آپ ظہر کی نماز کے بعد سوئے تھے کہ ابیض انسانی شکل میں آیا اور اس نے زور سے آپ کے دروازے پر دستک دی۔ دربان باہر آیا اور اس نے پوچھا کہ کیا کام ہے؟

ابیض نے چیخ کر کہا کہ ایک شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور میں انصاف کے حصول کے لئے ذی الکفل سے ملنا چاہتا ہوں۔

دربان نے جواب دیا کہ وہ اس وقت آرام کر رہے ہیں۔ کل سویرے آ جانا۔

ابیض نے چیخ کر کہا کہ میں بہت دور سے آیا ہوں اور میں کل نہیں آ سکتا۔ اس کی چیخ و پکار سن کر آپ بیدار ہوئے اور اسے اندر بلا کہا کہ تم فریق ثانی کو لے کر آؤ۔ میں دونوں کے بیانات سن کر فیصلہ کروں گا۔ شیطان نے کہا کہ وہ میرے بلانے پر نہیں آئے گا۔

حضرت ذی الکفل نے اپنی انگشتری اتار کر بطور نشانی اس کے حوالے کی اور کہا: اسے میری یہ نشانی دکھا کر کہنا کہ تمہیں ذی الکفل نے یاد کیا ہے۔

دوسرے دن پھر ان کے عین آرام کے وقت دوبارہ ابیض ان کے دروازے پر آیا اور زور سے دستک دی اور چیخ چیخ کر کہا کہ ہائے میں کیا کروں فریق ثانی انگشتری دیکھ

Presented by Ziaraat.Com

کر بھی نہیں آیا۔

اس چیخ کی وجہ سے آپ نیند سے بیدار ہوئے اور کوئی غصہ کئے بغیر فرمایا: اگر وہ اس نشانی کو دیکھ کر نہیں آیا تو میرا رقعہ لے جاؤ اور اس سے کہو ذی الکفل نے تجھے یاد کیا ہے۔

چنانچہ شیطان دوسرے دن کی نیند حرام کر کے چلا گیا۔ تیسرے دن جب کہ آپ کو نیند نے بہت ستایا ہوا تھا اور آپ اپنے وقت پر سوئے تو شیطان پھر آ گیا اور زور زور سے چیخنے لگا۔ حضرت نیند سے اٹھے اور اس سے فرمایا کہ فریق ثانی کہاں ہے؟

شیطان نے کہا: جناب میں نے آپ کا رقعہ اسے دیا مگر اس نے آنے سے پھر بھی انکار کر دیا۔

حضرت ذی الکفل نے کوئی غصہ نہ کیا اور فرمایا: آؤ میں تمہارے ساتھ اس کے پاس چلتا ہوں اور وہاں تم دونوں کے بیانات سن کر فیصلہ کروں گا۔

یہ کہہ کر آپ باہر نکلے اور اس کے ساتھ چل پڑے۔ موسم شدید گرم تھا اور گرمی کی اتنی شدت تھی کی گوشت کا ٹکڑا زمیں پر رکھا جاتا تو وہ بھی بھن جاتا۔

آپ نے اس سے فرمایا: اب بتاؤ ہمیں کہاں جانا ہے اور کس کے پاس جانا ہے؟ کچھ دیر تک تو شیطان آپ کو ساتھ لے کر چلتا رہا جب اس نے دیکھا کہ ان میں غصہ نام کی کوئی چیز نہیں ہے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ (۱۱۷)

۱۱۲

قوم ثمود

قوم ثمود جزیرۃ العرب میں حجاز وشام کے درمیان آباد تھی۔ وہ بت پرستی کو اپنا

Presented by Ziaraat.Com

دین سمجھتی تھی اور ذکر خدا سے غافل تھی نہ ہی روز جزا پر ان کا ایمان تھا اس لئے ان میں بدکاریاں پھیل گئیں اور ان کا معاشرہ روز بروز فاسد ہوتا گیا۔

اس قوم میں سے اللہ تعالٰی نے حضرت صالحؑ کو نبوت کیلئے منتخب فرمایا اور آپ کو تبلیغ دین کی ذمہ داری سپرد فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ برس کی تھی لیکن اس چھوٹی سی عمر میں بھی آپ زہد، تقویٰ اور استقامت میں ضرب المثل بن چکے تھے۔

حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو دین کی تبلیغ کی اور آپ نے ان سے فرمایا:

انی لکم رسول امین ٥فاتقوا الله واطیعون ٥وما اسألکم علیه من اجر ان اجری الا علیٰ رب العالمین ٥اتترکون فی ماھھنا آمنین ٥فی جنات وعیون ٥وزروع ونخل طلعها هضیم٥تنحتون من الجبال بیوتا فارهین ٥فاتقوا الله واطیعون ٥ولا تطعیوا امر المسرفین ٥الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون٥(الشعراء،۱۴۳تا۱۵۲)

(میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میرا اجر تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم ان سب چیزوں کے درمیان اطمینان سے رہنے دیئے جاؤ گے؟ ان باغوں اور چشموں میں؟ ان کھیتوں اور نخلستانوں میں جن کے خوشے رس بھرے ہیں؟ تم پہاڑ کھود کھود کر فخریہ ان میں عمارتیں بناتے ہو۔ تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور حد سے بڑھ جانے والوں کے حکم کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے)

نالائق قوم نے انہیں یہ جواب دیا۔

قالوا انما انت من المسحرین ٥ ماانت الا بشر مثلنافات بایة ان کنت

Presented by Ziaraat.Com

من الصادقین ٥ (الشعراء ۱۵۳۔۱۵۴)

(انہوں نے کہا تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے تو ہم جیسا ہی ایک انسان ہے مگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی لا)۔

ان ظالموں نے صرف انہی باتوں پر قناعت نہ کی بلکہ صالحؑ سے کہا:

یاصالح قدکنت فینا مرجوًا قبل هذا اتنهانا ان نعبدمایعبداٰباؤنا وانّنالفی شك مما تدعونااليه مريب۔ (ہود۔۶۲)

(انہوں نے کہا: اے صالحؑ! اس سے پہلے تو ہمارے درمیان ایسا شخص تھا جس سے توقعات وابستہ تھیں۔ کیا تو ہمیں ان معبودوں کی پوجا سے روکنا چاہتا ہے جن کی ہمارے باپ دادا پوجا کیا کرتے تھے تو جس طریقے کی طرف ہمیں بلا رہا ہے اس کے بارے میں ہمیں سخت شبہ ہے جس نے ہمیں خلجان میں ڈال رکھا ہے)۔

حضرت صالحؑ اپنی قوم کو مسلسل راہ حق کی دعوت دینے میں مصروف رہے۔ لیکن بد بخت لوگ آپ کو ایذائیں دیتے تھے۔ حضرت صالحؑ نے سولہ برس کی عمر سے تبلیغ دین شروع کی اور آپ کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوگئی لیکن ایک سو چار سال تبلیغ نبوت کے درمیان کسی نے بھی ان کی رسالت و نبوت کی تصدیق نہ اور وہ اپنے آباء واجداد کے طریقے پر قائم رہے۔

حضرت صالحؑ قوم کی روش سے تنگ آ گئے اور آپ نے ان سے کہا:

آؤ آپس میں ایک منصفانہ قرارداد مقرر کرتے ہیں۔ میں تمہارے بتوں سے اپنی حاجت طلب کروں گا اگر بتوں نے میری حاجت پوری کر دی تو میں تبلیغ دین چھوڑ دوں گا اور پھر تم جانو اور تمہارا کام جانے اور اگر بتوں نے میری حاجت روائی نہ کی تو اپنا مطالبہ میرے سامنے رکھنا میں اسے خدا کی بارگاہ میں پیش کروں گا اگر خدا نے تمہارا مطالبہ پورا

Presented by Ziaraat.Com

کر دیا تم اس پر ایمان لاؤ گے اور بت پرستی چھوڑ دو گے۔

قوم صالح نے کہا کہ یہ منصفانہ تجویز ہے اور معقول پیش کش ہے۔ تو ہمارے بتوں سے کچھ مانگ کر تو دیکھ وہ تجھے سب کچھ دیں گے۔

فریقین نے ایک دن مقرر کیا اور وہ دن مشرکین کی عید کا دن تھا۔ اس دن لوگ گھروں سے بت کندھوں پر اٹھا کر نکلے اور صحرا میں آئے۔ انہیں اپنے بتوں پر بڑا ناز تھا۔ انہوں نے بت زمین پر رکھے اور ان کو راضی کرنے کے لئے رقص کیا۔ یہاں تک کہ پوجا پاٹ کرتے کرتے انہیں دوپہر ہوگئی۔ پھر انہوں نے اپنے بتوں کی مدح وثنا کرتے ہوئے انہیں مخاطب کر کے کہا: اے ہمارے معبودو! آج کے دن ہمیں تمہاری مدد کی خصوصی طور پر ضرورت ہے آج صالحؑ تم سے جو کچھ مانگے اس کی حاجت روائی کر دو ورنہ وہ ہمیں رُسوا کرے گا۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت صالحؑ سے کہا کہ جاؤ اور ہمارے معبودوں سے اپنی طلب کرو۔

حضرت صالحؑ سب سے پہلے بڑے بت کے پاس گئے اور آپ نے اسے آواز دی۔ لیکن بت کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ آپ دوسرے بت کے پاس گئے اسے مخاطب کیا لیکن وہاں سے بھی کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

حضرت صالحؑ باری باری ایک ایک بت کے پاس گئے کہیں سے بھی انہیں جواب نہ ملا یہ منظر بت پرست بھی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ حضرت صالحؑ نے مشرکین سے کہا:

''تمہارے بت مجھے جواب کیوں نہیں دیتے انہیں کچھ سنائی نہیں دیتا؟''

مشرکین اپنے خداؤں کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور انہوں نے اپنے سروں پر خاک ڈالی اور گڑگڑا کر بتوں سے کہا کہ کچھ تو بولو۔ لیکن کسی بت کی طرف سے کوئی جواب نہ

Presented by Ziaraat.Com

کر دیا تم اس پر ایمان لاؤ گے اور بت پرستی چھوڑ دو گے۔

قوم صالح نے کہا کہ یہ منصفانہ تجویز ہے اور معقول پیش کش ہے۔ تو ہمارے بتوں سے کچھ مانگ کر تو دیکھ وہ تجھے سب کچھ دیں گے۔

فریقین نے ایک دن مقرر کیا اور وہ دن مشرکین کی عید کا دن تھا۔ اس دن لوگ گھروں سے بت کندھوں پر اٹھا کر نکلے اور صحرا میں آئے۔ انہیں اپنے بتوں پر بڑا ناز تھا۔ انہوں نے بت زمین پر رکھے اور ان کو راضی کرنے کے لئے رقص کیا۔ یہاں تک کہ پوجا پاٹ کرتے کرتے انہیں دو پہر ہوگئی۔ پھر انہوں نے اپنے بتوں کی مدح وثنا کرتے ہوئے انہیں مخاطب کر کے کہا: اے ہمارے معبودو! آج کے دن ہمیں تمہاری مدد کی خصوصی طور پر ضرورت ہے آج صالحؑ تم سے جو کچھ مانگے اس کی حاجت روائی کرو ورنہ وہ ہمیں رُسوا کرے گا۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت صالحؑ سے کہا کہ جاؤ اور ہمارے معبودوں سے اپنی طلب کرو۔

حضرت صالحؑ سب سے پہلے بڑے بت کے پاس گئے اور آپ نے اسے آواز دی۔ لیکن بت کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ آپ دوسرے بت کے پاس گئے اسے مخاطب کیا لیکن وہاں سے بھی کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

حضرت صالحؑ باری باری ایک بت کے پاس گئے کہیں سے بھی انہیں جواب نہ ملا یہ منظر بت پرست بھی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ حضرت صالحؑ نے مشرکین سے کہا:

''تمہارے بت مجھے جواب کیوں نہیں دیتے انہیں کچھ سنائی نہیں دیتا؟''

مشرکین اپنے خداؤں کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور انہوں نے اپنے سروں پر خاک ڈالی اور گڑگڑا کر بتوں سے کہا کہ کچھ تو بولو۔ لیکن کسی بت کی طرف سے کوئی جواب نہ

Presented by Ziaraat.Com

موصول ہوا۔

حضرت صالحؑ نے اتمام حجت کے لئے دوبارہ بتوں سے خطاب کیا لیکن کسی بھی بت نے جواب نہ دیا۔

مشرکین اپنے معبودوں کی یہ لاچاری دیکھ کر زور زور سے رونے لگے لیکن بت پھر بھی خاموش رہے۔

الغرض دن ڈوبنے کے قریب پہنچ گیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا: اب میری طرف سے تمہیں اجازت ہے تم میرے رب سے جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو۔

مشرکین نے اپنے ستر افراد کا انتخاب کیا اور کہا یہ ہمارے نمائندے ہیں ان کی طلب ہماری طلب ہے اور اگر رب نے ان کا مطالبہ پورا کر دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالحؑ نے ان سے دوبارہ پختہ عہد لیا کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہیں گے۔ پھر آپ نے مشرکین کے نمائندوں کو بلا کر فرمایا: تم اپنا مطالبہ پیش کرو۔

انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے کیا کہ ایسی چیز کا مطالبہ کرنا چاہیے جو ممکن نہ ہو۔ باہمی مشورہ کے بعد وہ صالحؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے ساتھ سامنے والے پہاڑ کے پاس چلیں آپ ان کے ساتھ پہاڑ کے پاس آئے وہ پہاڑ بالکل سپاٹ تھا اس میں کہیں سوراخ اور غار کا نام ونشان تک نہ تھا۔ انہوں نے کہا: آپ اپنے خدا سے درخواست کریں کہ وہ اس پہاڑ کو شق کرے اس میں سے ایک چیز برآمد کرے جس صفات یہ ہوں۔

۱۔ حاملہ جانور ہو۔

۲۔ اور وہ حاملہ جانور اونٹنی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۔ اس کا رنگ سرخ ہو۔

۴۔ اس کے جسم پر لمبے لمبے بال ہوں۔

۵۔ اونٹنی حاملہ ہو اور اس کا حمل دس ماہ کا ہو۔

۶۔ اس کے کندھے اور پہلوؤں کے درمیان ایک میل کی مسافت ہو۔

مشرکین کے نمائندوں نے دراصل اس طرح کا مطالبہ اس وجہ سے کیا تھا کہ نہ یہ پورا ہو گا اور نہ ہمیں صالحؑ ایمان کے لئے مجبور کریں گے۔

حضرت صالحؑ نے فرمایا: تم نے جس چیز کا مطالبہ کیا ہے اس کا پورا کرنا میرے لئے مشکل ہے مگر میرے رب کے لئے آسان ہے۔

اس کے بعد حضرت صالحؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور ان کا مطالبہ پیش کیا اور عرض کیا کہ خدایا ان کا مطالبہ پورا فرما تا کہ ان پر اتمام حجت ہو سکے۔

جیسے ہی حضرت کی دعا ختم ہوئی تو پہاڑ پھٹ گیا اور اس سے ہولناک آواز آئی پھر پہاڑ یوں مضطرب ہوا جیسے عورت زچگی کے وقت ہوتی ہے۔ پھر پہاڑ سے ناقہ کا سر برآمد ہوا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا پورا دھڑ پہاڑ سے باہر آ گیا اور اس میں وہ تمام علامات موجود تھیں جن کا مشرکین نے مطالبہ کیا تھا۔

مشرکین کے نمائندوں نے جب یہ کمالِ قدرت دیکھا تو انہوں نے بے ساختہ کہا: صالحؑ! تیرے رب نے بہت جلد تیری دعا قبول کر لی ہے اب اپنے رب سے سوال کر کہ وہ بچہ جنے۔

حضرت صالحؑ نے خدا سے درخواست کی تو ناقہ نے فوراً بچہ جن دیا۔

آپ نے ان لوگوں سے کہا: اب بتاؤ تمہارا مطالبہ پورا ہوا ہے یا نہیں؟

انہوں نے کہا کہ واقعی ہمارا مطالبہ پورا ہو چکا ہے۔ اب آپ ہمارے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

ہماری قوم کے پاس چلیں ہم نے جو کچھ دیکھا ہے انہیں اس کی خبر دیں گے تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کی تصدیق کرتے ہیں۔

حضرت صالحؑ ان کی یہ بات سن کر خوش ہو گئے اور انہیں لے کر قوم کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں چونسٹھ افراد اپنے ایمان سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے یہ جادو ہے۔ البتہ ستر میں سے چھ افراد اپنے ایمان پر قائم رہے اور انہوں نے کہا: ہم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ عین حق ہے۔

پھر ان لوگوں نے اپنی قوم کے سامنے ناقہ کی پہاڑ سے ولادت کا واقعہ بیان کیا اور لوگوں سے ایمان وتصدیق کا مطالبہ کیا۔ لیکن ایک شخص نے بھی اسلام قبول نہ کیا۔

اونٹنی بہت بڑی تھی اسے اپنی ضخامت اور وجود کے مطابق پانی کی بھی ضرورت محسوس ہوتی تھی جب وہ کسی تالاب و چشمہ پر جاتی تو وہاں کا سارا پانی پی جاتی تھی۔

لوگوں نے حضرت صالحؑ کے پاس اس بات کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: آئندہ ایسا نہ ہوگا ایک دن تم پانی پینا اور ایک دن پانی اونٹنی پیئے گی۔ جس دن اونٹنی پانی پیئے گی اس دن تم سب اونٹنی کا دودھ پینا اور خوب سیراب ہو کر پینا۔

چنانچہ ایک دن چشموں کا پانی لوگ پیتے تھے اور دوسرے دن اونٹنی پانی پیتی تھی اس دن لوگ اپنے گھروں سے دودھ کے برتن لے کر آتے اور پانی کی جگہ دودھ بھر کر گھروں میں لے جاتے اور خوب سیراب ہوتے تھے۔

شہر کے جانور اس ناقہ کو دیکھ بدکتے تھے اور شہر کے لوگ چاہتے تھے کہ کسی طرح سے اس ناقہ سے جان چھوٹے۔ جب صالح علیہ السلام کو ان کی اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

یاقوم هذه ناقة الله لکم اية فذروها تاکل فی ارض الله ولا تمسوها بسوٓءٍ فیاخذ کم عذاب قریبo(ہود۔آیت۔٦٤)

(اے میری قوم! یہ ناقہ اللہ کی تمہارے لئے نشانی ہے اسے اللہ کی زمین پر چرنے دو اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ جلدی عذاب تمہیں اپنی زد میں لے لے گا)۔

دن گزرتے گئے اور ہر دن کے ساتھ لوگوں کی نفرت بھی پروان چڑھتی رہی۔ انہوں نے اونٹنی کو پے کرنے کے لئے دو اشخاص کو مقرر کیا گیا۔جن میں سے ایک کا نام ''قدار'' تھا اور دوسرے کا نام ''مصدع'' تھا اور وہ دونوں حرام زادے تھے انہیں دو بدکار عورتوں سے عشق تھا اور ان خبیث عورتوں نے ان سے کہا کہ اگر انہوں نے ناقہ صالحؑ کو قتل کیا تو وہ انہیں ''جام وصال'' سے سرشار کریں گی۔

الغرض اونٹنی کو ذبح کرنے کے لئے ایک دن مقرر کیا گیا اور جب وہ دن آیا تو ''مصدع'' اور ''قدار'' نے اونٹنی کو تیر مارے۔اونٹنی گر پڑی پھر ''قدار'' آگے بڑھا اور اس نے تلوار سے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔اس کے بعد وہ لوگ ناقۃ اللہ پر ٹوٹ پڑے،اس کے گوشت کے حصے بخرے کئے اور گوشت اپنے گھروں کو لے گئے۔

ناقہ کا بچہ بھاگ کھڑا ہوا اور وہ اس پہاڑ پر پہنچا جہاں سے اس کی ماں برآمد ہوئی تھی اور وہ وہاں جا کر بلبلایا اور خدا کی بارگاہ میں فریاد کی کہ پروردگار! آخر میری ماں کو کس جرم میں مارا گیا؟

پہاڑ پھٹا اور ناقہ کا بچہ پہاڑ میں چلا گیا۔اس کے بعد وہ لوگ تلواریں لے کر صالحؑ کو قتل کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔اس وقت آپ پہاڑ کے ایک غار میں عبادت کرنے میں مصروف تھے۔

حملہ آور جیسے ہی غار کی طرف بڑھے ملائکہ نے ان پر سنگباری کی اور انہیں وہاں

Presented by Ziaraat.Com

سے بھگا دیا۔

حضرت صالحؑ پر وحی ہوئی انہوں نے قوم ثمود سے کہا:

"تمتعوا فی دارکم ثلاثة ایام ذلك وعد غیر مكذوب" (ہود۔٦٥)

(تم تین دن تک اپنے گھروں میں ٹھہرے رہو (اس کے بعد تم پر عذاب آجائے گا) یہ وہ وعدہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا)۔

پھر آپ نے فرمایا: تمہاری ہلاکت کی علامت یہ ہے کہ پہلے دن تمہارے چہرے زرد ہوجائیں گے دوسرے دن تمہارے چہرے سرخ ہوجائیں گے۔ پھر تیسرے دن تمہارے چہرے سیاہ ہوجائیں گے۔

حضرت صالحؑ کا فرمان سچ ثابت ہوا۔ صبح اٹھے تو چہرے زرد تھے۔ دوسرے دن چہرے خون کی طرح سے سرخ تھے۔ تیسرے دن چہرے سیاہ ہوچکے تھے۔

پھر جبریلؑ نے ایک زوردار چیخ ماری جس سے ان کے دل اور کانوں کے پردے پھٹ گئے اور وہ پلک جھپکنے میں ہلاک ہوگئے۔ اس کے بعد اللہ نے آسمان سے آگ بھیجی جس نے انہیں جلا کر خاکستر کر دیا۔

قران مجید نے قوم ثمود کی بربادی کو یوں بیان کیا ہے۔

فلما جآء امرنا نجینا صالحا والذین امنوا معه برحمة منا ومن خزی یومئذ ان ربك هو القوی العزیزo واخذ الذین ظلمو الصیحة فاصبحوا فی دیارہم جاثمین oكان لم یغنوا فیها الا ان ثمود كفروا ربهم الا بعدا لثمودo (ہود٦٦ تا ٦٨)

(آخرکار جب ہمارے فیصلہ کا وقت آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالحؑ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے ان کی محفوظ رکھا بے

Presented by Ziaraat.Com

شک تیرا رب طاقت والا اور زبردست ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے ان کو دھر لیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس وحرکت پڑے کے پڑے رہ گئے گویا وہ وہاں کبھی آباد ہی نہ تھے۔ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا۔ثمود کے لئے دوری ہو)۔(۱۱۸)

۱۱۳

قوم عاد

قوم عاد یمن میں رہائش پذیر تھی۔ خدا نے انہیں جسمانی قوت کے ساتھ مادی دولت بھی عطا کی تھی۔ان پر خدا کے بے شمار نعمتیں تھیں اور اللہ کے لامحدود احسان تھے لیکن انہوں نے نعمات کے خالق کو فراموش کر دیا تھا اور وہ اس کا انکار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے حضرت ہودؑ کو روانہ کیا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

والی عادٍ اخاهم هوداً قال یاقوم اعبدواالله مالکم من اله غیره ان انتم الامفترون ٥ یاقوم لا اسالکم علیه اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی افلا تعقلون٥ویاقوم استغفرو اربکم ثم توبوا الیه یرسل السمآء علیکم مداراً ویزدکم قوة الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین ٥ (ہود۵۰۔۵۲)

(ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے تم لوگوں نے سب جھوٹ گھڑ رکھے ہیں۔اے

Presented by Ziaraat.Com

میری قوم میں تم سے اس کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر تو بس اس کے ذمہ ہے جس نے پیدا کیا ہے کیا عقل سے کام نہیں لیتے۔ اے میری قوم خدا سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے حضور توبہ کرو تم پر بارش کے لئے آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمہاری موجودہ قوت میں مزید اضافہ کرے گا اور مجرم بن کر منہ نہ پھیرو)۔

اس کے جواب میں ان کی قوم نے یہ کہا:

...یاهود ماجئتنا ببينة ومانحن بتارکی الهتنا عن قولك وما نحن لك بمؤمنينOان نقول الا اعتراك بعض الهتنا بسو......(ہود۔۵۳۔۵۴)

(اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لے کر نہیں آیا اور ہم تیرے کہنے پر اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور ہم تجھ پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تجھ پر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے)۔

اس کے جواب میں آپ نے کہا:

انى اشهد الله واشهدوا انى برئ مما تشركون Oمن دونه فكيدونى جميعا ثم لا تنظرون Oانى توكلت على الله ربى وربكم ما من دابة الا هو اخذ بناصيتها ان ربى على صراط مستقيم Oفان تولوا فقد ابلغتكم ماارسلت به اليكم ويستخلف ربى قوما غيركم ولا تضرونه شيئا ان ربى على كل شئ حفيظO(ہود۵۴تا۵۷)

(میں خدا کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔ تم سب مل کر میرے خلاف جو کر سکتے ہو کر لو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے جو کہ میرا اور تمہارا رب ہے۔ کوئی بھی جاندار ایسا نہیں جس کی پیشانی کو وہ تھامے ہوئے نہ ہو۔ بے شک میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔ اگر تم منہ پھیرتے ہو تو پھیر لو۔ مجھے جو پیغام

Presented by Ziaraat.Com

دے کر تمہارے پاس بھیجا گیا تھا میں نے وہ پیغام تم تک پہنچا دیا ہے میرا رب تمہاری جگہ کوئی اور قوم آباد کر دے گا اور تم اسے کچھ بھی نقصان نہ دے سکو گے یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگران ہے)۔

حضرت ہودؑ کی تبلیغ کے مقابلہ پر قوم عاد نے تکبر کیا اور اپنے کفر پر جمے رہے۔ وہ آپ کو جسمانی تکالیف دیتے تھے جس سے آپ سخت زخمی ہو جاتے تھے۔ کئی بار ظالموں نے آپ کا گلا دبایا۔ ایک بار تو اتنا سخت گلا دبایا کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور گلا دبانے والوں نے سمجھا کہ آپ مر چکے ہیں چنانچہ وہ آپ کو بے ہوشی کے عالم میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت عطا کی۔

حضرت ہود علیہ السلام نے ساڑھے سات سو سال تبلیغ کی لیکن گنتی کے چند افراد کے علاوہ اور کوئی آپ پر ایمان نہ لایا۔

قوم عاد کو خدا نے لمبے اور مضبوط جسم عطا کئے تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔

قوم عاد کے قد لمبی کھجوروں جیسے تھے اور خدا نے انہیں اتنی طاقت دی تھی کہ ان میں سے جب کوئی شخص ہاتھ سے پہاڑ کو ہلاتا تو ایک ٹکڑا جدا کر لیتا تھا۔ لمبے افراد کے قد ایک سو ہاتھ کے تھے اور چھوٹے قد والے ستر ہاتھ کے ہوتے تھے۔

انہوں نے پہاڑوں کی چٹانوں میں اپنے گھر بنائے ہوئے تھے۔ اسی لئے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کوئی دشمن ان کے مکانوں کو برباد کر دے گا۔

ان کے پاس قابل کاشت زمین بھی تھی جس پر وہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور مال مویشی کی ان کے ہاں فراوانی تھی۔

حضرت ہودؑ نے جتنی زیادہ تبلیغ کی اتنا ہی ان کی سرکشی میں اضافہ ہوا جب

Presented by Ziaraat.Com

حضرت ہودؑ ان کی اصلاح سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے بددعا کی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر تدریجی طور پر عذاب آنے لگا۔ مسلسل تین سال تک بارش نہ ہوئی اور خشک سالی کی وجہ سے ان کے علاقہ میں قحط کی صورت حال پیدا ہو گئی۔ مگر اس کے باوجود بھی وہ خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے اور حضرت ہودؑ پر ایمان نہ لائے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے چھوٹی مخلوق کے ذریعہ سے ان کے عذاب کی ابتدا کی۔ ان کے علاقہ میں چیونٹیاں بہت زیادہ پھیل گئیں اور انہیں ہر وقت ڈنک مار کر تنگ کرنے لگیں۔ چنانچہ دولت مند طبقہ وہ علاقہ چھوڑ کر غاروں اور بلند مقامات پر چلا گیا۔ پھر اللہ کے حکم سے ان کے شہر کے قریب ریت کے بلند و بالا ٹیلے بن گئے۔

حضرت ہودؑ نے جب وہ ٹیلے دیکھے تو انہیں یقین ہو گیا کہ اب ظالموں پر عذاب آنے ہی والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا: عنقریب تم پر اللہ کا عذاب آنے والا ہے جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ اس کی تمہید ہے تم اللہ پر ایمان لے آؤ تاکہ عذاب بچ جاؤ۔

جواب میں انہوں نے کہا: کس میں مجال ہے کہ وہ ہماری قوت کو متزلزل کر سکے اور ہمارے مکانات کو تباہ کر سکے؟

چند دنوں بعد سخت طوفانی آندھی آئی جس نے ان کے شہروں کو ریت میں دفن کر دیا۔ یہ آندھی سات دن مسلسل جاری رہی۔

قران حکیم میں ان کی تباہی کی داستان کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

اذارسلنا علیهم الریح العقیم ٥ماتذر من شئ اتت علیه الا جعلته کالرمیم ٥(الذاریات ۴۱-۴۲)

(ہم نے ان کے اوپر بے فیض ہوا کو بھیجا تمہارے لئے قوم عاد میں نشانی ہے جب وہ جس

Presented by Ziaraat.Com

چیز پر گزرتی تھی اسے بوسیدہ کر دیتی تھی)۔

قوم عاد کی بربادی کا منظر قران کریم میں یوں بیان ہوا ہے۔

واما عاد فاهلكوا بريح صرصر عاتية٥سخرها عليهم سبع ليال وثمانية ايام حسوما فترى القوم فيها صرعىٰ كانهم اعجاز نخل خاوية٥فهل ترىٰ لهم من باقية٥ (حاقہ ۶ تا ۸)

(عاد کو ایک شدید طوفانی آندھی سے ہلاک کیا گیا۔ اللہ نے اس آندھی کو سات راتوں اور آٹھ دنوں تک ان پر مسلط رکھا۔ آپ دیکھتے کہ وہ اس طرح سے پچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔ کیا اب تمہیں ان میں سے کوئی بھی بچا ہوا فرد دکھائی دیتا ہے؟)

آندھی اتنی شدید تھی وہ ایک شخص کو زمین سے اٹھاتی اور وہ اسے فضا میں اتنا بلند کرتی کہ وہ ایک چڑیا جتنا دکھائی دیتا تھا پھر اسے زمین پر پٹخ دیتی تھی جس سے اس کا سر پھٹ جاتا تھا اور دماغ باہر آجاتا تھا۔ قوم عاد کے جو لوگ غاروں اور بلند مقامات پر گئے تھے وہ بھوک پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے۔

قوم عاد کی تباہی کے بعد حضرت ہودؑ اور ان پر ایمان لانے والے افراد وہاں سے روانہ ہوئے اور انہوں نے مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی اور اپنی وفات تک وہیں رہے۔(۱۱۹)

۱۱۴

پانچ ہزار سال بعد

قوم عاد کی تباہی کو پانچ ہزار سال گزر گئے اس دوران مختلف حکومتیں قائم ہوئیں،

Presented by Ziaraat.Com

سینکڑوں حکام وخلفاء تبدیل ہوئے یہاں تک کہ منصور عباسی کی حکومت قائم ہوئی۔
ابوجعفر منصور بنی عباس کے سلسلہ کا دوسرا حکمران تھا۔ایک دن اس نے حکم دیا کہ یمن کے فلاں علاقہ میں کنواں کھودا جائے۔

شاہی حکم تھا لہٰذا کام فوراً شروع ہوگیا اور مزدوروں نے کنواں کھودنا شروع کردیا لیکن ایک طویل کھدائی کے بعد بھی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا اور پانی ہاتھ نہ آیا۔

جب منصور کو یہ رپورٹ دی گئی تو اس نے کہا: مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کام جاری رہنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ کھدائی کی جائے۔

منصور کے اس حکم سے ایک بار پھر کھدائی شروع کی گئی یہاں تک کہ کئی سال گزر گئے اور اس دوران منصور بھی جہان فانی سے رخصت ہوگیا اور اس کا بیٹا مہدی عباسی خلیفہ بنا۔اس کے دور میں بھی کنوئیں کا کام جاری رہا۔ایک دن اس نے پوچھا کہ کنواں کامیاب ہوا ہے یا نہیں؟

اس کے مشیروں نے کہا کہ ابھی تک وہاں سے پانی نہیں ملا۔اس نے ناراض ہوکر کہا کنوئیں کا کام جاری رہنا چاہیے اگرچہ اس پر حکومت کا کل سرمایہ بھی کیوں نہ لگ جائے۔

خلیفہ کے حکم کے بعد بڑی تندہی سے کنوئیں کی کھدائی جاری رہی اور آخرکار ایک چٹان آگئی۔کاریگروں نے چٹان کے قریب سوراخ کیا تو اس سوراخ سے تیز ہوا آنے لگی۔

کاریگروں نے دو مزدور وہاں اتارے اور ان کے ہاتھوں میں رسیاں باندھیں اور ان سے کہا کہ تم وہاں اتر کر دیکھو وہاں کیا ہے اور جب تھک جاؤ تو اسی رسی کو حرکت دینا ہم تمہیں اوپر کھینچ لیں گے۔

الغرض مزدور نیچے اترے اور کچھ دیر کے بعد انہوں نے رسی ہلائی۔اوپر والوں

Presented by Ziaraat.Com

نے انہیں اوپر کھینچ لیا اور ان سے پوچھا کہ تم نے کنوئیں میں کیا دیکھا؟

مزدوروں نے کہا: "ہم نے وہاں خدا کا عظیم راز دیکھا جب ہم چٹان سے نیچے گئے تو اندر مرد اور عورتیں بیٹھے ہوئے تھے لیکن وہ پتھر کے بن چکے تھے ان کے جسم پر لباس بھی تھا جب ہم نے ان کے لباس کو ہاتھ لگایا تو وہ بالکل گلا ہوا تھا اور ریزہ ریزہ ہونے لگا۔ اندر گھر اور گھروں کا سامان بھی موجود ہے اور پتھر کے انسان بیٹھے ہوئے ہیں کچھ لیٹے ہوئے ہیں اور کچھ ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔"

مہدی عباسی کو اس کی اطلاع دی گئی اس اپنے دَور کے علماء کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ یہ خدا کا کیا راز ہے؟

تمام علماء نے اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا۔ آخر کار مہدی عباسی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو مدینہ سے اپنے ہاں بلایا۔ جب آپ تشریف لائے تو خلیفہ نے ان کے سامنے کنوئیں کا تفصیل سے ذکر کیا اور کہا کہ آپ بتائیں یہ خدا کا کیا راز ہے؟

یہ سن کر آپ کچھ دیر تک روتے رہے پھر آپ نے فرمایا: یہ اصحاب عاد کی باقیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر غضب نازل ہوا اور وہ اپنے گھروں میں مر گئے تھے۔ یہ "اصحاب احقاف" ہیں یعنی یہ وہ ہیں جن پر ریت کا طوفان آیا تھا اور وہ پھنس کر ہلاک ہوئے تھے۔ (۱۲۰)

۱۱۵

قران کا معجزہ

قران مجید کا یہ ایک معجزہ ہے کہ اس نے اپنے نزول کے وقت یہ پیش گوئی کر دی

Presented by Ziaraat.Com

تھی کہ کوئی بھی فرد یا جماعت قران کے مقابلہ میں اس جیسی کتاب نہیں لا سکے گا۔
چنانچہ قران مجید میں یہ چیلنج موجود ہے:

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوابمثل هذا القران لا یا تون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا٥ (بنی اسرائیل۔۸۸)

(آپ کہہ دیں کہ اگر تمام جنات وانسان مل کر اس قران کے مقابلہ میں کتاب لانا چاہیں تو بھی اس کی مثالیں پیش نہ کر سکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار کیوں نہ ہوں)۔

جس زمانہ میں قران نازل ہوا اس وقت عرب کی سرزمین پر فصاحت وبلاغت کا چرچا تھا اور شعراء اور فصیح وبلیغ افراد کے اجتماعات منعقد ہوتے تھے اور جس شاعر کا کلام سب سے اچھا ہوتا تو اسے چمڑے کے اوراق پر لکھ کر خانہ کعبہ پر لٹکا دیا جاتا تھا۔

جب قران نازل ہوا تو عرب کے فصیح وبلیغ افراد اور شعراء نے مل کر اس کا مقابلہ کرنے کیلئے بڑی طبع آزمائی کی لیکن انہیں منہ کی کھانی پڑی اور کوئی بھی ادیب یا شاعر اس جیسا شاندار کلام پیش نہ کر سکا۔

''ابن مقفع'' کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنے دور کا سب سے زیادہ فصیح وبلیغ شخص تھا اور اس زمانہ کے تمام ادیب لوگ اس کی بلاغت کو تسلیم کرتے تھے۔

ایک مرتبہ اس کے ذہن میں یہ بھوت سمایا کہ قرانی سورتوں جیسی ایک سورت تخلیق کرے۔ اس نے اپنے دو ادیب ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا اور ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی اور کہا کہ ہم فی الحال قران مجید کی اس آیت جیسی آیت بنائیں اگر بن گئی تو پھر آگے بڑھیں گے ورنہ رک جائیں گے۔

وہ آیت یہ ہے:

وقیل یا ارض ابلعی مآءك ویا سمآء اقلعی وغیض المآء وقضی الامر

Presented by Ziaraat.Com

واستوت علی الجودی وقیل بعداً للقوم الظالمین٥(ہود۔۴۴)
(اور حکم ہوا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان رُک جا۔ چنانچہ پانی زمین بیٹھ گیا اور فیصلہ چکا دیا گیا اور کشتی جودی پر تک گئی اور کہہ دیا گیا کہ ظالم قوم کے لئے دوری ہو)۔

اس آیت مجیدہ جیسی آیت بنانے کے لئے فصیح ترین افراد نے کئی روز تک طبع آزمائی اور الفاظ وکلمات کو بدلتے رہے لیکن کئی روز کی مسلسل مشقت کا نتیجہ ناکامی کے سوا کچھ برآمد نہ ہوا آخر کار ''ابن مقفع'' اور اس کے دو عدیم المثال ادیب ساتھیوں کو یہ اقرار کرنا پڑا کہ وہ اپنی تمام تر جدوجہد کے باوجود بھی قران مجید کی ایک آیت جیسی بنانے سے قاصر ہیں۔(۱۲۱)

۱۱۶

ابن مقفع، ایک شعبدہ باز نبی

عباسی دور حکومت میں نبوت کے دعویداروں میں سے ایک کا نام ''ابن مقفع'' تھا۔ وہ اپنے آپ کو صاحب معجزہ نبی ورسول کہلاتا تھا۔

اس نے ایک ''چاند'' بنایا تھا جس کا حجم ایک مربع بالشت کے برابر تھا اور غروب آفتاب کے وقت وہ ایک کنوئیں ''چاہ نخشب'' سے طلوع کرتا تھا اور ایک معینہ حد تک اس کی روشنی جاتی تھی پھر وہ کنوئیں میں غروب کر جاتا تھا۔(۱۲۲)

ابن مقفع کے متعلق مشہور ہے کہ وہ انتہائی بدصورت تھا اور اس کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے چنانچہ وہ اپنے بدنما چہرے کو چھپانے کے لئے اپنے منہ پر سونے کی تاروں کا بنا ہوا نقاب استعمال کرتا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

جاہل اور احمق قسم کے افراد نے اسے نبی تسلیم کرلیا تھا اور وہ اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ علاوہ ازیں اس نے اپنے لئے کچھ چالاک گماشتے مقرر کیے تھے جو لوگوں میں اس کے معجزات کا پرچار کرتے تھے اور اس کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تھے۔

ابن مقفع نے اپنی چرب زبانی کی وجہ سے کچھ عرصہ میں اپنے پاس اچھے خاصے پیروکار جمع کر لئے پھر اس نے اپنا ایک لشکر تشکیل دیا اور ایک مضبوط قلعہ پر قابض ہو گیا۔

بنی عباس کے خلیفہ نے لوگوں کو اس کے شر سے بچانے کے لئے ایک عظیم الشان لشکر روانہ کیا۔ ابن مقفع قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ مگر دشمن بھی اتنی جلدی واپس جانے والے نہ تھے انہوں نے کئی ماہ تک محاصرہ کیے رکھا۔

جب ابن مقفع نے دیکھا کہ قلعہ کے اندر غذائی اشیاء ختم ہو چکی ہیں اور اب زیادہ دیر تک محصور رہنا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے تو اس نے ایک خطرناک فیصلہ کیا۔

اس نے قلعہ کے کنوؤں میں زہر ملا دیا جس سے ہزاروں افراد لقمہ اجل بن گئے پھر خود اس نے تیزاب (NITRIC ACID) کے تالاب میں چھلانگ لگا دی جس سے کا پورا وجود گل کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔

جب دشمن فوج قلعہ میں داخل ہوئی تو سوائے ایک مخبر بڑھیا کے قلعہ میں ایک بھی زندہ شخص انہیں دکھائی نہ دیا۔ بڑھیا نے اتفاق سے زہریلا پانی نہیں پیا تھا اسی لئے وہ بچ گئی تھی۔ عباسی لشکر کو اسی نے ابن مقفع کی موت کی خبر دی تھی۔

عباسی فوج کو ہر طرف لوگوں کی لاشیں ملیں لیکن ابن مقفع کی لاش انہیں کہیں دکھائی نہ دی۔ انہوں نے اس کو تلاش کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن اس کا مادی جسم کہیں نظر نہ آیا۔ آخر کار ایک جگہ انہیں تیزاب پر اس کے بال تیرتے ہوئے دکھائی دیئے تو انہیں پتہ چلا

Presented by Ziaraat.Com

کہ اس نے تیزاب میں چھلانگ لگا کر خودکشی کی ہے۔ (۱۲۳)

۱۱۷

نبوت کا ایک جھوٹا دعویدار

بنی عباس کے زمانہ خلافت میں ایک شعبدہ باز جادوگر کی بڑی شہرت ہوئی وہ اپنے چٹکلوں سے لوگوں کو حیران کر دیتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے محسوس کیا کہ اس کے گرد جمع ہونے والے لوگ کم عقل اور سفلہ ہیں اس لئے اس نے نبوت کا دعویٰ داغ دیا۔

اس کے بہت سے سادہ مداحوں نے کوئی چون چرا کئے بغیر اس کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا۔ سرکاری مخبروں نے خلیفہ کو اس کی اطلاع دی۔ خلیفہ نے سوچا کہ اس سے قبل کہ وہ کوئی بڑا فتنہ برپا کرے اسے گرفتار کر لینا چاہیے۔ چنانچہ خلیفہ نے اس کو گرفتاری کا حکم جاری کیا چند ہی دنوں میں وہ گرفتار ہو کر خلیفہ کے سامنے پیش ہوا۔ خلیفہ اور نبوت کے جھوٹے دعویدار میں حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

خلیفہ: اے شخص! کیا تو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے؟

جھوٹا نبی: جی ہاں میں نبی ہوں۔

خلیفہ: مگر خدا کے بھیجے ہوئے انبیاء تو معجزات لے کر آئے تھے۔ اگر تو نبی ہے پھر معجزہ کیا ہے؟

جھوٹا نبی: ویسے تو میں کمزور سا نبی ہوں لیکن پھر بھی تیرا مطالبہ پورا کر سکتا ہوں۔

خلیفہ نے کچھ دیر سوچ کر کہا: مجھے اس وقت تربوز چاہیے۔ (اس وقت تربوزوں کا موسم نہیں تھا)

جھوٹا نبی: اس کے لئے مجھے تین دن کی مہلت درکار ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

خلیفہ: مجھے ابھی ابھی اور اس وقت تربوز چاہیے تین دن کے بعد نہیں۔

جھوٹا نبی: خلیفہ! تم بھی عجیب ہو۔ اگر تم خدا سے اس وقت تربوز مانگو گے تو وہ تمہیں چھ ماہ بعد تربوز دے گا جب کہ وہ ساری کائنات کا خالق ہے اور میں تو ایک کمزور نبی ہوں۔ اب مجھے بتاؤ کہ رب والے چھ مہینے زیادہ ہیں یا میرے تین دن زیادہ ہیں؟

اس کا جواب سن کر خلیفہ ہنسنے لگا اور اس نے محسوس کیا کہ یہ ایک زبان دراز اور شعبدہ باز انسان ہے۔ اس نے حکم دیا کہ اسے شاہی مہمان خانہ میں ٹھہرایا جائے اور اسے بہترین کھانے کھلائے جائیں۔ چنانچہ جھوٹے نبی کو شاہی مہمان خانہ میں منتقل کردیا گیا۔ جہاں اس نے غذائیں کھائیں۔ کچھ دنوں کے بعد خلیفہ نے کہا کہ اس نبوت کے مدعی کو میرے سامنے لایا جائے۔ حکومت کے ملازمین اسے خلیفہ کے پاس لائے۔ خلیفہ نے اس سے کہا: میاں بتاؤ، تمہاری مہمانی میں کوئی کمی تو نہیں رہی؟

جھوٹے نبی نے کہا: نہیں۔ میری بہترین مہمان نوازی کی گئی ہے۔

خلیفہ نے کہا: اچھا بتاؤ اس مہمانی کے عرصہ میں تم پر کوئی وحی نازل ہوئی؟ جھوٹے نبی نے کہا: جی ہاں۔ یہاں کئی بار مجھ پر یہ وحی ہوئی ہے کہ یہ جگہ تیرے لئے بہتر ہے اسے چھوڑ کر اور کہیں نہ جاؤ۔ (۱۲۴)

تمت بالخیر وآخردعوانا ان الحمدلله رب العالمین ۔واسئل الله ان یجعله ذادا لیوم فقری وفاقتی وهو الولی القدیر۔ وما توفیقی الابالله علیه توکلت والیه انیب۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وتب علینا انك انت التواب الرحیم۔بحق محمد وآله الطاہرین۔

الراجی الی رحمة ربه الجلی :محمد حسن الجعفری

Presented by Ziaraat.Com

فہرست اشارات

۱۔ قلب سلیم جلد اول ص ۲۱۳۔

۲۔ قلب سلیم جلد اول ص ۳۵۹۔

۳۔ القران وکشف الاسرار ص ۱۱۴۔

۴۔ استعاذہ ص ۲۲۳۔

۵۔ قلب سلیم جلد اول ص ۳۶۸۔

۶۔ الدار الاخریٰ ص ۲۴۶۔

۷۔ ۸۲ مسائل ص ۴۹۔ واضح رہے کہ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے اور اس کے اردو ترجمہ کا نام "جواب حاضر ہے" ہے۔ اور یہ انتہائی علمی اور دلچسپ کتاب ہے۔ ہم قارئین کو اس کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں۔

۸۔ قلب سلیم جلد اول ص ۱۴۲۔

۹۔ استعاذہ ۱۸۶۔

۱۰۔ الایمان جلد اول ص ۲۴۶۔

قران کریم کی یہ دو آیات ملاحظہ فرمائیں

۱)ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احدمن بعدہ انہ حلیما غفورا" فاطر ۴۱۔

اللہ ہی ہے جو آسمان اور زمین کو محور سے ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ اپنے محور سے ٹل جائیں تو اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں تھامنے والا نہیں ہے بیشک اللہ بردبار اور بخشنے والا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۲) الم تر ان الله سخر لکم مافی الارض والفلك تجری فی البحر بامره ویمسك السمآء ان تقع علی الارض الا باذنه ان الله بالناس لرؤف رحیم'' الحج ۶۵

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لئے وہ سب کچھ مسخر کیا ہے جو زمین میں ہے اور کشتی اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے وہ آسمان کو اس طرح سے تھامے ہوئے ہے کہ وہ اس کے اذن کے بغیر زمین پر نہیں گر سکتا۔ بے شک اللہ انسانوں کے لئے بڑا شفیق اور رحیم ہے۔

۱۱۔ استعاذہ ص ۲۴۰۔

ماضی قریب کا ہی واقعہ ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا دوبار منتخب ہونے والا صدر ''رونالڈ ریگن'' ذہنی طور پر بالکل خالی الذہن ہو گیا تھا اور وہ کئی برس تک اسی حال میں زندہ رہا وہ اپنے قریبی ساتھیوں اور دوستوں کو نہیں پہچان سکتا تھا اور حد یہ ہے کہ اسے یہ بھی یاد نہیں تھا کہ وہ مملکت امریکہ کا صدر بھی رہ چکا ہے۔ اور کئی سال اس حال میں بسر کرنے کے بعد وہ ابھی حال میں دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ (من المترجم)

۱۲۔ معارف القران ص ۱۲۴۔

۱۳۔ قلب سلیم جلد اول ص ۳۷۱۔

۱۴۔ قلب سلیم جلد اول ص ۱۴۶۔

۱۵۔ الدار الاخریٰ ص ۳۱۔

۱۶۔ الایمان جلد اول ص ۱۶۔

۱۷۔ استعاذہ ص ۲۱۸۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۸۔ المعراج ص۱۸۳۔

۱۹۔ نفس مطمئنہ ص۱۰۴۔

۲۰۔ الایمان جلد اول ص۱۴۰۔

۲۱۔ نفس مطمئنہ ص۱۲۵۔

۲۲۔ التوحید ص۲۲۶۔

۲۳۔ استعاذہ ص۱۰۶۔

۲۴۔ معراج ص۱۸۲۔

۲۵۔ استعاذہ ص۲۲۸۔

۲۶۔ جنۃ الخلد ص۳۶۳۔

۲۷۔ ابوشاکر کا اصلی نام ''عبداللہ'' تھا۔ ایک دفعہ وہ وجود خدا کے متعلق بحث کی غرض سے امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ یہ سوال سنا تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ تم نے بحث کیوں نہ کی اور ویسے ہی چلے آئے آخر اس کی وجہ کیا تھی؟

اس نے کہا: جعفر صادقؑ نے مجھے لاجواب کر دیا انہوں نے مجھ سے میرا نام پوچھا اب اگر میں کہتا کہ عبداللہ ہوں تو وہ کہتے کہ وہ اللہ کون ہے جس کے تم عبد ہو؟ اسی لئے میں ان سے مباحثہ کئے بغیر واپس آ گیا ہوں۔

اسے ''دیصانی'' کہا جاتا ہے یہ لفظ یا تو ''داص یدیص دیصا'' سے مشتق ہے جس کے معنی ٹیڑھے پن کے ہیں چونکہ وہ ملحد تھا اسی لئے اسے دیصانی کہا جاتا تھا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ ''دیصانی'' نامی گاؤں میں رہتا تھا اسی لئے اسے دیصانی کہا جاتا ہے۔ اس نے ایک مذہب تخلیق کیا تھا جو کہ ''مانی'' کے مذہب کے

Presented by Ziaraat.Com

قریب تھا وہ نور و ظلمت کو کائنات کی اصل سمجھتا تھا۔ البتہ مانی اور دیصانی کے درمیان بعض فروعات پر اختلاف بھی تھا۔

۲۸۔ قلب سلیم جلد اول ص ۲۴۷۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت نے استدلال میں فرمایا: انڈے میں دو رنگ ہیں اس میں ایک سفید رنگ ہے اور دوسرا زرد رنگ ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے سفید رنگ کا یہ اصول ہے کہ جب اس میں دوسرا رنگ شامل کیا جائے تو وہ فوراً دوسرا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ مگر انڈہ میں دونوں رنگ بیک وقت موجود ہیں سفید زرد رنگ میں تبدیل نہیں ہوتا اور زرد رنگ سفید رنگ میں تبدیل نہیں ہوتا۔ آخر وہ کون سی قوت ہے جس نے دنوں رنگوں کو ایک دوسرے میں ملنے سے روک رکھا ہے؟!

جب دیصانی نے حضرت کا یہ استدلال سنا تو اس نے کلمہ اسلام پڑھا۔
ممکن ہے کہ حضرت نے دونوں استدلال ایک ہی محفل میں کیے ہوں۔
(من المترجم)۔

۲۹۔ المعارف من القران ص ۱۲۷۔

۳۰۔ المعارف من القران ص ۶۸۔

۳۱۔ الدار الاخریٰ ص ۸۵۔

۳۲۔ القصص العجیبہ ص ۸۱۔

۳۳۔ العدل ص ۳۳۴۔

۳۴۔ العدل ص ۸۳۔

۳۵۔ التوحید ص ۲۴۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۶۔ استعاذہ ص۱۸۱۔

۳۷۔ الایمان جلد اول ص۱۱۹۔

۳۸۔ جنۃ الخلد ص۳۶۳۔

۳۹۔ نفس مطمئنہ ص۱۲۶۔

۴۰۔ جنۃ الخلد ص۲۷۔

۴۱۔ العارف من القران ص۱۴۵۔

۴۲۔ القیامۃ والقران ص۷۰۔

۴۳۔ قلب سلیم جلد اول س ۲۰۹۔ مفہوم روایت شیخ صدوقؒ کی کتاب معانی الاخبار سے ماخوذ ہے۔

۴۴۔ العارف من القران ص۳۹۱۔

۴۵۔ العدل ص۹۶۔

۴۶۔ نفس مطمئنہ ص۲۹۔

۴۷۔ جنۃ الخلد ص۷۶۔

۴۸۔ العدل ص۳۸۳۔

۴۹۔ القصص العجیبۃ ص۷۹۔

۵۰۔ المعارف من القران ص ۴۶۱۔

۵۱۔ العدل ص۱۲۴۔

۵۲۔ العدل ص۳۸۴۔

۵۳۔ الایمان جلد اول ص۷۶۔

۵۴۔ استعاذہ ص۱۹۷۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۶۔ استعاذہ ص۱۸۱۔

۳۷۔ الایمان جلداول ص۱۱۹۔

۳۸۔ جنۃ الخلد ص۳۶۳۔

۳۹۔ نفس مطمئنہ ص۱۲۶۔

۴۰۔ جنۃ الخلد ص۲۷۔

۴۱۔ العارف من القران ص۱۴۵۔

۴۲۔ القیامۃ والقران ص۷۰۔

۴۳۔ قلب سلیم جلداول س۲۰۹۔ مفہوم روایت شیخ صدوقؒ کی کتاب معانی الاخبار سے ماخوذ ہے۔

۴۴۔ العارف من القران ص۳۹۱۔

۴۵۔ العدل ص۹۶۔

۴۶۔ نفس مطمئنہ ص۲۹۔

۴۷۔ جنۃ الخلد ص۷۶۔

۴۸۔ العدل ص۳۸۳۔

۴۹۔ القصص العجیبۃ ص۷۹۔

۵۰۔ المعارف من القران ص ۴۶۱۔

۵۱۔ العدل ص۱۲۴۔

۵۲۔ العدل ص۳۸۴۔

۵۳۔ الایمان جلداول ص۷۶۔

۵۴۔ استعاذہ ص۱۹۷۔

Presented by Ziaraat.Com

۵۵۔ المعارف من القران ص۱۰۶۔

۵۶۔ المعارف من القران ص۱۶۵۔

۵۷۔ معاد ص۶۶۔

۵۸۔ المعارف من القران ص۳۳۔

۵۹۔ قلب سلیم جلد اول ص۲۴۶۔

۶۰۔ القصص العجیبہ ص۳۳۔

۶۱۔ المعارف من القران ص۲۴۔

۶۲۔ العدل ص ۳۸۲۔

۶۳۔ بحار الانوار ۱۲/ص۲۵۴۔ واضح رہے کہ اس سے نماز شب مراد ہے اور روایت کا مقصد یہ ہے کہ آپ نماز شب کے لئے تھوڑی سی تاخیر سے اٹھے۔

۶۴۔ قلب القران ص۷۳۔

۶۵۔ النبوۃ ص۱۱۱۔

۶۶۔ قلب سلیم جلد دوم ص۱۳۸۔

۶۷۔ النبوۃ ص۱۶۳۔

۶۸۔ النبوۃ ص۱۶۷۔

۶۹۔ النبوۃ ص۲۴۵۔

۷۰۔ علمائے محققین فرماتے ہیں کہ وہ آنحضرت کی ربیبہ بیٹی تھی حضرت مؤلف نے یہاں عمومی قول کو بیان فرمایا ہے۔ (مترجم)

۷۱۔ المعراج ص۲۳۔

۷۲۔ المعراج ص۸۶۔

Presented by Ziaraat.Com

۷۳۔ النبوۃ ص۹۲۔

۷۴۔ النبوۃ ص۱۶۵۔

۷۵۔ النبوۃ ص۹۴۔

۷۶۔ النبوۃ ص۹۹۔

۷۷۔ النبوۃ ص۲۲۴۔

۷۸۔ رسول خداؐ کی صاحبزادی کے متعلق عمومی قول یہ ہے کہ آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں جب کہ محققین کہتے ہیں کہ آپ کی صرف ایک ہی صلبی صاحبزادی تھیں اور باقی تین آپ کی ربیبہ بیٹیاں تھیں۔ شہید محراب نے عمومی قول کو پیش کیا ہے (من المترجم)

۷۹۔ حقائق من القران ص۱۸۱۔۱۹۲

۸۰۔ العدل ص۳۹۴۔

۸۱۔ القیامۃ والقران ص۱۳۶۔

۸۲۔ القیامۃ والقران ص۱۷۳۔

۸۳۔ گناہان کبیرہ جلد اول ص۴۲۷۔

۸۴۔ گناہان کبیرہ جلد اول ص۱۱۶۔

۸۵۔ گناہان کبیرہ جلد اول ص۴۳۴۔

۸۶۔ فواطم سے خاندان ہاشم کی یہ خواتین مراد ہیں۔

۱۔ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ ۲۔ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

۳۔ فاطمہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب علیہ السلام ۴۔ فاطمہ بنت حمزہؓ

۸۷۔ القیامۃ من القران ص۱۷۸۔۱۸۸

۸۸۔ بحار الانوار جلد ۱۸ ص۵۳ طبع موسسۃ الوفاء بیروت۔

Presented by Ziaraat.Com

۸۹۔ القیامۃ والقرآن ص۲۳۶۔

۹۰۔ بحارالانوار جلد۱۸ص۶۶۔طبع موسسۃ الوفا بیروت۔

۹۱۔ القرآن وکشف السرص۱۲۳۔

۹۲۔ القرآن وکشف السرص۱۵۰۔

۹۳۔ العارف من القرآن ص۸۲۔

۹۴۔ بحارالانوار ج۱۷ ص۳۶۵۔

۹۵۔ المعارف من القرآن ص۱۱۵۔بحارالانوار جلد۴۱۔

۹۶۔ المعارف من القرآن ص۱۷۴۔

۹۷۔ المعارف من القرآن ص۳۹۹

۹۸۔ المعارف من القرآن ص۴۶۳۔

۹۹۔ گناہان کبیرہ جلد دوم ص۲۱۱۔

۱۰۰۔ المعارف من القرآن ص۴۹۹۔سیرت ابن ہشام جلد۲ص۲۳۴، ۲۳۵۔تفسیر المیزان جلد۹ص۳۹۲۔

۱۰۱۔ حقائق من القرآن ص۲۸۔

۱۰۲۔ الاستعاذہ ص۱۰۸۔

۱۰۳۔ المعراج ص۱۹۱۔

۱۰۴۔ المعارف من القرآن ص۴۸۹۔

۱۰۵۔ حقائق من القرآن ص۱۶۰۔۱۷۹۔

۱۰۶۔ قلب سلیم جلد دوم ص۹۲۔

عرض مترجم۔ یہ صحیح ہے کہ انسان کو ہمیشہ تکبر سے بچنا چاہیے اور تواضع اور انکساری

Presented by Ziaraat.Com

سے رہنا چاہیے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ایک عظیم المرتبت نبی اور کتے کا موازنہ شروع کر دینا چاہیے۔ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ شہید محراب نے یہ روایت کس کتاب سے اخذ کی ہے اور اس روایت کے رواۃ کون ہیں لیکن متن روایت اتنا رکیک ہے کہ کوئی بھی صاحب شعور اس موازنہ کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی لغزشوں سے درگزر فرمائے آمین بحق محمد واھل بیتہ الطاھرین۔ (مترجم)

۱۰۷۔ استعاذہ ص ۱۷۰۔

۱۰۸۔ المعراج ص ۲۰۹۔

۱۰۹۔ المعارف من القرآن ص ۷۹۔ اس واقعہ میں بھی ایک چیونٹی کی معرفت ایک پیغمبر سے زیادہ بتائی گئی ہے جو نا قابل یقین ہے۔ دوسری بات یہ کہ نبی پر نظر کرنا تو عبادت ہے پھر کیسے اس نے یہ کہا کہ وہ عبادت سے غافل ہو جاتیں۔

۱۱۰۔ معارف من القرآن ص ۷۷۔ واضح رہے کہ پورا واقعہ سورۃ النمل سے لیا گیا ہے۔

۱۱۱۔ المعارف من القرآن ص ۷۶۔

۱۱۲۔ اصول کافی جلد ۳ ص ۱۴۲۔

۱۱۳۔ القیامۃ والقرآن ص ۲۲۷۔

۱۱۴۔ قلب القرآن ص ۸۵۔

۱۱۵۔ العدل ص ۳۵۳۔

۱۱۶۔ قلب القرآن ص ۷۲۔

۱۱۷۔ استعاذہ ص ۱۳۰۔

۱۱۸۔ الحقائق من القرآن ص ۱۱۴۔ ۱۴۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۱۹۔ حقائق من القران ص ۱۰۱۔

۱۲۰۔ حقائق من القران ص ۱۱۱۔

۱۲۱۔ النبوۃ ص ۷۷۔

۱۲۲۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ابن مقفع اپنے دور کا عظیم الشان سائنسدان تھا لیکن اس نے بدنصیبی سے نبوت کا دعوئ کر دیا تھا۔ (من المترجم)

۱۲۳۔ النبوۃ ص ۵۰۔

۱۲۴۔ المعارف من القران ص ۳۶۳۔

Presented by Ziaraat.Com